•جلد12/•شمارہ8/•مارچ/2023

ماہنامہ

فہمِ دین

Regd.# MC-1366

خصوصی اشاعت

دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

رمضان، قرآن

اور

اہلِ مغرب اور ہمارا رویہ

تعلق مع اللہ

مرکزِ محبت

بے آہِ سحر گاہی

BAITUSSALAM PUBLICATIONS

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

Felber

LEGACY OF TASTE

Felber unites food from different cultures, sourced by the finest producers, tested for the highest quality, packaged to perfection under one excellent legacy. Felber leaves a legacy of taste.

Extra Virgin Oil

- Full of heart-healthy fats.
- Ultimate investment in your health and self-care.
- Also suitable for low-temperature cooking.

FROM SPAIN
IMPORTED
FROM SPAIN

Pomace Olive Oil

- Suitable for the sensitive skin of babies and the elderly.
- An all-natural moisturiser.
- Also suitable for high-temperature cooking
- Massage oil

marvelCore Tree
QUALITY SOLUTIONS FOR LIFE

/marvelcoretree

pandamart

SHOP ONLINE www.keeps.pk

For more info: 03000330235

ALA RAHI

رمضان كريم

SHOW THIS ON OUR COUNTER AND

GET 10% OFF*

ON THE ENTIRE BILL

*This discount is available on the entire menu except for Ramadan offers/deals.
*This discount is valid during Ramadan 1444H only.

تحفۂ رمضان

کیوں نہ ہم ارادہ کرلیں

کوئی ہمارا بھائی بھوکا نہ رہے

BAITUSSALAM

ماہانہ کفالت پروگرام

Follow us
BaitussalamWelfareTrust

UAN
+92 21 111 298 111

Visit
Baitussalam.org

فہم وفکر

رمضان اور قرآن اہل مغرب اور عار ارویہ — مدیر کے قلم سے — 09

اصلاحی سلسلہ

10 فہم قرآن — شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

11 فہم حدیث — مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

12 نکاح عبادت ہے — حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مضامین

15 بے آلا سحر گاہی — اہلیہ محمد سعید خان

16 نعمتوں پر شکر

19 سب سے بڑا وظیفہ

20 رمضان، دسترخوان اور صحت

23 صدقے کی اہمیت و ثمرات — محمد طیب حنیف

24 رمضان کا پیغام

24 کھو نہ جانا... — امۃ اللہ

25 غیبت ایک وبا — عبدالمتین

27 تعلق مع اللہ

28 مسائل پوچھیں اور سیکھیں — مفتی محمد توحید

دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ
فہمِ دین
کراچی

مارچ 2023

آراء و تجاویز کے لیے
0304-0125750

ڈاک سے متعلق امور کے لیے
0323-3229313 | 021-35393912

اشتہارات کے لیے
0314-2981344
marketing@fahmedeen.org

خط و کتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالے کے اجرا کے لیے
C-26 گراؤنڈ فلور، سن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابان جامی، بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

زر تعاون

فی شمارہ	50 روپے
سالانہ برائے کراچی	750 روپے

سالانہ اندرون ملک

عام ڈاک	750 روپے
رجسٹرڈ پوسٹ	1250 روپے
سالانہ بیرون ملک	55 ڈالر

ناشر: فیصل زبیر | مطبع: واسا پرنٹر | مقام اشاعت: دفتر فہم دین

زیرسرپرستی

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مدیر	محمد خرم شہزاد
نائب مدیر	قاری عبدالرحمن
نظرثانی	طارق محمود
تزئین وآرائش	فیضان الحق شمسی

خواتین اسلام

31 رمضان کے تقاضے
32 مقبول عبادت — قرات گلستان
33 معرض السلام — اہلیہ محمد بلال
36 اصلی کمائی — ام نسیبہ
37 رمضان بھائی کی آمد — بنت عبدالستار
38 بولتا دسترخوان — آمنہ بخاری
40 ماہ مبارک — ملائکہ سلیمان
41 ماہ نجات
42 دیسی گھی کا سبق
44 بلاعنوان — بنت مسعود احمد
46 رمضان کریم کی لذت
48 رحمان کے بندے — نشار قار
49 رمضان کی خوشیاں — سمیرا انور

باغچہ اطفال

51 رمضان کریم
52 برادران قاسم
54 بہار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
54 ستر گنا — حفصہ محمد فیصل
55

بزم ادب

قرآن کریم — ارسلان اللہ خان 58
اللہ سے دل جوڑ کے دیکھو — خرم فاروق ضیا 59
گلدستہ — شیخ ابو بکر، عبدالرحمن چترالی 60

اخبار السلام

اخبار السلام — ادارہ 62

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(پارہ نمبر ۶، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۲)

الحمدللہ

ہم ابتداء سے ہی بیت السلام مسجد سے منسلک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین

WASA

PRINTERS (PVT.) LTD.

Plot # 86-87, Sector-24, Korangi Industrial Area, Karachi, Pakistan.

Phone: +92 21 35122756-7-8, Fax: +92021035122758

E-mail: wasaprinters@cyber.net.pk

MILLAT™
Quality Plastic Products
DUSTBIN & TISSUE BOX
2 Pcs. SET
CALABOND WD 10
MANUFACTURER OF
• Kitchen Ware
• Bathroom Ware
• House Hold
• Food & Other Packagings
OUR PRODUCTS ARE AVAILABLE
AT OUR OFFICAL
daraz STORE
FOLLOW OUR STORE
TO GET UPDATES ABOUT
AMAZING DISCOUNT OFFERS
Official store link
https://www.daraz.pk/shop/millat-plastic
You Can Also
Scan QR Code
for Purchasing
our Products
MADE FROM SPECIAL
UNBREAKABLE MATERIAL
Tulip
Bath Set
Reborn
5 Pcs. Bath Set
Bucket 30 Ltr.
Tub 30 Ltr.
Bath Stool
Soap Tray
Mug
PARUS PLASTIC (Pvt) Limited.
E-mail: trade.enq@parusplastic.com
Website: www.parusplastic.com
Customer Feedback: cus.feedback@parusplastic.com

رمضان، قرآن اور اہلِ مغرب اور ہمارا رویہ

قارئینِ کرام! ایک طرف تو یہ سال نامہ ہے اور جب تک آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا، رمضان المبارک بہت قریب آچکا ہوگا اور رمضان المبارک اور قرآن مجید کا کیسا چولی دامن کا ساتھ ہے، یہ بات آپ کو میگزین کے باقی صفحات کے مطالعے سے پتا لگ جائے گی، مگر اس وقت تادمِ تحریر رمضان المبارک سے دو ماہ پہلے امتِ مسلمہ کے دِل میں یہ بات کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے کہ وہ ممالک جو دُنیا میں مہذب سمجھے جاتے ہیں، جن کی شرح خواندگی سو فی صد سمجھی جاتی ہے، جن کے ہاں انسانیت کی خیر خواہی کو گویا کہ مذہب کا درجہ دیا جاتا ہے، وہ آخر گاہے بہ گاہے کیوں دُنیا میں بسنے والے ایک ارب سے زیادہ افراد کی مذہبی اور مقدس کتاب قرآن مجید کی شان میں گستاخی کرتے رہتے ہیں؟

اب سوال یہ ہے کہ

کیا مغرب اس توہینِ قرآن کے ذریعے صرف مسلمانوں کی دِل آزاری کرنا چاہتا ہے؟

یا کوئی اور مقصد بھی اس کے پیشِ نظر ہے؟

سامعینِ گرامی! جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں، مغربی ممالک میں جو نصابِ تعلیم ہے، وہ مغرب کا اپنا بنایا ہوا ہے، جو مغربی نظامِ زندگی کا تحفظ کرتا ہے۔ مشرقی اور عرب ممالک کے نصابِ تعلیم میں بھی مغرب اپنے اثر ورسوخ سے ضروری تبدیلیاں آئے روز کرتا رہتا ہے، پورا سبق اور موضوع تو بہت دور کی بات، ہر وہ لفظ بھی ہمارے نصابِ تعلیم سے نکلوا دیتا ہے جس سے مغربی نظامِ زندگی سے بغاوت کی بُو آرہی ہوتی ہے، چناں چہ ''خاتم النبیین'' کا لفظ بھی انھیں پسند نہیں ہے، محمد بن قاسم انھیں ڈاکو لگتا ہے، مینارِ پاکستان کی تصویر بھی انھیں ہضم نہیں ہوتی، الغرض مغرب اپنی من مرضی تبدیلیاں نصابِ تعلیم میں وقتاً فوقتاً کرواتا رہتا ہے مگر۔۔۔ مگر

قارئینِ گرامی! ایک کتاب جو سماوی ہے، جو سینوں میں بستی ہے، جو ہونٹوں پہ مچلتی ہے، جس کے ترانے نمازوں میں گونجتے ہیں، جس سے مسلمانوں کی راتیں آباد ہیں، جس کا محافظ خدا بھی ہے اور مسلمانوں کے سینے بھی ہیں، وہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید ہے۔ یہ کتاب مغربی نظامِ زندگی کو للکارتی ہے، مغربی اعمالِ زندگی کو حبطت اعمالھم کہہ کر باطل اور بے بنیاد بتلاتی ہے۔ مغرب یہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ یہی دنیاوی زندگی ہے، قرآن مجید انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو کہہ کر اسے کھیل تماشا قرار دیتا ہے۔ مغرب آخرت کا منکر ہے اور صرف اسی دُنیا کو سب کچھ سمجھتا ہے، جبکہ قرآن مجید اس دُنیا کو متاع الغرور دھوکے کا گھر کہتا ہے۔ مغرب اَن دیکھی حقیقتوں کو سرے سے ماننے کو ہی تیار نہیں، جبکہ قرآن مجید جا بجا قبر، حشر، جنت، دوزخ اور آخرت کے حقیقت ہونے کا بیان کرتا نظر آتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ قرآن مجید کا یہ کھلم کھلا ان کی مخالفت کرنا اور پھر ان کا اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہ کر سکنا، چہ جائیکہ ان تعلیمات کو تبدیل کر سکیں، انھیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتا، لے دے کے ان کے پاس ایک ہی رستہ بچ جاتا ہے اپنا غصہ نکالنے کا اور وہ یہ کہ معاذاللہ! اس مقدس کتاب کو جلا دیں، پھاڑ دیں یا عوامی مجمعے میں اس کے ساتھ کوئی اور توہین آمیز رویہ اختیار کر لیں، اسی کو قرآن مجید یوں فرماتا ہے کہ قل موتوا بغیظکم اے پیغمبر! آپ ان کو دوٹوک انداز میں کہہ دو کہ اپنے غصے میں ڈوب مرو! مگر چاند پہ تھوکا تو اپنے منہ پر ہی آتا ہے۔ ہر سال یہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کا کوئی ایک حرف بھی تبدیل نہ کر پانے پر یہ ہم سے زیادہ اندر ہی اندر تلملا رہے ہوتے ہیں۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے — وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

قارئینِ گرامی! ایک مغرب کا رویہ ہے اور ایک ہم مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔ الحمدللہ! اس قرآن مجید سے محبت اور عقیدت میں ہم میں سے کوئی پیچھے نہیں ہے، مگر ہمارے بچے حافظِ قرآن بن جائیں، ہماری نسلیں اس قرآن کی حفاظت کے لیے استعمال ہو جائیں، ہمارے گھرانے میں بھی عالمِ دین ہوں، جو قرآن کے الفاظ کے ساتھ ساتھ درست ترجمے اور تشریح کے بھی محافظ بن جائیں۔ ہم خود اور ہمارے اہلِ خانہ کے بالغ افراد بھی درسِ قرآن میں شریک ہو کر، کہیں ترجمہ و تفسیر کا شارٹ کورس کر کے قرآن مجید کے اس حفاظتی دستے میں شامل ہو جائیں۔ یہ سوچ بھی بڑی قیمتی ہے، اس کے لیے گھروں میں فکر مندی بھی بڑی اہم ہے اور پھر کسی مسجد اور مدرسے کا انتخاب کر کے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے عملی قدم اُٹھانے کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔

قارئینِ گرامی! جب مغرب اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود قرآن مجید کے ساتھ اوچھے ہتھکنڈے کرنے کے لیے وقت نکال لیتا ہے تو پھر ہمارے لیے کیا مشکل ہے، جبکہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے، شیطان قید ہو جائے گا، مسجد کی طرف رغبت بڑھ جائے گی، قرآن مجید پڑھنے، حفظ کرنے اور اس کا عالم بننے پر فضیلتیں تو ویسے ہی بہت زیادہ ہیں، مغربی گھناؤنی حرکتوں سے ہمارا دِل بھی زخمی ہے تو کیوں نہ ہم بھی اس ماہِ مبارک سے قرآن مجید کے محافظین میں اپنا، اپنے بچوں، بلکہ نسلوں کو شامل کروا لیں۔ یہ ماہ نامہ فہمِ دین کی ''رمضان المبارک خصوصی اشاعت'' ہے۔ ضرور پڑھیے گا، اچھی باتوں کو زندگی کا حصہ بنائیے گا اور ہمیں اور مساجد و مدارس کو، دین کی خدمت کرنے والوں، نیز سیلاب متاثرین اور شامی مہاجرین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ والسلام

اخوکم فی اللہ

محمد خرم شہزاد

فہمِ قرآن

المائدۃ 21-26

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (21)

ترجمہ: اے میری قوم! اس سرزمین میں داخل ہو جاؤ، جو اللہ نے تمہارے واسطے لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل پیچھے نہ لوٹو، ورنہ پلٹ کر نامراد جاؤ گے۔ (21)

تشریح نمبر1: مقدّس سرزمین سے مراد شام اور فلسطین کا علاقہ ہے، چوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کو انبیائے کرام کو مبعوث کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا، اس لیے اس کو مقدّس فرمایا گیا ہے، جس واقعے کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا اصل وطن شام اور بالخصوص فلسطین کا علاقہ تھا۔ فرعون نے مصر میں ان کو غلام بنا رکھا تھا، جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اب وہ فلسطین میں جا کر آباد ہوں۔ اس وقت فلسطین پر ایک کافر قوم کا قبضہ تھا جو عمالقہ کہلاتے تھے، لہٰذا اس حکم کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ بنی اسرائیل فلسطین جا کر عمالقہ سے جہاد کریں، مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ کر لیا گیا تھا کہ جہاد کے نتیجے میں تمہیں فتح ہو گی، کیوں کہ یہ سرزمین تمہارے مقدّر میں لکھ دی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس حکم کی تعمیل میں فلسطین روانہ ہوئے، جب فلسطین کے قریب پہنچے تو بنی اسرائیل کو پتا چلا کہ عمالقہ تو بڑے طاقت ور لوگ ہیں۔ دراصل یہ لوگ قوم عاد کی نسل سے تھے اور بڑے زبردست ڈیل ڈول کے مالک تھے۔ بنی اسرائیل ان کے ڈیل ڈول سے ڈر گئے اور یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے اور اس نے فتح کا وعدہ کر رکھا ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ (22)

ترجمہ: وہ بولے: "اے موسیٰ! اس (ملک) میں تو بڑے طاقت ور لوگ رہتے ہیں اور جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ ہاں! اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو بے شک ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔" (22)

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (23)

ترجمہ: جو لوگ (خدا کا) خوف رکھتے تھے، ان میں سے دو مرد جن کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا تھا، بول اٹھے کہ "تم ان پر چڑھائی کر کے (شہر کے) دروازے میں گھس تو جاؤ، جب گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اپنا بھروسہ صرف اللہ پر رکھو، اگر تم واقعی صاحبِ ایمان ہو۔" (23)

تشریح نمبر2: یہ دو صاحبان حضرت موسیٰ اور حضرت کالب علیہما السلام تھے جو ہر مرحلے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفادار رہے تھے اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے بھی سرفراز فرمایا۔ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھو تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق تم ہی غالب رہو گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (24)

ترجمہ: وہ کہنے لگے: "اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ اس (ملک) میں موجود ہیں، ہم ہرگز ہرگز اس میں قدم نہیں رکھیں گے۔ (اگر ان سے لڑنا ہے تو) بس تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور ان سے لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔" (24)

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (25)

ترجمہ: موسیٰ نے کہا: "اے میرے پروردگار! سوائے میرے اپنی جان کے اور میرے بھائی کے کوئی میرے قابو میں نہیں، اب آپ ہمارے اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان الگ الگ فیصلہ کر دیجیے۔" (25)

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (26)

ترجمہ: اللہ نے کہا: اچھا! تو وہ سرزمین چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے، یہ (اس دوران) زمین میں بھٹکتے پھریں گے تو (اے موسیٰ!) اب تم بھی ان نافرمان لوگوں پر ترس مت کھانا۔" (26)

تشریح نمبر3: بنی اسرائیل کی اس نافرمانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزا دی کہ چالیس سال تک فلسطین میں ان کا داخلہ بند کر دیا۔ یہ لوگ صحرائے سینہ کے ایک مختصر علاقے میں بھٹکتے رہے، نہ آگے بڑھنے کا راستہ ملتا تھا، نہ پیچھے مصر واپس جانے کا۔ حضرت ہارون، حضرت یوشع اور حضرت کالب علیہم السلام بھی ان لوگوں کے ساتھ تھے اور انہی کی برکت اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں ان پر نازل ہوئیں، بادل کے سائے نے انھیں دھوپ سے بچایا، کھانے کے لیے من وسلویٰ نازل ہوا، پینے کے لیے پتھر سے بارہ چشمے پھوٹے۔ بنی اسرائیل کے لیے خانہ بدوشی کی یہ زندگی ایک سزا تھی، لیکن ان بزرگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو قلبی راحت کا سامان بنا دیا۔ حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی یکے بعد دیگرے اسی صحرا میں وفات ہوئی۔ بعد میں حضرت یوشع علیہ السلام پیغمبر بنے اور شام کا کچھ علاقہ ان کی سرکردگی میں اور کچھ حضرت سموئیل علیہ السلام کے زمانے میں طالوت کی سرکردگی میں فتح ہوا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ سرزمین بنی اسرائیل کے حق میں لکھنے کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔

فہم حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

ماہِ رمضان کی برکتیں

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ: 184)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلی امت پر فرض کیے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لیے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔“

روزہ چوں کہ انسان کی قوتِ بہیمی کو اس کی ملکوتی اور روحانی قوت کے تابع رکھنے اور اللہ کے احکام کے مقابلہ میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوت کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالنے کا خاص ذریعہ اور وسیلہ ہے، اس لیے اگلی امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا، اگرچہ روزوں کی مدّت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا۔۔۔ اس آخری امت کے لیے جس کا دور دنیا کے آخری دن تک ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے کا وقت طلوعِ سحر سے غروبِ آفتاب تک رکھا گیا اور بلا شبہ یہ مدّت اور یہ وقت مذکورہ بالا مقصد کے لیے اس دور کے واسطے مناسب ترین اور نہایت معتدل مدّت اور وقت ہے، اس سے کم میں ریاضت اور نفس کی تربیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

پھر اس کے لیے مہینا وہ مقرر کیا گیا، جس میں قرآنِ مجید کا نزول ہوا اور جس میں بے حساب رحمتوں اور برکتوں والی رات (لیلۃ القدر) ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہی مبارک مہینا اس کے لیے سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہو سکتا تھا۔۔۔ پھر اس مہینے میں روزے کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا اجتماعی نظام قائم کیا گیا ہے، جو تراویح کی شکل میں امت پر رائج ہے۔ دن کے روزوں کے ساتھ رات کی تراویح کی برکات مل جانے سے اس مبارک مہینے کی نورانیت اور تاثیر میں وہ اضافہ ہو جاتا ہے، جس کو اپنے ادراک واحساس کے مطابق ہر بندہ محسوس کرتا ہے، جو ان باتوں سے کچھ بھی تعلّق اور مناسبت نہیں رکھتا ہے۔

ماہِ رمضان کے فضائل وبرکات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر کی بخشش اور خلق اللہ کی نفع رسانی میں اللہ کے سب بندوں سے فائق تھے اور رمضان مبارک میں آپ ﷺ کی یہ کریمانہ صفت اور زیادہ ترقی کر جاتی تھی۔ رمضان کی ہر رات میں جبرائیل امین آپ ﷺ سے ملتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کو قرآن مجید سناتے تھے تو جب روزانہ جبرائیل آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ کی اس کریمانہ نفع رسانی اور خیر کی بخشش میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہواؤں سے زیادہ تیزی آجاتی تھی اور زور پیدا ہو جاتا۔

تشریح: گویا رمضان المبارک کا مہینا رسول اللہ ﷺ کی طبع مبارک کے لیے نہار و نشاط اور نشرِ خیر کی صفت میں ترقی کا مہینا تھا اور اس میں اس چیز کو بھی دخل تھا کہ اس مہینے کی ہر رات میں اللہ کے خاص پیغامبر جبرئیل امین آتے تھے اور آپ ﷺ ان کو قرآن مجید سناتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، ان کا کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب! قدم بڑھا کے آ اور اے بدی اور بدکرداری کے شائق! رُک، آگے نہ آ! اور اللہ کی طرف سے بہت سے (گناہ گار) بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے (یعنی ان کی مغفرت کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے) اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے۔

تشریح: حدیث کے آخر میں عالمِ غیب کے منادی کی جس کی ندا کا ذکر ہے، اگرچہ ہم اس کو اپنے کانوں سے نہیں سنتے اور نہیں سن سکتے، لیکن اس کا یہ اثر اور یہ ظہور ہم اس دنیا میں بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ رمضان میں عموماً اہلِ ایمان کا رجحان اور میلان خیر وسعادت والے اعمال کی طرف بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے غیر محتاط اور آزاد منش عامی مسلمان رمضان میں اپنی روِش کو کچھ بدل لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ ملاءِ اعلیٰ کی اس ندا اور پکار ہی کا ظہور اور اثر ہے۔

نکاح عبادت ہے

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

"رمضان المبارک... خصوصی اشاعت" میں جیسے دوسری تحریریں رمضان اور اس سے جڑے موضوعات پر شائع ہوتی ہیں، اسی طرح آئینہ زندگی کے تحت حضرت حفظہ اللہ کا بیان بھی تحریری شکل میں پیش کیا جاتا ہے، البتہ اس بار حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ کا "نکاح اور شادی کے متعلق معاشرتی رویے کی اصلاح" والا حالیہ بیان بہت موثر ہونے کی بنا پر سال نامے میں شامل کیا جارہا ہے. امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے. (ادارہ)

اللہ نے ہمیں دینِ اسلام کی شکل میں ایک مکمل نظامِ زندگی عطا فرمایا ہے۔ خوشی ہو یا غمی، بازار کی اور تجارت کی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی کے نقشے ہوں، دین ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ کچھ ذہن ایسا بن گیا ہے کہ شاید ان تقریبات اور ان شادیوں کا دین سے تعلّق نہیں۔ نماز کا دین سے تعلق ہے تو جیسے شریعت کہتی ہے ہم ویسے نماز پڑھتے ہیں، روزے کا شریعت سے تعلّق ہے جانتے ہیں سب، تو جیسے شریعت کہتی ہے ویسے روزہ رکھتے ہیں، عمرہ حج بھی شریعت کی چیز ہے، جیسے شریعت کہتی ہے ویسے عمرہ حج کرتے ہیں۔ قربانی شریعت کی چیز ہے جیسے شریعت کہتی ہے ویسے ذبح کرتے ہیں، لیکن آج کل کے مسلمان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ شادی تو ایک دنیاوی چیز ہے، اس لیے جیسے مرضی کرلیں۔ یہ دعوت یہ تقریبات یہ ولیمہ یہ تو ایک دنیاوی چیز ہے، جو من میں آئے ویسے کرنا چاہیے، اس لیے نئے سے نئے طور طریقے اس میں رواج پا رہے ہیں۔

شادی فطری ضرورت ہے۔ رشتۂ ازواج اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے ارشادات سے اس رشتے کی خوب صورتی اور اس کے مبارک ہونے کا اظہار یوں فرمایا کہ "نکاح تو میرا طریقہ ہے، میری سنت ہے۔ ایک شخص کہنے لگے: یارسول اللہ (ﷺ)! میں ازدواجی رشتے سے دور رہنا چاہتا ہوں، رات عبادت میں گزارنا چاہتا ہوں، دن روزے میں رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نا! نا! میں نے شادی کی ہے اور یہ نکاح میری سنت ہے اور جو نہیں کرتا، اس کا میری امت سے تعلق نہیں۔"

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

یہ تو میرا طریقہ ہے۔ فطری ضرورت ہے۔ ہمارے دین کی مبارک سنت ہے۔ بہت اعلی درجے کی عبادت ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں، سلام پھیرتے ہی عبادت ختم، تلاوت کرکے فارغ ہوئے زبان رکی تلاوت ختم، حج کیا بال کٹوائے احرام اترا عبادت ختم، صبح روزہ رکھا شام افطار کیا عبادت ختم، سبحان اللہ! نکاح ایسی عبادت ہے کہ جب تک میاں بیوی محبت سے زندگی گزارتے ہیں، مسلسل عبادت میں ہیں۔ ایسی اعلیٰ عبادت کہ یہ اُسے محبت کی نظر سے دیکھے وہ اِسے محبت کی نظر سے دیکھے دونوں کو اللہ اپنی رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ذہن یہ بن گیا ہے کہ شادی رواج کے مطابق کرنی ہے۔ یہاں سوسائٹی کو دیکھنا ہے، یہاں معاشرے کو دیکھنا ہے، یہاں اسٹیٹس کو دیکھنا ہے، یہاں رواج میں کیا چل رہا ہے اسے کرنا ہے، یہ عبادت تھی، اسے اتنا مشکل بنا دیا گیا کہ اب حرام سستا ہو گیا، حلال مہنگا ہو گیا۔ معاشرے کے رسم و رواج نے اسے اتنا مہنگا کر دیا کہ حرام کے راستے چوپٹ کھل گئے، حلال کرنا مشکل ہو گیا۔ ایک ماں کے لیے اپنی بیٹی کو عزّت کے ساتھ رخصت کرنا ایک باپ کے لیے اپنی بیٹی کو عزّت کے ساتھ رخصت کرنا مشکل ہو گیا۔ بیٹھے بیٹھے اس کے سر کے بال سفید ہو گئے، نوجوان کی کمر اور گھٹنوں میں درد ہو گیا، اس لیے کہ وہ معاشرے کے اسٹیٹس پر نہیں اتر پا رہا، رسم و رواج ہیں وہ اسے پورے نہیں کر پا رہا، کیا ظلم ہے۔۔۔؟

پیارے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے "اس ازدواجی رشتے میں برکت وہاں ہوگی جہاں لڑکے اور لڑکی والوں پر بوجھ کم ہوگا۔" لیکن اب رسم و رواج کا بوجھ اتنا ہے. برداشت ہی نہیں ہو رہا ہے۔ یہ قرضے لے رہا ہے، یہ دکھی ہے، یہ غمزدہ ہے، یہ پریشانی میں رات دن گزار رہا ہے، معاشرے کا اسٹیٹس پورا نہیں کر پا رہا۔ کچھ لوگوں کے متعلّق بہت اچھی باتیں سننے کو ملتی ہیں، مثلاً یہ شخص ہر سال رمضان میں عمرہ کرتا ہے، یہ صاحبِ حیثیت ہے، ہر

سال حج کر رہا ہے، یہ شخص تو پورا رمضان حرم میں گزارتا ہے، یہ سب کچھ بہت اچھا ہے، لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ یہ بھی سننے کو ملے کہ بڑا صاحبِ حیثیت ہے اور اس نے شادی اپنی بچی اور بچے کی سنت کے مطابق کی ہے۔ اللہ کرے یہ عبادت بھی زندہ ہو، یہ سنت بھی زندہ ہو کہ اللہ نے بہت دیا ہے، لیکن اس خوشی کی گھڑی میں اپنے مولا کو نہیں بھولا اور اسے یوں کیا جیسے یہ دین تھا، عبادت تھی، سنت تھی، یوں کیا یہ بھی سننے کو ملنا چاہیے۔

عام طور پر اللہ کے نبی ﷺ جب نکاح پڑھایا کرتے تھے اور اس مجلس میں مختصر سی مجلس ہوتی تھی اور ایک پیغام دیا کرتے تھے، جو لڑکی والوں کے لیے بھی ہوتا لڑکے والوں کے لیے بھی ہوتا اور ان تین چار آیات میں ایک پیغام تکرار سے ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا "اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا" ایک ہی بات چار مرتبہ !!! تکلیف آجائے، بیماری آجائے، مصیبت آجائے، پریشانی آجائے، اللہ یاد آجاتا ہے، لیکن خوشیوں میں اللہ بھول جاتا ہے، پیارے نبی ﷺ تو نبض شناس ہیں نا! اس امت کے سب سے زیادہ مزاج شناس ہیں اور خیر خواہ اور دور اندیش ہیں، تلقین کی کہ یہی تو وہ موقع ہے آزمائش کا کہ تم اللہ کو یاد رکھتے ہو یا بھول جاتے ہو۔ پھوپھی کی منت کرلے گا، خالہ کو راضی کرلے گا، خالو کے پاؤں پڑ جائے گا، سبھی کو اس خوشی کے موقع پر راضی کرے گا، لیکن دل کھول کر جس کو ناراض کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرے گا، جو کچھ ہونے لگا ہے یہ تو ہندو بھی نہیں کرتے تھے بیٹیاں ناچ رہی ہیں، سب کے سامنے مرد عورت کا اختلاط ہے، اپنے تمام تر نقشوں کے ساتھ محفلوں میں آنا جانا ہے، بے حیائی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے، حد ہوتی ہے، لیکن ہر آئے روز بڑھتی چلی جارہی ہے، حد ہی کوئی نہیں، شریف گھرانوں میں جہاں اس گندگی کا تصوّر نہیں تھا، لیکن چوں کہ نکیر نہیں رہی، روک ٹوک ختم ہوگئی، کہنا سننا ختم ہوگیا، حد ہو رہی ہے اور جب ان گناہوں کا رِی ایکشن آتا ہے تو پھر سر پیٹتے ہیں، کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ ارے میاں گناہوں کی نحوستوں کا رِی ایکشن تو ہوگا، دیر سویر ہوگی، لیکن اس کا تھپڑ تو آئے گا۔ اس کی سزا تو ملے گی اور پھر اس گناہ میں شدّت اور بڑھ جاتی ہے، جب گناہ ہی اسٹیٹس بن جائے، جس سے گناہ ہوتا ہے، شرمندہ ہے، نادم ہے، اندر سے دل دُکھی ہے، امید ہے اللہ کی رحمت سے، اللہ کے فضل سے اس گندگی کی نحوست سے بچ جائے گا، لیکن جب گناہ ہی اسٹیٹس بن جائے کہ ناچنے والی ایسی بلا نی ہے جسے کسی نے نہیں بلایا ہو۔

اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ایک وقت ایسا آئے گا کہ گانے بجانے والیاں ان کی محفلوں کا سرمایہ بن جائیں گی۔ آلات موسیقی کے بغیر ان کی خوشیاں نہیں، ان کی عبادت نہیں، العیاذ باللہ !! عبادت ہے ناں بھائی! کھانا عبادت ہے، ولیمہ عبادت ہے، نکاح عبادت تو ان کی عبادات میں گناہ اور آلاتِ موسیقی ناچنے گانے والیاں۔ اللہ دولت دے تو عقل بھی دے، یعنی دولت کی نعمت کی ناقدری اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ اس کو اللہ کی بغاوت میں خرچ کر رہا ہے، دولت کیا آئی ہے؟ عقل بھی کھو بیٹھا۔ گناہ اور اللہ کی نافرمانی اور پھر اس پر فخر بھی۔۔۔ دولت خرچ ہو رہی ہے صرف نمائش، نام و نمود کا بت ہے، اس پر ہر قسم کی قربانی جائز ہے، اسراف، تبذیر گناہوں کی گندگیاں، اس بت پر سب جائز ہے۔ معاشی حالات ٹھیک نہیں ہیں، ملک کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو ہماری تقریبات میں گناہ ختم ہوگئے، اسراف ختم ہوگیا، گندگیاں ختم ہوگئیں۔

زمین والوں کے اعمال سے آسمان والے کے فیصلے ہوتے ہیں۔ زمین والوں کی زندگی سے آسمان والے کی طرف سے فیصلے آیا کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی حالت تبدیل نہ کی تو اللہ بھی حالات تبدیل نہیں کریں گے۔ ہم کہاں توبہ کرتے ہیں، ہم اپنے دائرہ کار میں کہاں اللہ کو راضی کر رہے ہیں۔ اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا اتنا اسراف ہے۔ شادی اتنی مہنگی ہوگئی۔ پہلے ایک تقریب ہوتی تھی، دو تقریبیں ہوتی تھیں، اب سات سات دن دس دس دن پندرہ پندرہ دن اور ایک نئی رسم نکلی ہے، ابتدا تلاوت سے، ابتدا بیان سے اور اس کے بعد بے دھڑک خرافات۔۔۔ ایک سے بڑھ کر ایک، لَاحولَ ولا قوۃَ اِلَّا باللہ !! بڑا دل گردہ ہے آج کے مسلمانوں کا بھی۔ کیسی کھلی اللہ کی نافرمانی ہے۔ ایک ہوتا ہے چھپ کر گناہ کرنا، بھائی پردے میں کرلینا، اندھیرے میں کرلینا، اس کا رِی ایکشن بھی محدود ہوتا ہے، لیکن جب گناہ علی الاعلان ہو ناں، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک جگہ گناہ ہو رہا ہے کوئی بھی نہیں روک رہا ہے، نا باپ روک رہا ہے نا خاندان کا بڑا کچھ کہہ رہا ہے، روک سکتے ہیں، منع کرسکتے ہیں، نہیں روک رہے۔۔۔ فرمایا مرنے سے پہلے ان پر اللہ کی پکڑ ضرور آئے گی، سچے نبی ﷺ کی سچی بات ہے۔

گناہ پر روک ٹوک ختم ہوگئی اور ذہنیت یہ بن گئی ہے، یہ تو دنیاوی چیز ہے۔ کافر کی شادی دنیاوی چیز ہو سکتی ہے، یہودی کی ہو سکتی ہے، عیسائی کی ہو سکتی ہے، سکھ کی ہو سکتی ہے، لامذہب کی ہو سکتی ہے۔ ایک مرد عورت کا ملنا جلنا اسلام میں تو عبادت ہے اور شاندار عبادات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رشتے کو بہت مبارک رشتہ قرار دیا ہے۔ مبارک زندگی قرار دیا ہے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کیا۔ دو تقریبات تھیں، ایک نکاح کی تقریب ہے اور اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: میری پسند یہ ہے کہ اس کا اہتمام مسجد میں ہو اور لڑکے پر ایک خرچہ ہے کیا؟ مہر مناسب مقرر کرے۔ ہمارے یہاں خرافات میں پیسا لگتا ہے، مہر میں بخل ہوتا ہے۔ پانچ ہزار، دس ہزار اور وہاں لاکھوں لگ رہے ہیں، جو بچی کا حق ہے، وہاں نادانی ہے، پانچ ہزار دس ہزار! ہاں یہ بھی غلط ہے کہ نمائشی مہر مقرر کیا جائے اور ذہن یہ بنالیا جائے کہ دینا ہی نہیں ہے، یہ بھی غلط ہے، لیکن مناسب مہر مقرر ہو، حیثیت کے مطابق دے سکتا ہو، نمائش نہ ہو یہ خرچہ لڑکے پر ہے اور ایک خرچ اور ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ بہت بڑا سرمایہ دار جسے اللہ نے بڑی دولت دی تھی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میاں ولیمہ کرلینا، اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو، یعنی اپنی حیثیت کے مطابق۔۔۔ یہ نہیں کہ ساری دنیا ہی کو بلانا ہے۔ بھئی! جتنی حیثیت ہے نا قرضہ نہ لینا پڑے، بوجھ تو نہ ہو، جتنی استعداد ہے، کیا کھلا سکتے ہو؟ کتنوں کو کھلا سکتے ہو؟ بس، یہ ہے اور لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہیں ہے اور ہمارے یہاں تو لڑکی کا بوجھ کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔۔۔ ہمارے معاشرے کے رسم و رواج میں تو بچی کو بوجھ بنادیا ہے کہ اب بچی اس گھر میں کیا آگئی زندگی بھر کا خرچہ ماں باپ کے ذمے ہے۔ بڑی زیادتی ہے۔ بڑی ناانصافی ہے۔ بڑا ظلم ہے، اللہ کی رحمت ہے، اسے زحمت نہ بناؤ۔ اس پر خرچے بڑھ گئے۔ ساری زندگی ماں باپ کی ذمہ داری ہوگئی، یہ لڑکے کا خرچہ ہے اور لڑکی والوں پر کوئی خرچہ نہیں، ہاں ماں باپ اپنی خوشی سے۔ برضائے رغبت اپنی بیٹی کو کچھ دینا چاہیں، بہت اچھا ہے، لیکن ان پر جبر کرنا ان سے تقاضے کرنا اور مختلف انداز سے ان سے مطالبے کرنا، نہ لائے تو طعنے دینا، یہ ہندوانہ رواج ہے، یہ ہندوؤں کے ہاں ایسا ہوتا ہے۔ دینِ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

شادیوں کی تقریبات یہ ہماری زندگی کا حصہ ہیں، لیکن سچ عرض کروں عبادت کے رنگ میں کریں گے، نیکی کے رنگ میں کریں گے، تقویٰ کے ساتھ کریں گے، برکتیں ملیں گی اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جب اللہ تعالیٰ برکت دینے پر آئیں تو اس کے اثرات سات پشتوں تک ہوتے ہیں، اس کی برکتیں پھر اولادوں میں اور نسلوں میں ہوتی ہیں، برکت والی شادی ہو۔ ہم بھی جب نکاح سنتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ مبارک ہو! تو بھائی مبارک والے اعمال بھی ہوں، خوشی بھی برکت والے انداز میں کی جائے، پھر برکت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی خوشیوں اور غمیوں میں اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Shangrila
THE FOOD EXPERTS!
SHANGRILA
KETCHUP AND SAUCES
Shangrila
GARLIC
CHILLI
SAUCE
Shangrila
TOMATO
KETCHUP
Real
Shangrila
PIZZA
SAUCE
Authentic Italian Recipe
KHAANON KAY
MUST HAVES!
www.shangrila.com.pk
ShangrilaPakistan
ShangrilaPakistan

بابرکت سحرگاہی

اہلیہ محمد عبید خان

کسی بھی عام چیز یا عام شخص کو خاص بنانے کا عمل بغیر کسی قاعدے و قانون کے "خالصتاً" اللہ کے فضل سے رونما ہوتا ہے اور "اللہ اپنا فضل جس کو چاہے عطا فرماتے ہیں۔" وہ ذات جب کسی عام کو خاص بنانے کا ارادہ کرتی ہے تو "کُنْ" (ہو جاؤ) فرماتی ہے، پس وہ عام، خاص یا خاص الخاص اور خواص میں سے ہو جاتا ہے۔

سیرت و تاریخ کا بغور مطالعہ یہ عجیب و اہم حقیقت ہمارے سامنے واضح کرتا ہے کہ جب کسی کو عام سے خاص بنایا گیا تو اس میں "رات کا وقت" خصوصی اہمیت کا حامل رہا، مقامِ نبوت سے مشرف کیا گیا ہو یا ولایت سے، فتوحاتِ بدر و خندق ہوں یا گستاخانِ رسول کو جہنم واصل کرنا، رات کی محنت ہی حصولِ برکات و کامیابی کا سبب بنی۔

اب رمضان کو ہی دیکھ لیجیے! رمضان بھی عام مہینوں جیسا ہی ایک مہینا تھا، جیسے شعبان و شوال، ویسے ہی رمضان!! لیکن پھر یوں ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو عالم گیری تعلیمات کے ذریعے ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا، جس کے لیے مہینوں میں سے "رمضان" کو اور اوقات میں سے "رات کے وقت" کو اپنے فضل سے مختص کر لیا، چناں چہ رمضان کی بابرکت رات میں انقلابی اور روحانی کتاب "قرآن مجید" کا نزول فرمایا گیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (مہینا رمضان کا جس میں قرآن نازل کیا گیا) پھر برکت بالائے برکت یوں ہوئی کہ اس ماہ کے دِنوں کو روزے جیسی اہم عبادت کے ساتھ سعادت بخشی گئی۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (جو اس ماہِ رمضان کو پالے اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے) یہ دونوں آیات یہ اہم حقیقت واضح کر رہی ہیں کہ رمضان کی برکت صرف "دن کے روزے" سے نہیں ہے بلکہ رمضان در حقیقت "دن اور رات" دونوں کی باسعادت عبادات کا مجموعہ بن کر خاص الخاص ہو گیا۔ انہی دن و رات کی دونوں اہم عبادات کو امتِ محمدیہ کے لیے سب سے مضبوط اور تگڑا سفارشی بنا دیا گیا۔

چناں چہ فرمایا گیا قیامت کے دن روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے (پینے) اور (دوسری) نفسانی خواہشات سے روکے رکھا، پس تو اس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا، پس اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسند احمد)

لیکن افسوس! ہم نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، ہمیں رمضان کی تمام برکات سے مستفید کروا دے گا! کیا ہم اُس پیغام نبی ﷺ کو بھول گئے ہیں؟ جس میں بد دعا جبرئیلؑ کی تھی اور "آمین" نبی ﷺ کا تھا: "بدبخت ہے وہ جس نے رمضان پایا اور یہ مہینا اس سے نکل گیا اور وہ اس میں (نیک اعمال کر کے) اپنی بخشش نہ کروا سکا" (شعب الایمان للبیہقی)

بھلا صرف "بھوکا پیاسا" دن گزار کر باقی ہر قسم کے گناہوں اور لغویات میں ملوث رہ کر ہم مغفرت و بخشش کے حق دار بن سکتے ہیں؟ کیا رمضان کی راتوں کو ہر قسم کی خیر و برکت سے خالی سمجھ کر تمام رات لہو و لعب، کھیل تماشے، سوشل میڈیا کی لغویات، ڈرامہ و فلموں کے سیزن دیکھنے یا فضول و بے مقصد مجلسوں میں گپ شپ کے ساتھ برباد کرنے سے وہ اہم رمضانی مقصد "تقویٰ کا حصول" ہم پا سکتے ہیں؟ یعنی کیا مطلب؟ ہم صرف ایک سفارشی پر اکتفا کیے بیٹھے ہیں؟؟ دنیا میں تو اپنے کام نکلوانے کے لیے، ہر ممکن سفارشی کے پاس بھاگے چلے جاتے ہیں، کیوں کہ سفارشی تو جتنے ہوں اتنے ہی کم معلوم ہوتے ہیں، پھر وہاں دارِ آخرت میں کم پر اکتفا کیوں؟ کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ اللہ نے تو واضحاً، نبی کی زبانی دو اہم سفارشی ہمارے لیے مختص کر دیے اور ہم ان سفارشیوں کا اپنا نہ بنا سکیں۔

رمضان میں سوائے ایک روزے کی مشقت کے، جس کو دن میں سر انجام دیا جاتا ہے باقی تمام عبادات رات سے متعلقہ ہیں، افطاری ہو یا سحری، تہجد ہو یا تراویح، نزولِ قرآن کی بابرکت رات ہو یا نزولِ ملائکہ، دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہو یا تلاوتِ قرآن کا! سب میں "رات کا وقت" ہی اپنی روحانیت، اہمیت، سعادتوں اور برکتوں کے ساتھ مختص ہے۔

احادیثِ مبارکہ بڑی خوب صورتی کے ساتھ ہماری راہنمائی کرتی ہیں: چناں چہ کہیں تراویح کا قیام، رات کی اہمیت کو واضح کر رہا ہے "جس نے رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کیا، اس کے سابقہ چھوٹے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

اسی طرح آسمانِ دنیا پر نزولِ الٰہی رات کے وقت مخصوص ہے: "اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی راتوں کو آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر اپنے بندوں کو تین مرتبہ ندا دیتا ہے "کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کی حاجت پوری کروں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں" (بیہقی)

رمضان کی پہلی رات سے ہی برکات و روحانیات کے عجیب کرشمے شروع ہو جاتے ہیں، فرمایا ﷺ نے: جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، جب کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک منادی پکارتا ہے: اے طالبِ خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا۔ اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ماہِ رمضان کی ہر رات میں یونہی ہوتا رہتا ہے۔ (ترمذی)

قرآن کا دورہ: یہاں تک کہ آپ ﷺ تلاوت قرآن بھی رات کے وقت فرمایا کرتے تھے، فرمانِ رسول ﷺ: حضرت جبرائیل امین رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے۔ (صحیح بخاری)

سحور کی برکتیں: شبِ رمضان میں اللہ کی رحمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ سحری و افطاری جو روزے دار کے کھانے پینے کے اوقات ہیں ان کو بھی رات کے اوقات میں مقرر فرما کر، امتِ محمدیہ ﷺ کو بلا مشقت حاصل ہونے والی برکتوں میں سے حصہ دیا گیا، نہ صرف رات میں سحور و افطار کا کھانا پینا بابرکت، بلکہ ان دونوں مواقع کو دعاؤں کی قبولیت، ملائکہ کے نزول اور اللہ کی رحمت کے ساتھ سعادت بخشی گئی۔

یہ وہ نیک اور مبارک وقت ہے، جس میں اللہ نے اپنے پرہیزگار بندوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ "اور وہ آخیر رات میں مغفرت مانگا کرتے ہیں۔"

سحری کے متعلق فرمایا گیا: یہ اللہ کی دی ہوئی برکت ہے، تم اسے ترک نہ کیا کرو۔ (سنن نسائی)

بقیہ صفحہ نمبر 17 پر

نعمتوں پر شکر

بیگم ناجیہ شعیب

شادی کے کچھ عرصے میں ہی نادیہ کے رگ و پے میں شکوے شکایات کا زہر سرائیت کر چکا تھا۔ حالات کے طوفانی جھکڑ میں نادیہ کی ہستی سمیت اس کا ہنستا بستا گھر، رشتے ناطے سب ہی زد میں آگئے۔ ایک ایک کر کے وہ تمام دنیاوی مضبوط رشتے جو سہارا ہوتے ہیں، مان ہوتے ہیں، اس سے دامن چھڑا گئے اور وہ بے بسی سے سر پٹختی رہ گئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

چاروں جانب اندھیرا چھا رہا تھا، مایوسیوں کے گہرے سائے اور تنہائی کے پھن پھیلائے ناگ نے اسے ہراساں کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ایسے کٹھن اور مشکل وقت میں جب کوئی اپنا پرایا پاس نہ تھا، اس وقت اس کی زبان سے ناشکری کے کلمات جاری ہوگئے۔

خالقِ کائنات کی عنایات کو یک سر نظرانداز کر کے وہ جھولی پھیلائے شکوہ کناں تھی۔

اللہ میں ہی کیوں؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟
مجھے کیوں محروم رکھا؟ مجھے کیوں نہیں ملا؟
مجھ سے کیوں لے لیا؟

اللہ تعالیٰ جو ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ اس نے ایک لمحے میں روتی بلکتی نادیہ کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اس وقت بس وہ تھی اور اس کا اللہ تھا۔ اللہ نے اس کے ٹوٹے دل پر اپنی رحمت کا سایہ کر دیا کہ وہ اپنے دل کی ہر بات اپنے رب سے کہتی چلی گئی، ہر کمی جو اس کی زندگی میں در آئی تھی اور ہر کوتاہی جو اس سے سرزد ہوئی تھی۔

رات کے آخری پہر کی تنہائی میں اندر باہر کی تمام تلخی تمام شکوے اس معبودِ برحق کے آگے بیان کرتی چلی گئی اور پھر آگاہی کا در کھلا ایک احساس خوش گوار جھونکے کی طرح اس کی روح کو چھو گیا۔

”اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔“

واقعی ہم تو اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتے۔ ہر آتی جاتی سانس اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے پھر بھی کم ہے تو جو کمی تھی، اس کو پورا کرنے کے لیے ذلّت سہنے کی بجائے صبرِ جمیل طلب کیا۔

اور بے قراری کو قرار میں بدل دیا گیا، اسے وہ عطا کر دیا گیا جو اس کے لیے بہتر تھا۔ اگر آپ اپنے غموں، الجھنوں اور تکلیفوں سے ذرا باہر نکل کر تھوڑا سا غور و فکر کریں تو آپ بہ خوبی جان جائیں گے، وہ مہربان رب تو عطا ہی عطا ہے، کرم ہی کرم ہے۔ اس کی محبت کے جواب میں تو بس شکر ہی کرنا بنتا ہے۔ شکوے شکایات کی گنجائش ہی کہاں ہے بھلا!! جب یہ آگاہی تریاق بن کر نادیہ کے زہر گھلے دل میں اترا تو شرمندگی سے اس کی پیشانی رب کی بارگاہ میں جھک گئی۔

آہ، ہمارا رب! جس نے ہمیں پیدا کیا، کھلایا پلایا، زندگی کی خوشیاں دکھائیں، اولاد کی نعمت سے نوازا، حج اور عمرے کی سعادت سے نوازا، جس کی عطا کردہ نعمتیں ہر وقت ہمارا احصار کیے رکھتیں ہیں، جس کی دی ہوئی عافیت نے ہمیں ناجانے کتنی ناگہانی آفات و حادثات سے محفوظ رکھا ہوا ہے، کیا اس محبت کے جواب میں شکر الحمد للہ کے علاوہ کچھ اور کہنا بنتا ہے؟

اللہ والوں کا کہنا ہے کہ ”ہر وقت خُوش رہو، بلاناغہ دُعا کرو، ہر ایک بات میں شکر گُذاری کرو، کیوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یہی مرضی، یہی منشا ہے۔“ شکر گزاری ہماری زندگی کا طرزِ عمل ہونا چاہیے اور فطرتی طور پر اسے ہمارے دِلوں اور منہ سے جاری بھی ہونا چاہیے، جب ہم ربُّ العالمین کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں تو ہم سمجھ نہیں پاتے ہیں کہ ہمیں کیوں شکر گزار ہونا چاہیے اور مختلف حالات میں شکر گزاری کیسے کرنی چاہیے؟ کہیں پڑھا تھا کہ خدائے لم یزل کا ہر سو شکر کرو، کیوں کہ وہ بھلا ہے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ یہاں ہمارے پاس شکر گزار ہونے کی دو وجوہات ہیں: خالقِ حقیقی کی مستقل بھلائی اور اُس کی ابدی شفقت! جب ہم اپنی بدعنوانی کی نوعیت کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دوری موت ہے تو ہمارا فطری ردِّ عمل اللہ کی دی ہوئی اس زندگی کے لیے شکر گزار ہونا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس مشکل حالات کے درمیان شکر گزار ہونے کی کئی لازوال مثالیں بھی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت ایوب علیہ السلام موت جیسی مصیبتوں اور آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اور شکر گزاری کا رویہ اپناتے ہوئے شکر کی مالا جپتے رہے۔ صبر ایوب بہت سنا ہوگا، لیکن شکرِ ایوب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بڑے شکر گزار بندے تھے۔ ان کا ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا ہی ابلیس لعین کو کھل گیا تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ نے اسے بے

شمار نعمتوں سے نوازر کھا ہے، اسی لیے یہ شکر کرتے ہیں۔ ان سے ساری نعمتوں چھین لیجیے، پھر دیکھیے۔۔۔ مگر نعمتوں کے زوال کے باوجود بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے شکر ادا کرنے میں رتی برابر کمی نہ آئی۔ شکرِ ایوب نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کو جوش دلادیا۔ مردِ مومن نے کسی بھی حالت میں شکر کی تسبیح پڑھنا نہ چھوڑی اور رشکِ ملائکہ ہوئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خوش ہو کر انھیں تمام نعمتیں واپس لوٹادیں اور شیطان نے منہ کی کھائی۔

جب ہم شکر گزار ہوتے ہیں تو ہماری توجہ خود غرضانہ خواہشات اور موجودہ حالات کے درد سے ہٹ جاتی ہے۔ شکر گزاری کا اظہار، یہ یاد رکھنے میں ہماری مدد کرتا ہے کہ ہر ایک چیز پر خُدائے واحد کا اختیار ہے۔ ایسے میں شکر گزاری محض مناسب نہیں بلکہ شکر گزاری ہی صحت منداور مفید رویہ ہے۔ شکر گزاری ہمیں باور کرواتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ہمیں ہر ایک رُوحانی نعمت سے نوازا گیا ہے۔

روز مرّہ معمولاتِ زندگی میں پیش آنے والے حالات خوش گوار بھی ہو سکتے ہیں اور نہایت برے بھی۔ ان دونوں حالتوں میں ہمیں صبر و شکر کا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو ہمارے ایمان کی خرابی کا سبب بنے، کیوں کہ شکر جیسا وصف مومن مسلمانوں کی نشانی ہوتا ہے۔ مؤمن مسلمان زندگی کے مشکل سے مشکل حال میں بھی صبر کادامن اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور اپنے رب کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق چلتے ہوئے اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

بندے پر اس کے معبودِ حقیقی کی نعمتیں ابرِ رحمت کی طرح چھما چھم برس رہی ہیں تو اس ذات واحدہٗ لاشریک لہٗ نے ان نعمتوں کو شکر کے ساتھ منسلک کر دیا۔ شکر تین ارکان پر مشتمل ہے: دل میں شکر کرنا، ظاہر میں اس کا اظہار کرنا اور ان نعمتوں کے مالکِ حقیقی اور ان کے دینے اور نہ دینے کا اختیار رکھنے والے کی خوش نودی میں خرچ کرنا۔ اب جب بندہ یہ اعمال خیر سے کر لیتا ہے تو اپنے شکر ادا کرنے میں کمی کے باوجود وہ ادائیگی شکر کی ذمہ داری سے عہدہ براں ہو گیا، مگر مالک کے ڈھیروں احسانات کے بدلے میں زبان سے کلمۂ شکر ادا کرنے میں سستی کاہلی اور کنجوسی سے کام لینا بندگی کی توہین ہے۔ رب کی نعمتیں کھا کر رب کا شکر ادا کرنے سے انکار۔۔۔ ایسے احسان فراموش بندوں سے اللہ تعالیٰ کیسے خوش ہو؟

شکر کے لغوی معنی کسی کے احسان پر اس کی تعریف کرتے ہوئے اسے دل و زبان سے قبول کرنے کے ہوتے ہیں اور اس پر زبان سے کھلا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازر کھا ہے، اس لیے سب سے مستحق ذات جس کے حضور سجدہ ریز ہو کر ہمیں ہر وقت شکر کرنا چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ ہم مختلف طریقوں سے شکر ادا کر سکتے ہیں۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی زبان سے کلمات تشکر کو ادا کریں "یااللہ! تیرا شکر ہے" شکر الحمد للہ!

دوسرا طریقہ یہ کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت، جلالت اور بزرگی کو یاد کر کے اس کی اطاعت کا احساس اجاگر کریں۔ اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ڈھالتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

قرآنِ پاک میں شکر ادا کرنے پر بے حد تاکید کی گئی ہے، بارہا بتایا گیا ہے کہ جو لوگ شکر ادا کرتے ہیں، ان کے مقدّر میں فراخی اور فراوانی لکھ دی گئی ہے۔

چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

ترجمہ: "اگر شکر ادا کرو گے تو تمھیں اور زیادہ دیا جائے گا۔"

زوالِ نعمت سے پناہ مانگیے، شکر کی نعمت سے اپنے قلب و نظر کو منوّر کر لیجیے اور ہر سو سجدۂ شکر بجالائیے!

بقیہ

بے آہِ سحرگاہی

اسی طرح فرمایا گیا: "اللہ رب العزت اور فرشتے سحری کھانے والوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔" (مسند احمد)

افطاری کی برکات: "جو شخص حلال کمائی سے رمَضان میں روزہ افطار کرائے، اُس پر رمَضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرائیل علیہ السلام اس سے مُصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں (اُس کی علامت یہ ہے کہ) اُس کے دِل میں رِقّت (نرمی) پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ (روح البیان)

فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق "افطاری کے وقت روزے داروں کی دعا قبول کی جاتی ہے۔"

ہزار مہینوں سے افضل وقت: رمضان کا سب سے قیمتی تحفہ، شبِ قدر کا حصول ہے، جس کے لیے بھی رات کو فضیلت بخشی گئی "جس میں ایک رات کی عبادت، ایک ہزار سال کی عبادت سے افضل قرار دی گئی اور اس ایک رات کو پانے کے لیے امتِ محمدیہ ﷺ کو مزید نور اتوں کی عبادت میں محنت وریاضت کی تلقین وتاکید کی گئی۔

رمضان کا آخری عشرہ: تو تمام برکتوں کو اپنے اندر سمو لیتا ہے، اس میں آپ ﷺ کی راتوں کی محنت، ریاضت وعبادات کا حال بقیہ راتوں سے بھی زیادہ پُر مشقت ہو جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ رات بھر جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور کمربستہ ہو کر خوب عبادت کرتے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

اور رمضان کی آخری رات تک یہ سلسلۂ برکات جاری رہتا ہے، فرمانِ نبی ﷺ ہے "رمضان کی آخری رات میں روزے داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔" ایک صحابی نے عرض کیا: "کیا یہ شبِ قدر کو ہوتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں، تب انھیں مزدوری دی جاتی ہے؟" (بیہقی)

اللہ تو رمضان کی راتوں میں ہمیں اپنا قرب عطا کرنے کے لیے، ہمیں نوازنے کے لیے پکار رہا ہے، فرشتے رحمتوں کے خزانوں کی لوٹ سیل لگا رہے ہیں، نبی تو اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے باوجود عبادات میں خود کی اور اہل وعیال کو مشقّت کروا رہے ہیں، دعاؤں کی قبولیت کے خزانے کھولے جا رہے ہیں، ہزار مہینوں کے برابر رات دی جا رہی ہے، آخری رات کو انعامی رات بنایا جا رہا اور ہم اپنی غفلتوں، مستیوں، سستی اور بے پرواہیوں میں غضبِ الٰہی کا نشانہ بن رہے!!

ذرا سنبھل کر!! ہم ایسے بدبخت لوگوں میں سے ہر گز مت بنیں، جن کو رمضان کا مہینا بھی بخشش ومغفرت کا ٹکٹ نہ تھما سکا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے! وہ ذات جو مہینوں میں سے رمضان کو؛ پھر ایامِ رمضان میں سے آخری عشرے کو؛ پھر آخری عشرے میں سے بھی اس کی راتوں کو اور اس کی راتوں میں سے بھی طاق راتوں کو اخص الخواص بنا سکتی ہے تو وہ ذات اِن فضیلت والے خاص دنوں کو خاص سمجھ کر، خاص عبادت ومحنت کرنے والوں کو عام سے خاص کر سکتی!!

لیکن یہ برکات وخصوصیات بے آہِ سحرگاہی نہیں حاصل ہونے کی:

عطارؔ ہو رومیؔ ہو رازیؔ ہو غزالیؔ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے بے آہِ سحرگاہی

Perfect®
FRESHENER
خوشبوں سے بھرا
Ramadan
Perfect
FRESHENER
Mubarak
مبارک
LA PERFUME
DRY 300
Perfect
FRESHENER
عود الحرم
oudh al haram
LA PERFUME
DRY 300
Perfect
FRESHENER
Ghilaaf-e-Kaaba
LA PERFUME
DRY 300
Perfect
FRESHENER
اصلي
ASLEE
LA PERFUME
DRY 300
رہو خوشبوؤں میں

سب سے بڑا وظیفہ

حافظ عبید حنفی

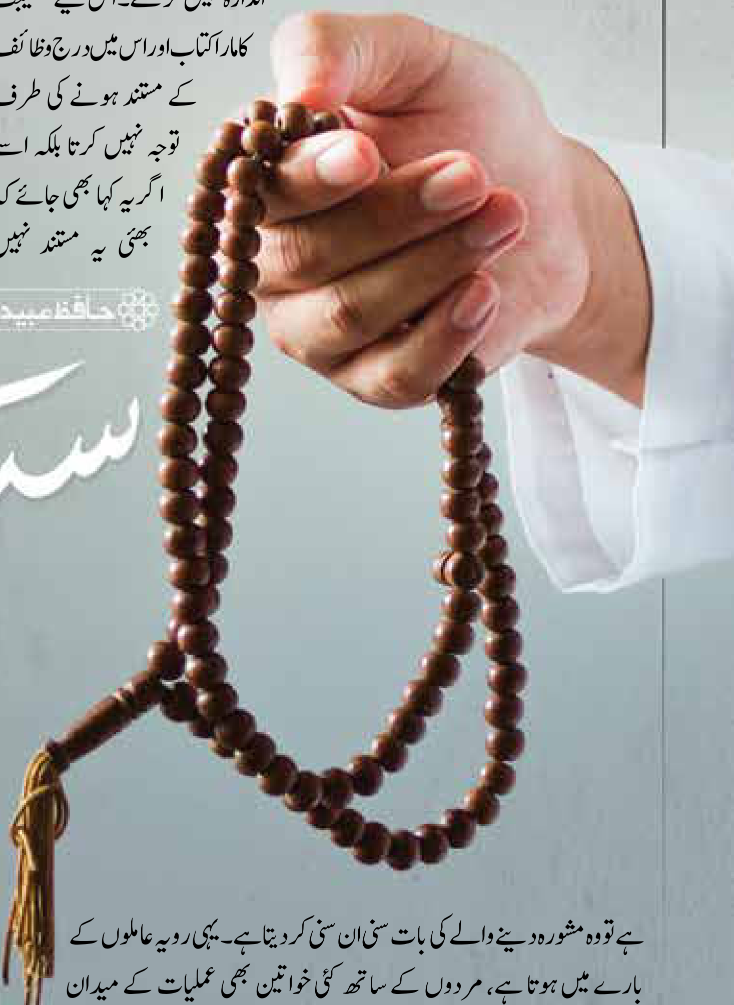

اپنی مدد آپ لیکن۔۔۔!

آج کل ہر شخص پریشان ہے، اس پریشانی سے نجات کے لیے جہاں دوسرے ذرائع، وسائل اور اسباب اختیار کرتا ہے، وہیں وظائف بھی پڑھتا ہے، ہر گھر میں وظائف اور عملیات کی ایک دو کتابیں ضرور ہوتی ہیں، کچھ حضرات وخواتین کا ایک طرح مشغلہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ وظائف اور عملیات کی کتب کی تلاش میں رہتے ہیں، جہاں ایسی کتاب اور مجموعے پر نظر پڑتی ہے، اسے خرید لیتے ہیں، ایک طرح سے دیکھا جائے تو یہ اپنی مدد آپ کے تحت اپنی مصیبت اور مشکل کا خود ہی علاج کرنے اور حل نکالنے کے مترادف ہے۔ لوگ پہلے اپنے پاس موجود کتابوں میں درج وظائف سے استفادہ کرتے ہیں، پھر کسی دوسرے کی مدد لیتے ہیں، سب سے پہلے محلے کے امام مسجد سے کچھ پوچھتے ہیں، پھر ان کی معرفت یا دوست احباب میں سے کسی کے مشورے سے مختلف عاملوں کے پاس جاتے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ جو مشکل میں ہوتا ہے، مشکل کے ہلکے یا بھاری ہونے کا اسی کو اندازہ ہوتا ہے، دیکھنے والے اس کی مصیبت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے مصیبت کا مارا کتاب اور اس میں درج وظائف کے مستند ہونے کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اسے اگر یہ کہا بھی جائے کہ بھئی یہ مستند نہیں ہے تو وہ مشورہ دینے والے کی بات سنی ان سنی کر دیتا ہے۔ یہی رویہ عاملوں کے بارے میں ہوتا ہے، مردوں کے ساتھ کئی خواتین بھی عملیات کے میدان میں شہرت رکھتی ہیں اور بے چارے مصیبت کے مارے یہ نہیں دیکھتے کہ عامل صاحب سے علاج تو دور کی بات ہے، کہیں خود ان عامل صاحب کو ہی علاج کی ضرورت نہ ہو۔ نتیجہ یہ کہ روپیا پیسا برباد ہوتا رہتا ہے اور فائدہ نہیں ہوتا۔

خوب سمجھ لیجیے: ایک بات بہت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ بِلا تحقیق ہر کتاب سے ہر طرح کے وظالف پڑھتے رہنا درست نہیں، کچھ وظائف اور عملیات تو خلافِ شریعت ہوتے ہیں، کچھ کے الفاظ عربی قواعد کے مطابق نہیں ہوتے، جن وظائف کے الفاظ درست ہوں ان کو پڑھنے سے بھی بعض دفعہ نقصان ہوتا ہے، جس طرح دوائیں ڈاکٹر کے مشورے سے استعمال کرنی چاہییں، اسی طرح وظائف و عملیات کی بابت بھی سنت کا اتّباع کرنے والے کسی مستند عالم سے نہ صرف مشورہ کرنا چاہیے، بلکہ اجازت لینی چاہیے اور رسمی اجازت نہیں بلکہ ان کو اپنا مسئلہ تفصیل سے عرض کرنا چاہیے۔ بعض اوقات خود علاج کے چکر میں یا کسی لنگوٹیے عامل سے علاج کی کوشش میں وقت اور روپیا ہی نہیں صحت بھی برباد ہونے لگتی ہے اور جس مسئلے کے علاج کے لیے وظیفہ شروع کرتے ہیں، وہ زیادہ شدّت اختیار کر جاتا ہے۔

حیرت ہی حیرت: انتہائی حیرت ہوتی ہے وظائف اور عملیات کے استفادے کے یہ خواہش مند اور ضرورت مند سب سے بڑے اور اہم وظیفے سے منہ موڑے رہتے ہیں، اس طرف کوئی توجہ دلائے تو بھی اوّل اس کو وظیفہ ماننے پر کوئی تیار نہیں ہوتا بلکہ بعید نہیں کہ اس کو وظیفہ اور وہ بھی سب سے بڑا وظیفہ کہنے والے کا مذاق اڑایا جائے۔ مذاق نہ بھی اڑایا جائے تو وظیفہ ماننے کو شاید ہی کوئی تیار ہو، وظیفہ مان لے بھی تو ایسی بے دلی سے اس کو اختیار کرتا ہے، جیسے بتانے والے پہ احسان کر رہا ہو۔

فائدہ یقینی، خرچ کچھ نہیں: آج کی اس نشست میں ہم وہ سب سے اہم بڑا وظیفہ بتا رہے ہیں جس کا پڑھنا، اختیار کرنا بہت آسان، فائدہ یقینی، خرچ کچھ بھی نہیں۔ جی ہاں! وہ وظیفہ دعا ہے۔ ویسے تو جب جس وقت، جس زبان میں دعا کریں فائدہ ہی فائدہ ہے، لیکن اگر قرآن و حدیث میں بتائی گئی دعائیں، صبح وشام پڑھی جانے والی دعائیں اور خاص خاص مواقع کے لیے سکھلائی گئی دعائیں پڑھی جائیں تو ہر گھر میں نور ہی نور پھیل جائے۔ مشکلات اوّل تو ختم ہو جائیں جو رہ جائیں ان پہ بے چینی نہ رہے۔ کیا عجب تعویذ پہننے اور نئے نئے وظائف کی تلاش میں مارے مارے پھرنے سے نجات مل جائے۔ ویسے مستند وظائف اور عملیات پڑھنے اور اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض اوقات علاج کے لیے خصوصی وظائف اور عملیات لازم ہو جاتے ہیں، لیکن بہر حال! یہ یقین ضرور کر لیا جائے کہ دعا سے بہتر اور بڑا وظیفہ کوئی نہیں، ایسی کتابیں تلاش کی جائیں جن میں مستند دعائیں ہوں، مختلف مشکلات اور مسائل کے حل اور بیماریوں سے نجات اور مشکلات سے بچاؤ کے لیے دعائیں ہوں۔

اکابر علما و مشائخ کی ترتیب و تصدیق شدہ بہت سی کتب تقریباً ہر کتب خانے سے مل جاتی ہیں، ان میں وہ تمام دعائیں شامل ہیں جو اگر ہماری زندگی کا حصہ ہوں تو رات دن کی بے چینی اور ہائے وائے ختم ہو جائے۔ زندگی پُر سکون ہو جائے۔ اللہ کی مدد ہمہ وقت شاملِ حال رہے۔ اس وقت دو کتابوں کا نام پیشِ خدمت ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہر فرد کے پاس نہ ہوں تو کم از کم ہر گھر میں ضرور ہونا چاہییں، سفر میں جانا ہو تو ساتھ رہیں۔ دونوں کتابیں جیبی سائز میں دستیاب ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست پہ ہی اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو پتا چل جائے کہ کتنی اہم کتابیں ہیں اور فوری طور پر یہ کتابیں خریدنے کو جی للچانے لگے۔

بقیہ صفحہ نمبر 21 پر

رمضان، دسترخوان اور صحت

عمارہ فہیم

رمضان کریم کا مہینا اللہ رب العزت کی طرف سے مسلمانوں کے لیے بہت بڑا انعام اور رحمت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ چیزیں بطورِ خاص دی گئی ہیں جو پہلی امت کو نہیں دی گئیں۔

1. ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
2. ان کے لیے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں۔
3. جنت ہر روز ان کے لیے سجادی جاتی ہے۔
4. اس مہینے میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے، جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں۔
5. رمضان کی آخری رات میں روزہ دار کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

رمضان المبارک کا مہینا ہمارے لیے بہت سی برکتوں کو لے کر آتا ہے، ان برکات کا ثمر ہی ہے کہ ایک فرض ستر فرضوں کے برابر اور ایک نفل فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

یہ مہینا مومن کی روح کو پاکیزہ و صاف ستھرا کر دیتا ہے۔

جب اس مہینے میں اجر و ثواب زیادہ بڑھ جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ عبادات کرنی چاہیے، روز مرہ کے فرائض و قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ نوافل اور اذکار کا بھی اہتمام ہو تو نیکیوں کا پلڑا بھاری سے بھاری ہوتا جائے گا ان شاء اللہ!

نماز المبارک کا مہینا ہو اور دستر خوان نہ سجائے جائیں، سحر و افطار کا انتظام نہ ہو، یہ بھی ممکن نہیں، تقریباً ہر گھر میں سحر و افطار کے لیے خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، اب چوں کہ مہنگائی بھی عروج پر جا رہی ہے تو ایسے میں نت نئے پکوانوں سے دستر خوان کو سجانا کسی مشکل امتحان سے کم نہیں، زیادہ نہ سہی، لیکن تھوڑا بہت اہتمام تو یقیناً ہر کوئی ہی کرے گا، ایسے میں آج ہم آپ کے لیے لائے ہیں کچھ نئی، آسان اور لذیذ ایسی تراکیب جس سے آپ کا سلیقہ اور کفایت شعاری جھلکے گی، کیوں کہ رزق کی قدر کرنے اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے ان میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

تو چلیں، ہم چلتے ہیں آپنی تراکیب کی طرف

ڈبل روٹی ناشتے میں تقریباً ہر گھر میں آتی ہے اور بعض اوقات ایک سے دوسرے دن اگر کچھ سلائس بچ جائیں تو بہت سے گھرانوں میں انھیں ٹکڑوں کے بورے میں ڈال دیا جاتا ہے اور یہ رزق کی ناقدری نہیں تو اور کیا ہے؟؟ ان بچ جانے والے سلائسز سے بھی نئی نئی چیزیں بنا کر دستر خوان پر سجا کر تعریفیں وصول کر سکتے ہیں۔

بچ جانے والے ڈبل روٹی کے سلائس کی چند تراکیب:

سب سے پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں، کیوں کہ صفائی نصف ایمان اور اچھی صحت کی ضامن ہے، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کام کا آغاز کریں، کیوں کہ جس کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے، اس کام میں اللہ کی مدد اور برکت شامل ہو جاتی ہے۔

ڈبل روٹی کے کباب / پکوڑے:

1. تین ڈبل روٹی کے سلائس (پانی میں بھگو کر فوراً پانی ہاتھوں سے نچوڑ کر ایک خشک برتن میں رکھ کر ہاتھ سے مسل لیں۔
2. باریک کٹا ہوا ہرا دھنیا
3. حسب ضرورت نمک ڈالیں۔
4. کٹی لال مرچ 2/1 چائے کا چمچ
5. ایک درمیانے سائز کی پیاز باریک کٹی ہوئی۔
6. تین سے چار کھانے کے چمچ بیسن
7. دو ہری مرچ باریک کٹی ہوئی
8. کالی مرچ پاؤڈر 2/1 چائے کا چمچ
9. دو درمیانے سائز کے ابلے میش ہوئے آلو
10. تیل تلنے کے لیے

ان سب چیزوں کو اچھی طرح مکس کر لیں کہ سلائسز میں گھٹلیاں نہ بنیں، جب تمام مسالے اچھی طرح مکس ہو جائیں تو چھوٹے چھوٹے کبابوں کی شکل دے کر چاہیں تو کارن فلور انڈے کی کوٹنگ کر لیں اور چاہیں تو بریڈ کرمبز لگالیں، اب کبابوں کی ٹکیاں آرام سے فرائی کر لیں۔

اس مکسچر کو آپ دو طرح استعمال کر سکتی ہیں، ایک جو ابھی ہم کٹلس بنا رہے ہیں اور دوسرا اس سے چھوٹے چھوٹے کرسپی پکوڑے بھی بنائے جاسکتے ہیں، بس پکوڑے بناتے وقت ہم آلو نہیں ڈالیں گے اور بیسن کے دو سے تین چمچ مزید بڑھا کر پیسٹ کی صورت میں بنالیں اور دھیان رہے، جتنی دیر میں یہ سب چیزیں تیار کر رہے ہیں، اتنی دیر میں تیل گرم کر لیں اور آرام سے پکوڑے فرائی کر لیں۔

بریڈ کرمبز: بچ جانے والے ڈبل روٹی سلائسز یا سائٹ کا وہ سرخ حصہ جو اکثر گھروں میں نکال کر درمیان کا نرم حصہ استعمال کیا جاتا ہے اور کناروں کے اس سرخ حصے کو ضائع کر دیا جاتا ہے، ان کناروں کو گرم توے پر اچھی طرح کڑک کر کے چوپر میں چاپ کر کے بریڈ کرمبز بنا کر اس میں حسبِ ضرورت نمک اور کالی مرچ پاؤڈر ملا کر فریج میں محفوظ کر سکتے ہیں، سموسوں اور سینڈوچ و کباب وغیرہ پر استعمال کر سکتے ہیں۔

ڈبل روٹی کے سینڈوچ:

1. ڈبل روٹی کے 4 پیس (یا جتنی ضرورت ہو)
2. حسبِ ذائقہ نمک
3. کالی مرچ 2/1 چائے کا چمچ
4. کٹی لال مرچ 2/1 چائے کا چمچ
5. ہرا دھنیا
6. اُبلے میش ہوئے دو آلو
7. ایک درمیانے سائز کی باریک کٹی ہوئی پیاز
8. ہری مرچ (گو بھی پسند ہو تو وہ بھی ڈال سکتے ہیں)

ڈبل روٹی کو سینڈوچ کی شیپ میں کاٹ لیں۔

باقی سب چیزیں مکس کر لیں اور سلائس کے دونوں پیس پر گرین چٹنی لگائیں اور درمیان میں آلو مکسچر رکھیں اور ہاتھ سے پریس کر کے فرائی کر لیں۔

ڈبل روٹی کو تو ہم اپنے استعمال میں لے آئے، لیکن اس کے علاوہ کچھ اور بھی چیزیں ہیں جو اکثر گھروں میں دو دو دن بھی رکھنے اور گرم کرنے کے بعد کوڑے دان کی زینت بنادی جاتی ہیں اور اس طرح ایک بار پھر رزق کی بے حرمتی و ناقدری کی جاتی ہے۔

دال، سبزی آج کل سونے کے بھاؤ مل رہی ہیں، اس کے باوجود اسے گھروں میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، ہر کسی کو مرغِ مُسلّم چاہیے، اب بچ جانے والی ان دالوں اور سبزیوں کا کیا کیا جائے؟ ان سے دال/سبزی کے پراٹھے بنائے جاسکتے ہیں۔

یہ تھیں وہ چند ٹپس جن سے خواتین خود کو کفایت شعار ثابت کر سکتی ہیں، کم وقت اور کم خرچ میں اچھی چیزیں تیار کی جاسکتی ہیں۔

رمضان المبارک میں ان نت نئے پکوانوں، دعوتوں کی وجہ سے بدپرہیزی بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے، اس لیے چند دن کے چٹخاروں کے چکر میں اپنی صحت کو نظر انداز کرنا یہ عقل مندی نہیں، بلکہ بہت بڑی بے وقوفی ہوتی ہے، باقی دنوں کے مقابلے میں اس ماہ اپنی صحت کی فکر زیادہ کرنی چاہیے، واک وایکسر سائز عام روٹین کے ساتھ ان دنوں میں بھی کرنی چاہیے (زیادہ نہ سہی کچھ دیر اور ہلکی پھلکی ضرور کی جائے)۔

رمضان المبارک برکتوں، رحمتوں کا مہینا ہے، اس ماہ اجر و ثواب کی بارش ہو رہی ہوتی ہے، اس لیے اپنے لیے اس وقت کو قیمتی بنانا چاہیے، اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اسے کس طرح قیمتی بناتے ہیں۔ ایسا بھی نہ ہو کہ کھانے پینے، دعوت و بھرے بھرے خوانوں کے چکر میں عبادت کے قیمتی لمحات ضایع ہو جائیں اور یہ بھی نہ ہو کہ اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں کے ہونے کے باوجود خوان بالکل خالی رکھے جائیں۔

بڑوں سے اکثر سنا ہے کہ خواتین کے پاس ہر چیز کے لیے اچھے مواقع ہوتے ہیں، وہ کاموں کو بھی عبادت میں تبدیل کر سکتی ہیں، جیسے ہر کام بسم اللہ کے ساتھ شروع کیا جائے اور کام کے دوران ذکر کرتے رہیں، اس طرح کام بھی ہو جائیں گے، برکت و اجر و ثواب بھی مل جائے گا۔

عبادات و کام ہر ایک کو مینج کرنے کا واحد حل یہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر غور کیا جائے کہ انھوں نے کیسے زندگی گزاری، گھریلو، سیاسی، معاشی معاملات کو کیسے حل کیا، ان کی زندگی کو مثل نمونہ سامنے رکھتے ہوئے عمل کیا جائے اور دنیاوی معاملات کو ایمان داری سے اللہ کی رضا کی خاطر پورا کیا جائے تو ہر کام عبادت بن جائے گا۔

بقیہ

سب سے بڑا وظیفہ

پُرنور دعائیں: یہ کتاب شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کی مرتّب کردہ ہے۔ کتاب کے استناد کے لیے حضرت مفتی صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ کتاب کے نام میں جامعیت اور معنویت ہی نہیں الفاظ میں کشش بھی ہے۔ قرآن و سنت سے ماخوذ ان دعاؤں کا انتخاب اس باریک بینی سے کیا گیا ہے کہ صبح شام کی دعاؤں کے علاوہ اہم مواقع اور مقامات پر پڑھی جانے جانے والی تقریباً ساری دعائیں شامل ہو گئی ہیں۔ عربی عبارات کا بامحاورہ معنی شامل ہونے سے کتاب کی افادیت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ وقت نکال کر دعاؤں کے ترجمے پر بھی ضرور غور کرنا چاہیے۔

مومن کا ہتھیار: یہ بے مثال کتاب صبح شام کی مسنون دعاؤں سمیت بہت سی دعاؤں اور اذکار کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے مرتب ہیں: حضرت مولانا محمد یونس پالن پوری اس میں شک نہیں کہ مرتّب و مؤلّف نے کتاب کی ترتیب و تالیف میں انتہائی محنت، عرق ریزی اور جاں فشانی سے کام لیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں بلا مبالغہ سینکڑوں دعائیں اور مستند اذکار ہیں۔ پریشان حال لوگوں کے لیے ہمارا درد مندانہ اور ہمدردانہ مشورہ ہے کہ فوری طور پر یہ کتابیں حاصل کریں اور کم از کم تین ماہ پابندی اور پورے یقین سے ان دعاؤں کو اپنے معمول میں شامل کریں۔ کوشش کریں ناغہ نہ ہو، اگر ناغہ ہو جائے تو تلافی کی کوشش کریں۔ اُمید ہے تین ماہ میں ایسی چاٹ لگ جائے گی کہ پھر دعائیں نہیں چھوٹیں گی۔

دو اور مجموعے: چلیے دو اور مجموعات کا ذکر بھی کرتے چلیں جو اپنی مثال آپ ہیں، جن حضرات نے ان مجموعات کو اپنے معمولات کا حصہ بنا رکھا ہے، ان کی حالت یہ ہے کہ کبھی ناغہ ہو جائے تو بے چین ہو جاتے ہیں، ایسا لگتا ہے کوئی بہت ہی قیمتی چیز گم ہو گئی ہے، ناغوں میں اضافہ ہونے لگے تو اپنے آپ سے شرمندہ ہونے اور خود سے بھی نظریں چرانے لگتے ہیں، جیسے کوئی بڑا جرم سرزد ہو گیا ہو۔

پہلا مجموعہ: اس مجموعے کا نام مناجاتِ مقبول ہے، جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مَرقدہٗ کا مرتّب کردہ ہے، اس میں سات منزلیں ہیں، ہر روز ایک منزل کا معمول ہونا چاہیے۔ یہ مجموعہ ادیبِ بے مثال مولانا عبدالماجد دریا بادی کے پُر لطف ترجمے کے ساتھ ہر کتب خانے سے مل جاتا ہے، چھوٹے سائز میں بھی موجود ہے۔ ہر گھر میں اس مجموعے کے ایک سے زیادہ نسخے ہوں تو کیا ہی بات ہے اور ایک دوسرے کو یاد دلانے کا معمول رہے تو ناغے سے بچنے میں آسانی رہتی ہے۔

دوسرا مجموعہ: مشہور محدِّث حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ترتیب شدہ ہے، جس کا نام "الحزب الاعظم" ہے۔ حضرت مولانا سید محمد بدرِ عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کے ساتھ ہر کتب خانے سے دستیاب ہے۔ پڑھنے والوں کی آسانی کے لیے ایک ہفتے کی ترتیب میں بھی دستیاب ہے، جس کی سات منزلیں ہیں، ہر روز ایک منزل پڑھنی چاہیے اور ایک ماہ کی ترتیب میں بھی دستیاب ہے، جو حضرات مصروف ہیں یا جنہیں ناغے کا ڈر ہو، وہ ایک ماہ کی ترتیب والا مجموعہ معمولات میں شامل کریں۔

یقین اور عمل: اصل بات یقین کی ہے اور دعا پہ یقین نہ ہونے کی ایک بڑی اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ وظائف اور عملیات بتانے والے اکثر حضرات بھی دعاؤں کی تعلیم نہیں دیتے۔ اگر والدین، اپنے بچوں کو بچپن ہی سے دعاؤں کی تعلیم دیں اور ان کے معمول کا حصہ بنوائیں، مکاتب، مدارس، مساجد کے اساتذہ، ائمہ اور خطبا حضرات، نیز وظائف اور عملیات کا سبق دینے والے بھی پہلا اور آخری سبق دعا کے بارے میں دیں تو یقین آنے لگے گا، نہ صرف یقین بلکہ عمل بھی!!

ترکیہ اور شام زلزلہ
BAITUSSALAM
ہم بھی آزمائش میں ہیں۔ لیکن اسلامی اور انسانی رشتے کا حق ہم نہیں بھولے
ہم ان شاء اللہ اپنے ترکی اور شامی بھائیوں کی مدد ضرور کریں گے۔
ترکیہ میں بینک اکاؤنٹ
SELAM EVI
YARDIM DERNEGI
VAKIF KATILIM
IBAN: TR98 0021 0000 0002 6724 6001 03
AC Title: SELAM EVI YARDIM DERNEGI
Branch: Sirinevlar Branch
donation@selamevi.org
پاکستان میں بینک اکاؤنٹ
Meezan Bank
The Premier Islamic Bank
(SADQAH)
BAITUSSALAM WELFARE TRUST
Account No: 0127-0102494084
IBAN:PK22MEZN0001270102494084
(ZAKAT)
BAITUSSALAM WELFARE TRUST
Account No: 0127-0102494031
IBAN:PK95MEZN0001270102494031
donations@baitussalam.org +92 21 111 298 111
امریکہ میں بینک اکاؤنٹ
Baitussalam USA بیت السلام
BANK OF AMERICA
Ac Title: Baitussalam USA
Ac No# 325167671468
PayPal
PayPal.me/BaitussalamUSA
Zelle
donation@baitussalamusa.org
رقم ٹرانسفر کرانے والے حضرات بیت السلام پاکستان/(یو ایس اے) کو بذریعہ ای میل یا وائس ایپ اطلاع ضرور کریں۔ سات دن کے اندر اطلاع نہیں کی تو ادارہ اس کو شرعی ضابطوں کے مطابق کسی بھی فلاحی کام میں استعمال کرسکتا ہے۔

صدقے کی اہمیت و ثمرات

محمد طیب حنیف

شریعت اسلامیہ میں نماز کے ساتھ جس اہم فریضے کی ادائیگی کا صاحب استطاعت شخص کو مکلّف ٹھہرایا گیا، وہ زکوۃ کا فریضہ ہے، جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، جس میں غریبوں کی چارہ گری، مساکین کی دست گیری، مسافروں کی مدد و معاونت اور مسافروں کے ساتھ خبر گیری کا درس ملتا ہے۔

زکوۃ کے مفہوم کی ادائیگی کے لیے قرآن و حدیث میں عام طور پر اس کو صدقہ سے تعبیر کیا گیا، جس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی غریب و نادار افراد کی مدد و معاونت کو افعالِ حسنہ میں سے شمار کیا جاتا تھا، البتہ اس میں احسان جتلانے اور ایذا رسانی کے قبیح عمل کو داخل کر کے اس کو قابلِ مذمّت بنا دیا جاتا تھا، شریعت مطہّرہ نے اس کی اصل کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں صحیح رُخ و زاویہ اختیار کرنے کی تعلیم دی اور ہر ذی شعور عاقل بالغ شخص کو اس عملِ خیر میں حصہ لینے کی ترغیب دی ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ"

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص پر اپنے جسم کے ہر ہر جوڑ کا (صحت و عافیت کے ساتھ ہونے پر) صدقہ ضروری ہے۔

دوسری روایت میں اس اجمال کی قدرے تفصیل ہے کہ انسانی جسم میں کُل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ضروری ہے۔

صدقے کا مفہوم: عمومی طور پر صدقہ سے مراد غریب و حاجت مند افراد کی مالی امداد و تعاون کو سمجھا جاتا ہے، مگر حدیث شریف میں متعدّد اعمالِ صالحہ پر صدقہ کا اطلاق کر کے اس کے مفہوم میں وسعت پیدا کی گئی ہے، جن میں تسبیحات، بھلائی کے کاموں میں منافست، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی داخل ہیں، اس کا مقصد ہر فردِ انسانیت کو ترغیب دلانی ہے کہ وہ دامے درمے قدمے سخنے جس طرح اور جس قسم سے بھی ہو سکے، دیگر انسانوں کے لیے ہمدردی و خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کرے، یہی وجہ ہے کہ ایک روایت میں بے ضرر بن جانے کو بھی صدقہ سے تعبیر فرمایا ہے، چناں چہ فرمایا:

"فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ"

(خود کو شر و فساد کا ذریعہ بننے سے محفوظ رکھے) یہ بھی صدقہ ہے۔

البتہ اکثر و بیشتر مالی تعاون و امداد حاجت روی کا ایک مؤثر و بہترین ذریعہ ہے، جو متعدّد فوائد و حکمتوں کو متضمّن کیے ہوئے ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. **ضرورت مندوں کی حاجت روائی:** یہ سب سے بنیادی سبب ہے، جس کی وجہ سے معاشرے کا ہر فرد اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور نہیں ہوتا، جس سے اس کی عزّتِ نفس مجروح ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے، نیز اس سے دل میں ایسے ناتواں افراد کے واسطے غم خواری کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

2. **رحمتِ خداوندی کا حصول:** یہ بات تو امرِ مسلّم ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ بے نیاز ذات کو ہماری عبادات و اموال کی ذرہ بھر بھی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ تو لوگوں کی نیت و اخلاص کے بقدر اس کے بدل سے نوازتا ہے، اسی طرح دوسروں کے ساتھ بھلائی و خیر خوانہ جذبات کا حامل شخص رحمتِ الٰہی کا مَورد بنتا ہے، ایک حدیث میں آتا ہے

"وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ"

(اللہ جلّ شانہٗ اس وقت تک اپنے بندہ کی مدد فرماتے ہیں، جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں خود کو مصروف رکھتا ہے)

اسی طرح ایک روایت میں فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظِ اللهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ"

جس نے کسی مسلمان کو لباس پہنایا (صدقہ کیا)، اس لباس کا جب تک ایک ٹکڑا بھی جسم پر ہوگا، وہ صدقہ کرنے والا شخص اللہ رب العزت کی حفاظت میں ہوگا۔

3. **صفات رَذِیلہ، بخل و حرص کا علاج:** اس میں ایک افادیت یہ بھی ہے کہ اس سے مال کی محبت جو ایک ایمان کش اور نہایت مہلک روحانی مرض ہے، صدقہ و خیرات ایسے میں نفس کی تطہیر و تزکیہ کا مؤثر ذریعہ ہے، حدیث شریف میں آتا ہے

"إِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ، وَيُذْهِبُ اللهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ"

مسلمان کا صدقہ کرنا اس کی عمر میں اضافہ کا سبب اور بری موت سے بچاتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ رب العزت دل سے کبر و بڑائی کو نکال دیتا ہے۔

4. **بلاؤں اور آفتوں سے نجات:** مختلف قسم کی مشکلات و آلام میں گرفتار شخص کے لیے راہِ خدا میں اِنفاق کا عمل نہایت ہی مجرّب ہے، اس سے رب تعالیٰ کا غیظ و غضب ختم ہوتا ہے، نیز یہ بُری موت سے نجات دینے والا ہے۔

"إِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ"

5. **معاصی و گناہوں سے حفاظت:** نفلی صدقات کی وجہ سے انسان حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمتوں و بیش بہا انعامات کی وجہ سے متعدّد معاصی و گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، جو اس کی زندگی کے سنورنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

6. **خاندان و معاشرے کے ساتھ ربط و تعلّق:** اس عمل کی وجہ سے اقارب کے ساتھ حسنِ سلوک و صلہ رحمی کا مستقل ثواب ملتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

"اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ"

عام مسکین پر صدقہ کرنے پر ایک مکمل صدقے کا اجر ملتا ہے، جبکہ قریبی رشتہ داروں پر صدقہ سے دو اجر ملتے ہیں: ایک عام صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

نیز اس سے خاندان و معاشرے کے افراد کے ساتھ ربط و تعلّق کی فضا قائم ہوتی ہے، جس سے عملی طور پر دین کو قریب سے دیکھنے و سمجھنے کا حسین موقع فراہم ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اموال کو راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ صَرف کرنے اور اس دینِ متین کی نشر و اشاعت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رمضان کا پیغام

انعم توصیف

"ملک صاحب! واہ بھئی، کیا کمال کی افطار پارٹی کی ہے آپ نے تو۔۔۔" ملک میں بڑھتی ہوئی وبا کی بنا پر لاک ڈاؤن نافذ کر دیا گیا تھا۔ غریب جو پہلے ہی سانسوں کی ڈور کو ظالم بھوک کے ساتھ بمشکل کھینچ کر زندگی گزار رہا تھا۔ اس کے لیے تو مسائل اتنے بڑھ گئے تھے کہ وہ رحمت کے مہینے میں خود کشی جیسے حرام عمل کو حلال ہونے کی چاہ کرتا نظر آ رہا تھا۔ وہیں ملک کی نامور شخصیات کے لیے اعلیٰ سطح پر حکّام اعلیٰ نے تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر ایک شان دار اور پر تکلّف افطار پارٹی کا انتظام کیا تھا۔ پارٹی ختم ہوئی تو بچا کھچا کھانا جس کی مالیت لاکھوں میں تھی، اسے بے دردی سے کچرا دان کے سپرد کیا جا رہا تھا۔

اس نے یہ سارا منظر نم آنکھوں سے دیکھا۔ سالوں پہلے کے وہ مناظر جو اس نے کبھی مدینے میں حضرت محمد ﷺ کے دور میں دیکھے تھے کہ سخت گرمی میں روزے رکھے جاتے تھے اور افطار کے وقت کچھ کھانے کو میسّر ہوتا اور سوالی آ جاتا تو خود کو بھول کر اس سوالی کی مدد کی جاتی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ آگے بڑھ گیا۔

"حمیرا سارا وقت بازاروں میں گھومتی ہے۔ رمضان کا ذرا احترام نہیں۔ ایک ہم ہیں جو رمضان آنے سے پہلے ہی ساری تیاری کر لیتے ہیں، تاکہ سارا مہینا عبادت میں گزاریں۔" ماریہ بیگم نے سلمیٰ بیگم کے سامنے اپنی نند کی شان میں قصیدے پڑھنے شروع کیے۔

"بس بھابھی! اب ہر کوئی آپ کی طرح نیک تھوڑی ہوتا ہے۔" سلمیٰ نے سامنے بیٹھی اپنی بیٹی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں ماریہ بیگم کو "نیک" کہا۔

"روزے میں کس قدر غیبتیں کرتی ہیں تائی امی۔۔۔!" ماریہ کے جاتے ہی سلمیٰ کی بیٹی نے اکتاہٹ سے کہا۔

"یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ اللہ بچائے ان سے۔۔۔" سلمیٰ نے حقارت سے کہتے ہوئے غیبت کر کے غیبت سے ہی پناہ مانگی۔

اس منظر کو دیکھ کر اس کے کانوں میں نبی پاک ﷺ کی حدیث کا مفہوم گردش کرنے لگا۔

"روزہ ڈھال ہے، جب تک اسے پھاڑ نہ ڈالو۔" روزہ پھاڑنے کا مطلب پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ غیبت اور جھوٹ سے روزہ پھٹ جاتا ہے۔

تکلیف کی شدّت سے اب اس کی آنکھوں میں آنسو منجمد ہو گئے۔

"جب روزے کا ثواب کم ہو جاتا ہے تو مسلمان کیوں ان باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔" ہم کلامی کرتا وہ غمگیں سا آگے بڑھ گیا۔ ایک گھر کے قریب پہنچ کر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا۔

"میں نہیں جا سکتا وہاں پر۔۔۔ کوئی دیکھ کر کیا کہے گا، بچوں کو صدقے کا مال کھلا رہا ہوں، عزّت۔۔۔" حامد نے سر جھکا اپنی بیوی سے کہا۔ وہ جملہ مکمل نہ کر سکا۔

"بچوں کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، جب زندہ رہیں گے تب ہی تو عزّت رہے گی، مر جائیں گے تو کیسی عزّت" غصے میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بلند ہو گئی تھی۔

شہر کے امیر ترین آدمی نے غریبوں کی مدد کے لیے راشن تقسیم کرنے کی مہم شروع کی تھی۔ ہر ایک کو راشن لیتے ہوئے تصویر کھنچوانا لازمی تھا، کیوں کہ ٹی وی اور اخبارات میں تشہیر ضروری تھی۔

دورِ نبوی ﷺ میں خاموش امداد کے مناظر اس کی آنکھوں میں گھومنے لگے۔ اب اس کے لیے یہاں رکنا محال ہو رہا تھا۔ مزید کچھ بھی دیکھنے کی اس میں سکت نہ تھی۔ وقتِ مقرّر سے پہلے جانے کی اس کو اجازت نہ تھی۔ ماہِ رمضان نے ہچکیوں سے روتے ہوئے خود کو بے بس محسوس کیا۔

کھو نہ جانا۔۔۔

امۃ اللہ

زندگی کے تیز و تند تھپیڑے انسان کی پناہ گاہیں بدل دیتے ہیں۔۔۔

اجنبی فضائیں!! دل کو اوپرا کرنے میں دیر نہیں لگاتیں۔۔۔

کیا معلوم ہے زندگی کی داغ بیل دنیا کے ہاتھوں دے کر ہم کیوں مجبور ہو جاتے ہیں؟

شاید اس لیے کہ ہمیں اس دنیا کی دو روزہ زندگی کا منظر دائمی لگنے لگتا ہے۔۔۔

یہ میٹھی سر سبز دنیا کے زرق برق رنگ ہمیں کہاں لے جاتے ہیں؟ احساس کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔

اصل زندگی، وہ اللہ کی ذات کی پہچان ہے۔ اسی کے ساتھ سودا ہے، بِن دیکھے کا۔۔۔

کبھی فجر میں اسے ڈھونڈتے ہیں دیوانے، کبھی قرآن کے لکھے خط میں، کبھی بے رنگ تمناؤں کی ہتھیلیوں میں تو کبھی زرد سر د پڑتے جذبوں میں۔۔۔ کبھی صبح کی سرخی میں کبھی شام گلابی میں۔۔۔

کبھی بھوک میں، کبھی پیاس میں، کبھی گرتے ٹپکتے اشکبار لہجوں میں، سلگتی ہے پکار اس کی۔۔۔ اللہ اللہ اللہ۔۔۔!! ہمارا تمہارے سوا کون ہے مالک؟؟؟

تھکی ہوئی زندگی میں اِک سکونِ جاں تم ہو۔۔۔۔!!

تلاش تمہیں کیا نہیں جاتا، ہم ہی کھو جاتے ہیں اس تھکن میں۔۔۔ خشیوں کی، غموں کی، مشکلوں کی، راحتوں کی اس تھکن میں۔۔۔ جہاں تمہارا نام نہ لیا جائے، اسی غفلت سے بھری تھکن میں۔۔۔

یقین جانیے!!!

زندگی تھکا دینے والی چیز ہے۔ اس ڈور میں ایک دن سب نے ہار جانا ہے۔۔۔ اپنے مالک کی طرف لوٹ آئیں۔۔۔ ورنہ زندگی کو کھو ہی جانا ہے۔۔۔

اپنے مولیٰ کی باندی۔۔۔۔!!!!

غیبت ایک وبا

عبدالمتین

غیبت کی تعریف: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر تمہارا بھائی تمہارے سامنے موجود نہیں اور تم اس کا ذکر اس طرح کرو کہ اگر وہ موجود ہوتا تو اسے برا لگتا تو سمجھو یہ غیبت ہے۔“

غیبت اور عزت و آبرو کی دھجیاں اڑانا: دینِ اسلام کے مقاصد میں شامل ہے کہ مال، عزت آبرو اور جان کو ہر حال میں تحفظ ملے۔ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس کا تعلّق براہِ راست انسان کی عزت و آبرو کے ساتھ ہے۔ گویا جو شخص غیبت کا شکار ہو جائے، وہ اپنے بھائی کی عزت و آبرو کے ساتھ کھیل رہا ہے جو کسی صورت جائز نہیں بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔

غیبت اور آدم خوری: سورۂ حجرات میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ آدم خوری کرے یعنی انسانی گوشت کھائے اور گوشت بھی کسی زندہ انسان کا نہیں بلکہ مردے کا اور وہ مردہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ تمہارا اپنا بھائی۔۔۔مزید فرمایا کہ جب تم اس قدر گراوٹ جیسی حرکت نہیں کر سکتے اور ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تو غیبت بھی اتنا ہی بڑا جرم ہے، لہٰذا اس سے بھی بچو اور اللہ سے اور اللہ کے بندوں سے معافی مانگو اللہ بے شک معاف کرنے والا ہے۔

غیبت ایک عظیم گناہ: رسول اللہ ﷺ معراج کے سفر میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں، جن کے ناخن لوہے کے ہیں اور وہ اپنے چہرے اور سینوں کو زخمی کر رہے ہیں۔ پوچھنے پر پتا چلتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت کر کے اپنے بھائیوں کی عزّتوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

غیبت گناہ کبیرہ: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ غیبت گناہِ کبیرہ میں شامل ہے، ایسے ہی جیسے چوری، شراب، بدکاری وغیرہ۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا تعلّق اللہ سے ہے، جنھیں ہم حقوق اللہ کے نام سے جانتے ہیں، جنھیں اللہ توبہ کے بعد معاف فرما دیتے ہیں، لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جو حقوق العباد کہلاتے ہیں، جن کی معافی جب تک اس بندے سے نہ ملے معاف نہیں ہوتے۔

غیبت مجلس کا گناہ: ہماری مجالس میں اکثر غیبت ہوتی رہتی ہے اور یہ بظاہر اس قدر شیریں لذیذ اور میٹھا گناہ ہے کہ ایک مرتبہ تذکرہ چل پڑے تو رکنے کو دل نہیں چاہتا۔

غیبت جس طرح کرنا حرام ہے، ویسے ہی غیبت سننا بھی حرام ہے اور غیبت والی مجلس میں جان بوجھ کر بیٹھے رہنا بھی حرام ہے۔

ایسی مجلس میں اگر کوئی بیٹھا ہو تو پہلے کوشش کرے کہ غیبت کرنے والے کو منع کرے، روکنے کی کوشش کرے، اس میں دل شکنی کا خوف نہ رکھے، بلکہ دین شکنی کی فکر کرے۔ اگر سامنے والا بات نہیں مان رہا تو کوشش کرے کہ موضوع بدل دے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آخری حل یہ ہے کہ اس مجلس سے ہی اُٹھ کر چلا جائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں تو سامنے بھی کہتا ہوں تو واضح کیا جائے کہ وہ آپ کا مسئلہ ہے، لیکن اس وقت آپ پیٹھ پیچھے ہی بات کر رہے ہیں جو کہ غیبت ہے۔

غیبت اور آپسی تعلّقات: غیبت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ دلوں سے محبت، احترام اور تعلّق کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر دیتا ہے۔ جس گھر یا دفتر میں غیبت کا ماحول پیدا ہو تو وہاں آپس کے تعلّقات میں ہمدردی اور صلہ رحمی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جس معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کی ذات کو گلی سڑک دہلیز اور قہوہ خانوں میں موضوع بناتے ہیں تو وہاں اتحاد و الفت کا پیدا ہونا محال ہو جاتا ہے۔

بلکہ غیبت کا عمل آہستہ آہستہ دلوں میں نفرت عداوت کو مضبوط کرتا ہے اور اک معمولی سا اشارہ اس اندر کی آگ کو شدید جھگڑے میں بدل دیتا ہے۔

غیبت ایک نشہ: شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص آپ کے ساتھ بیٹھ کر کسی کی غیبت کرے تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بیٹھ کی آپ کی غیبت بھی ضرور کرے گا، کیوں کہ غیبت ایک لت اور بیماری ہے، جو ہر جگہ اپنا نشہ پورا کرنا چاہتی ہے، لہٰذا بعض اوقات ایک گھر یا معاشرے میں کوئی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کسی کی غیبت کرتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ میرا خیر خواہ ہے، میرے دشمنوں کے خلاف ہے، جب کہ وہ کسی کا دوست نہیں ہوتا، بلکہ ایک بیمار نشئی کی طرح اپنا نشہ پورا کر رہا ہوتا ہے، جسے یہ موقع کل پرسوں آپ کے دشمن کی مجلس میں بھی مل سکتا ہے۔

غیبت کا علاج: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ غیبت کا علاج یہ ذکر فرماتے ہیں کہ جب بولے تو سوچ سمجھ کر بولے اور اپنی مجلس میں موجود لوگوں کے علاوہ کسی تیسرے کا تذکرہ ہی نہ کرے، چاہے وہ اچھا تذکرہ ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ عام طور پر کسی کی اچھائی کا تذکرہ کرتے کرتے ہم اگر مگر لیکن کا یوٹرن لے کر غیبت کی شارع پر نکل پڑتے ہیں اور ہمیں پتا بھی نہیں چلتا۔

زبان کی حفاظت اور غیبت: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی سوال کرتا تو جواب دینے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے کہ اس کا جواب دینا ضروری بھی ہے یا نہیں۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق:18) وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا، مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔ اچھی یا بری ہماری ہر بات نوٹ ہو رہی ہے اور نوٹ کون کر رہا ہے؟ فرمایا: وہ ”عتید“ ہے، یعنی ہر وقت تیار بیٹھا ہوا ہے، ہماری حرکات و سکنات کو نوٹ کرنے کے لیے۔ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو نصیحت فرمائی کہ اپنی زبان پر قابو رکھنا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا زبان کی وجہ سے بھی باز پرس ہو گی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: بہت سے لوگ قیامت کے دن زبان کی وجہ سے اوندھے منہ پڑے رہیں گے، ہلاک ہوں گے۔

زبان ہمارے لیے ایک سرکاری مشینری ہے، جو مفت میں مل چکی ہے، تبھی اس کا اندھا دھند استعمال عام نظر آتا ہے، جب چاہا بے دھڑک استعمال کیا، گالم گلوچ، غیبت، گانا بجانا، فضولیات وغیرہ جب کہ اس کے درست استعمال سے ہم نیکیوں کا خزانہ سمیٹ سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ“

”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں، رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں، وہ ”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ“ ہیں۔

SUPER POWER NON STOP POWER
MOTORCYCLE

RELIABLE DURABILITY
Remains in good working condition even after continuous usage, ensuring a long-lasting and efficient machine for daily commuting or adventure trips.

INTEGRITY PRODUCT
Made with highest standards of quality and built to perform as advertised, guaranteeing customers satisfaction, reliability and safety.

BEST QUALITY
Manufactured using the highest standards of materials and craftsmanship, ensuring maximum performance, durability, and customer satisfaction.

SP70CC CDI 2023
DOLLAR

SPECIFICATIONS
ENGINE - 4 STROKE OHV
DISPLACEMENT - 78 Cm
BORE & STROKE - 47.0X41.4 MM
COMPRESSION - 8.8:1
MAX HORSE POWER - 7.0PS/8500 RPM
MAX TORQUE - 0.55IG-M/6500 RFM
TRANSMISSION - 4 SPEED
STARTER - KICK STARTER
CLUTCH - WET PLATE TYPE
FRAME - BACK BONE TYPE
SIZE - 1885X760X990 MM
GROUND CLEARANCE - 35 MM
FUEL TANK CAPACITY - 10.0 LITRE
FRONT WHEEL - 2.25-17 4PR
BACK WHEEL - 2.50-17 4PR
DRY WEIGHT - 82 KG

STYLISH WINKERS

NEW DESIGN METER DIAL

STYLISH CAWAL GRAPHICS

EYE CATCHING BACKLIGHT

STYLISH TANK GRAPHICS

GET IN TOUCH
+92 333 121 5994
facebook PiraniGroup
www.superpower.com.pk

تعلق مع اللہ

حکیم شمیم احمد

رمضان المبارک اپنی بھرپور رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی اللہ کے بندے جوش وخروش اور جذبے کے ساتھ صوم وصلاۃ میں مشغول ہو جائیں گے۔ تلاوتِ قرآن کا بھی خوب اہتمام ہو گا، لیلۃ القدر کو پانے کے لیے شب بے داری بھی کی جائے گی۔ رقّت آمیز دعائیں بھی مانگی جائیں گی۔ کیا ہی اچھا ہو ذرا تنہائی میں بیٹھ کر اپنا محاسبہ کریں کہ اتنی ریاضت کرنے کے بعد اللہ سے تعلّق کتنا جُڑا! والدین، میاں بیوی، بچوں اور جگری دوست سے جب تعلّق قائم ہوتا ہے تو انسان ان سے زندگی بھر تعلّق نبھاتا ہے۔

جگری دوست کی ایک کال پر دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے، جب کہ یہ رشتے ناتے اللہ ہی نے تو بنائے ہیں اور اس ہی سے لاتعلقی۔۔۔ یہ کیسا انصاف ہے؟ عام مشاہدہ ہے کہ جان نکلتے ہی محبت کے بڑے دعوے دار ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ سے جڑا ہوا تعلّق اندھیری قبر تا حشر قائم رہتا ہے۔

ایک بزرگ کے ساتھ چند عرصہ صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ سائلین ان کی چوکھٹ پر دعائیں کروانے کے لیے حاضر ہوتے آپ خود بھی ہاتھ اٹھاتے اور حاجت مندوں سے بھی کہتے میرے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤ۔ چند دنوں میں سوالی آکر شکریہ ادا کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں سے میری حاجت پوری کر دی۔ ایک دن میں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر کیا مناجات کرتے ہیں کہ دعا مستجاب ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا تعلّق آپ سے دس سال پرانا ہو اور میں آپ سے کسی کام کا کہوں تو کیا آپ انکار کریں گے؟ بس میرا اللہ سے تعلّق اسّی برس سے ہے اور وہ میرے اس تعلّق کی خوب لاج رکھتا ہے۔

اللہ کی کبریائی کے قربان جائیں جب بندہ صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ صرف گناہوں کو مٹاتا نہیں، بلکہ عزّتوں کا تاج پہناتا ہے اور ایسا ستّار العیوب ہے کہ پچھلے گناہ معاف کرنے کے بعد، پھر ان گناہوں کا ذکر تک نہیں کرتا۔ ایسا غفّار الذنوب ہے کہ اس کا ہم مثل اور ہم پلّہ کوئی نہیں۔۔۔ حیرت ہے ایسے رحمان اور رحیم سے تعلّق توڑے اور دوسروں سے گہرا تعلّق جوڑے!!

حضرت نے آخری عشرے کے اعتکاف کے متعلّق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ رات کی تنہائیوں میں سب سے کٹ کر بندہ میرے ساتھ جڑ جائے، لیکن افسوس کہ اعتکاف میں بھی موبائل کے ذریعے اہلِ خانہ اور دوست احباب کے ساتھ مسلسل رابطے رہتے ہیں، پھر اللہ سے تعلّق کس طرح قائم ہو، یوں اعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد بھی تہی دامن گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ اللہ کی معرفت آجائے تو نہ صرف موبائل بلکہ دنیا کی محبت اور لذّتوں سے نجات مل جائے۔

آقائے دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ "جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔"

دین صرف نماز روزہ اور حج و زکوۃ تک ہی محدود نہیں، دین تو حقوقُ العباد، حقوقُ اللہ اور حقوقُ النفس سے تعبیر ہے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت ماہِ رمضان میں آندھی سے زیادہ تیز ہو جاتی۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک عابد نے خدا کی زیارت کے لیے چالیس دن کا چلّہ کیا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ اعتکاف کی وجہ سے خدا کی مخلوق سے کٹا ہوا رہتا اور اس کا سارا وقت آہ و زاری اور راز و نیاز میں گزرتا تھا۔ چھتیسویں رات اس عابد نے ایک آواز سنی کہ شام کو تانبے کے بازار میں فلاں تانبہ ساز کی دکان پر جاؤ اور اپنی مراد پالو۔ عابد وہاں پہنچا اور مارکیٹ کی گلیوں میں تانبہ ساز کی دکان ڈھونڈنے لگا، وہ کہتا ہے: میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو تانبے کی دیگچی ہر تانبہ ساز کو دکھا رہی تھی۔ وہ اسے بیچنا چاہتی تھی، وہ جس تانبہ ساز کو دکھاتی وہ اسے تول کر کہتا چار ریال ملیں گے۔ بڑھیا کہتی: چھ ریال میں بیچوں گی۔ کوئی تانبہ ساز اسے چار ریال سے زیادہ دینے کو تیار نہ تھا۔ آخر کار وہ بڑھیا ایک تانبے ساز کے پاس پہنچی۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔ تانبہ ساز نے اس بڑھیا سے پوچھا: صرف چھ ریال میں کیوں؟ بڑھیا نے دل کی بات بتاتے ہوئے کہا: میرا بیٹا بیمار ہے، حکیم صاحب نے اس کے لیے جو نسخہ تجویز کیا ہے، اس کی قیمت چھ ریال ہے۔ تانبہ ساز نے دیگچی لے کر کہا: اماں یہ دیگچی بہت عمدہ اور قیمتی ہے، اگر آپ اسے بیچنا چاہتی ہیں تو میں اسے تیس ریال میں خریدوں گا۔

بوڑھی عورت نے کہا: کیا تم میری بے بسی کا مذاق اڑا رہے ہو۔ کہا: ہرگز نہیں، میں واقعی تیس ریال دوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے برتن لیا اور بوڑھی عورت کے ہاتھ میں تیس ریال رکھ دیے۔ بوڑھی عورت بہت حیران ہوئی اور دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔

عابد کہتا ہے میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا، جب وہ بڑھیا چلی گئی تو میں نے تانبہ ساز سے کہا: بڑے میاں! لگتا ہے آپ کو کاروبار کرنا نہیں آتا؟ بازار میں کسی تانبے والے نے چار ریال سے زیادہ اس کی قیمت نہیں لگائی اور آپ نے تیس ریال میں اسے خریدا ہے۔ بوڑھے تانبے ساز نے کہا: میں نے برتن نہیں خریدا، میں نے اس کے بچے کا نسخہ خریدنے کے لیے اسے پیسے دیے ہیں۔ میں نے ایک ہفتے تک اس کے بیمار بچے کی دیکھ بھال کے لیے اسے پیسے دیے ہیں۔ میں نے اسے اس لیے یہ قیمت دی کہ آیندہ اسے گھر کا قیمتی سامان بیچنے کی نوبت نہ آئے۔ عابد کہتا ہے میں اسے سوچتا اور دیکھتا رہ گیا۔ اتنے میں غیبی آواز آئی۔

صرف چلّہ کشی سے کوئی میری زیارت کا شرف حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ ساتھ ساتھ میری دُکھی مخلوق کی خدمت بھی کرو۔ گرنے والوں کو تھامو اور بیکس و مجبور اور غریبوں کا ہاتھ پکڑو، میں خود تمہارے پاس چل کر آؤں گا۔

اس رمضان میں کاش! اللہ سے ایسا تعلّق جڑ جائے کہ یہ کبھی نہ ٹوٹے۔ سچ پوچھیں تو اس تعلّق سے اس ماہِ مبارک کی ریاضت، شب بیداریاں ہماری دنیا و آخرت کی کام یابی کا ذریعہ بن جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہِ خلیلِ آزر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

رمضان کی خبر سے متعلق "حدیث" کا جائزہ

سوال: آج کل سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ایک حدیث گردش کرنے لگتی ہے کہ "جس نے سب سے پہلے کسی کو رمضان المبارک کی خبر دی تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے" کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اور اسے آگے شیئر کرنا درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کتبِ احادیث میں ایسی کوئی حدیث مذکور نہیں، یہ لوگوں کی بنائی ہوئی من گھڑت بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو آپ ﷺ نے ارشاد نہ فرمائی ہو، نہ صرف گناہ بلکہ بڑے وبال وعذاب کا سبب ہے، چناں چہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "مجھ پر جھوٹ مت بولو، کیوں کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔" (بخاری)

وجوبِ زکوۃ سے متعلق ایک اہم مسئلہ

سوال: ایک آدمی کے پاس ایک تولہ سونا ہے، جس کی موجودہ قیمت مثلاً ایک لاکھ روپے ہے، یہ آدمی روزانہ مزدوری کر کے کماتا ہے اور اسی سے اس کا گزران ہے۔ اس آدمی کے پاس گھر کے ضروری اخراجات کے علاوہ اور نقد روپیہ پیسہ نہیں ہے، جو پیسے مزدوری کر کے کماتا ہے، انھیں ضروریات میں خرچ کرتا رہتا ہے، البتہ احتیاط کے طور پر اپنے پاس کچھ رقم جیب میں ضرور رکھتا ہے، جس کی مقدار 50 اور 100 سے لے کر ہزار دو ہزار تک رہتی ہے۔ سال بھر اس کی یہی حالت ہے۔ اب اس آدمی پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں اور جو رقم اس کے پاس ہے، وہ نصاب میں شمار ہوگی کہ نہیں؟ اس کا نصاب سونے والا (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوگا یا ان پیسوں کی وجہ سے چاندی والا (ساڑھے باون تولہ چاندی)؟ زکوۃ واجب ہونے کی صورت میں بعض اوقات اس کو سونا بھی بیچنا پڑتا ہے۔ مثلاً: سال کے اختتام پر صرف 100 روپیہ اس کی جیب میں پڑے ہوئے ہیں اور زکوۃ اس پر ڈھائی ہزار واجب ہے تو کیا اس پر سونا بیچ کر زکوۃ دینا واجب ہے؟

اسی طرح ایک عورت ہے، جس کے پاس دو تولے سونا ہے، تاہم اس کو جیب خرچ کے واسطے بھی 1000 یا 2000 ملتے ہیں۔ وہ ان پیسوں کو اپنی ضروریات میں خرچ کرتی رہتی ہے، پیسے کبھی کم ہوتے ہیں، کبھی زیادہ، سال بھر اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اب اس عورت پر زکوۃ دینا واجب ہے یا نہیں؟ اگر یہ عورت زکوۃ دے اور اس کے پاس سونے کے علاوہ نقدی کچھ نہ بچے تو وہ مستحقِ زکوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جس شخص کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ سے کم سونا ہو اور اس کے پاس کچھ نقدی بھی آجائے اور دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے اور زکوۃ کے قمری سال کے پہلے دن اور آخری دن وہ دونوں چیزیں اس شخص کی ملکیت میں موجود ہوں تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

1 2 صورتِ مسئولہ میں مذکورہ رقم بھی نصاب میں شمار ہوگی اور دونوں کو ملا کر چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا اگر ایک تولہ سونا اور مذکورہ نقدی، دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے اور سال کے اول وآخر مذکورہ چیزیں اس کی ملکیت میں موجود ہوں تو اس شخص پر زکوۃ واجب ہے۔

3 مذکورہ صورت میں اگر اس شخص کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نقد رقم میسر نہ ہو، تب بھی اس پر زکوۃ دینا لازم ہے، چاہے سونا بیچنا پڑے یا کسی سے قرض لینا پڑے۔

4 صورتِ مسئولہ میں اگر زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مذکورہ عورت کے پاس نقدی کچھ بھی نہ بچے، صرف مذکورہ ایک تولہ سونا بچ جائے اور اس کے پاس چاندی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد سامان اتنا نہ ہو کہ اگر مذکورہ چیزوں (چاندی، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان) کو ایک تولہ سونا کے ساتھ ملا دیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو یہ عورت مستحقِ زکوۃ ہیں، اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اس پر زکوۃ بھی واجب نہ ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ جو رقم سال کے دوران خرچ ہو جائے یا خرچ تو نہ ہو، البتہ اس رقم کے بقدر اس پر قرضہ کی ادائیگی واجب ہو تو اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں، لیکن اس کے علاوہ جو رقم باقی بچے اور نصاب کے برابر ہو تو اختتامِ سال پر مذکورہ رقم پہ زکوۃ واجب ہے، اگرچہ اس کی نیت وہ رقم اپنے نفقہ میں خرچ کرنے کی ہو یا قرضہ کے علاوہ کوئی اور ضرورت پوری کرنے کی ہو۔

اعتکاف سے متعلق اہم مسائل

سوال: اعتکاف کیوں کرتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر مسلمان کو اس سنت کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے، مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور کریم آقا کے دروازے پر سوالی بن کر بیٹھ

جانا بہت ہی بڑی سعادت ہے ! یہاں اعتکاف کے چند اہم مسائل درج کیے جاتے ہیں :

1 رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنتِ کفایہ ہے، اگر محلے کے کچھ لوگ اس سنت کو ادا کریں تو مسجد کا حق جو اہلِ محلّہ پر لازم ہے، ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مسجد خالی رہی اور کوئی شخص بھی اعتکاف میں نہ بیٹھا تو سب محلے والے لائقِ عتاب ہوں گے اور مسجد کے اعتکاف سے رہنے کا وبال پورے محلے پر پڑے گا۔

2 جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو، اس میں اعتکاف کرنا چاہیے، اور اگر مسجد ایسی ہو جس میں پنج وقتہ نماز باجماعت نہ ہوتی ہو، اس میں باجماعت نماز کا انتظام کرنا اہلِ محلّہ پر لازم ہے۔

3 عورت اپنے گھر میں ایک جگہ نماز کے لیے مقرر کر کے وہاں اعتکاف کرے، اس کو مسجد میں اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

4 اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف، ذکر و تسبیح، دینی علم سیکھنا اور سکھانا، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین کے حالات پڑھنا سننا اپنا معمول رکھے اور بے ضرورت بات کرنے سے احتراز کرے۔

5 اعتکاف میں بلاضرورت اعتکاف کی جگہ سے نکلنا جائز نہیں، ورنہ اعتکاف باقی نہیں رہے گا۔ (واضح رہے کہ اعتکاف کی جگہ سے مراد وہ پوری مسجد ہے جس میں اعتکاف کیا جائے، خاص وہ جگہ مراد نہیں جو مسجد میں اعتکاف کے لیے مخصوص کرلی جاتی ہے)

6 بشری تقاضوں اور فرض غسل کے لیے باہر جانا جائز ہے، اسی طرح اگر گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانا کھانے کے لیے گھر جانا بھی درست ہے۔

7 اگر بھولے سے اپنی اعتکاف کی مسجد سے نکل گیا تب بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

8 اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کاموں میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً: بے ضرورت خرید و فروخت کرنا، ہاں اگر کوئی غریب آدمی ہے کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، وہ اعتکاف میں بھی خرید و فروخت کر سکتا ہے، مگر خرید و فروخت کا سامان مسجد میں لانا جائز نہیں۔

9 حالتِ اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا درست نہیں، ہاں اگر ذکر و تلاوت وغیرہ کرتے کرتے تھک جائے تو آرام کی نیت سے خاموش بیٹھنا صحیح ہے۔

بعض لوگ اعتکاف کی حالت میں بالکل ہی کلام نہیں کرتے، بلکہ سر منہ لپیٹ لیتے ہیں اور اس چپ رہنے کو عبادت سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، اچھی باتیں کرنے کی اجازت ہے، ہاں! بری باتیں زبان سے نہ نکالے، اسی طرح فضول اور بے ضرورت باتیں نہ کرے، بلکہ ذکر و عبادت اور تلاوت و تسبیح میں اپنا وقت گزارے، خلاصہ یہ کہ محض چپ رہنا کوئی عبادت نہیں۔

10 رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف سنت ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے، کیوں کہ بیسویں تاریخ کا سورج غروب ہوتے ہی آخری عشرہ شروع ہو جاتا ہے، پس اگر سورج غروب ہونے کے بعد چند لمحے بھی اعتکاف کی نیت کے بغیر گزر گئے تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا۔

11 اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے، پس اگر خدانخواستہ کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو اعتکافِ مسنون بھی جاتا رہا۔

12 معتکف کو کسی کی بیمارپُرسی کی نیت سے مسجد سے نکلنا درست نہیں، ہاں اگر طبعی ضرورت کے لیے باہر گیا تھا اور چلتے چلتے بیمارپُرسی بھی کرلی تو صحیح ہے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔

13 رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف تو مسنون ہے، ویسے مستحب یہ ہے کہ جب بھی آدمی مسجد میں جائے تو جتنی دیر مسجد میں رہنا ہو، اعتکاف کی نیت کرلے۔

اعتکافِ مسنون میں غسل جمعہ وغیرہ کے لیے مسجد سے باہر نکلنا

سوال: دورانِ اعتکاف ٹھنڈک حاصل کرنے یا جمعہ کا غسلِ مسنون کے لیے مسجد سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، خواہ غسل کے لیے گھر جانا ہو یا مسجد کے ملحق غسل خانے میں! لہٰذا اگر معتکف کو غسل مسنون کرنا ہی ہو تو اس کی جائز صورت یہی ہے کہ وہ مسجد کے اندر ٹب رکھ کر اس میں غسل کریں یا مسجد کے کنارے اس طرح بیٹھیں کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے

کمی بیشی کے ساتھ پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لینا کیسا ہے؟

سوال: مفتی صاحب! عید کے موقع پر لوگ پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹوں کی گڈی لیتے ہیں اور نئے نوٹ دینے والا مثلاً 1000 روپے کی گڈی پر کچھ اضافی رقم 200 یا 300 روپے لیتا ہے، مجھے یہ بتادیں کہ یہ اضافی رقم لینا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جب نوٹوں کا تبادلہ کرنا ہو اور ایک ہی ملک کی کرنسی ہو تو اس میں برابری ضروری ہے، جب کہ کمی یا زیادتی سود میں شمار ہوگی، چاہے نوٹ نئے ہوں یا پرانے ہوں، لہٰذا 1000 روپے کے نوٹوں کی گڈی پر 200 یا 300 روپے اضافی رقم لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

تجارتی مال میں تجارت کی نیت ختم کرلی تو زکوٰۃ کا حکم

سوال: میں نے خام مال اس نیت سے خریدا تھا کہ اس سے اشیا تیار کر کے تجارت کروں گی، پھر ایک سال ایسا ہی گزرا کہ نیت رہی اور میں نے اس کی زکوۃ نکال دی، پھر اس کے بعد اب اس سے تجارت کی نیت باقی نہیں رہی تو کیا اب زکوۃ اس مال پر نکالی جائے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ خام مال میں تجارت کی نیت ختم کرلی (خواہ ذاتی استعمال کا ارادہ ہو یا کسی اور مقصد میں صرف کرنا ہو) تو اب اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

قیدیوں (Captives) کی رہائی کے لیے زکاۃ کی رقم دینا

سوال: آج کل بہت سی مسلم تنظیمیں مسلم (Muslim organisation) بچوں کی رہائی کے لیے سرگرم رہتی ہیں، اگر مسلمان قیدی غریب ہے، رہائی حاصل کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں، تو ان مسلم تنظیموں کا ان مسلمان قیدیوں کو زکوۃ کی رقم دے دینا تاکہ وہ اس سے رہائی حاصل کر سکیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جی، جائز و درست ہے اور اگر مسلمان قیدی ایسے قید خانہ میں ہے کہ وہاں قیدی سے ڈائریکٹ رابطہ کرنا مشکل ہے اور باہر کے لوگ اس کو پیسے دے کر چھڑا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ تملیک کروا کر دیں، تاکہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور قیدی بھی رہائی حاصل کرلے، شرعاً یہ جائز ہے۔

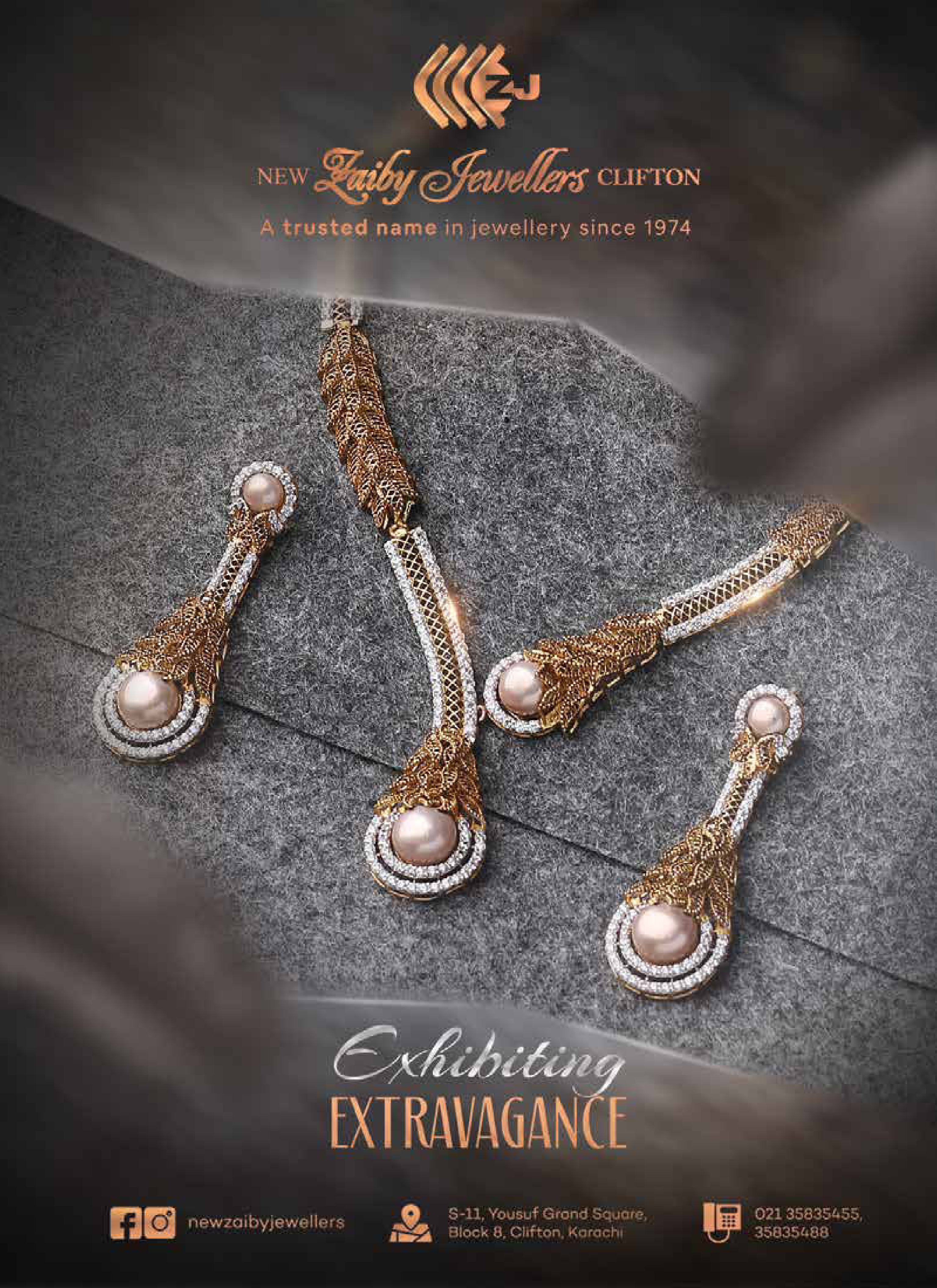
NEW Zaiby Jewellers CLIFTON
A trusted name in jewellery since 1974
Exhibiting
EXTRAVAGANCE
newzaibyjewellers
S-11, Yousuf Grand Square,
Block 8, Clifton, Karachi
021 35835455,
35835488

رمضان کے تقاضے

ام محمد مصطفی

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان پر شکر تو کجا ان نعمتوں کا شمار ہی ناممکن ہے۔ انہی نعمتوں میں سے ایک نعمتِ عظمیٰ رمضان کا مبارک مہینا ہے۔

حدیث کا مفہوم ہے: ”ماہِ صیام کے سایہ فگن ہوتے ہی حوریں آواز دیتی ہیں کہ ”کون ہے؟ جو اللہ سے ہماری درخواست کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا نکاح اس روزہ دار سے کروادے، پھر وہ رضوان الجنہ سے دریافت کرتی ہیں کہ یہ کون سی رات ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے کہ اس مہینا میں امتِ محمدیہ ﷺ کے روزے داروں کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

اُمتِ مسلمہ کے دلوں میں رمضان کا مہینا آتے ہی نیکیوں کی کھیتیاں لہلہا اُٹھتی ہیں اور برائیوں کے پودے خشک ہونے لگتے ہیں۔ گویا عبادتوں کا موسمِ بہار آ جاتا ہے اور مسلم معاشرے میں ایک نئی زندگی دوڑ جاتی ہے، جو رحمتوں اور برکتوں سے لبریز ہوتی ہے، اس لیے ہم سب اس ماہِ مبارک کا نہایت شرح صدر کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس لیے کہ یہی مہینہ ہے جو ایمان و عمل میں جِلا بخشتا ہے۔ اخلاقِ الٰہیہ کا خوگر بناتا ہے، صبر و اخلاق اور روحانی طاقتوں میں اضافہ کرتا ہے۔

رمضان کا مبارک مہینا اللہ نے ہم سب کو عطا کیا ہے، تاکہ بندے اس کے ہر ہر لمحے سے اپنے آپ کو فیض یاب کریں اور اس کی رحمتوں، برکتوں اور نجات و مغفرت جیسے انعامِ الٰہی سے اپنے دامن کو بھر لیں۔ اس ماہ میں ہر نیک عمل کا بدلہ ایک سے ستّر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ بس اس کو حاصل کرنے والے تھوڑے ہیں۔

ایک طرف یہ ماہ انفرادی سطح پر خصوصی نیکیوں کی اُجرت کمانے کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف اسی ماہِ مبارک میں ربّ کریم حقوق العباد کی ادائیگی کے بھی بڑے مواقع اور اجر عطا کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں اس ماہ کو انسانی ہمدردی اور مروت کا مہینا کہا جائے تو غلط نا ہوگا۔

گویا اس ماہ میں تمام مؤمنوں پر دوگنی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور دیگر عطیات کے ساتھ بطورِ خاص انسانی ہمدردی اور مروت کا خوب خوب مظاہرہ کیا جانا چاہیے اور جو بھی ہماری مروت و ہمدردی کے حق دار ہیں، ان سے صرف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر مدد کر کے ہمدردی کا ثبوت دیں اور ایمانی تقاضوں کو پورا کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ ”جو شخص خود تو شکم سیر ہو کر کھائے، لیکن اس کا پڑوسی بھوکا رہے تو ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ اسی طرح کوئی روزہ دار خود تو سحری و افطار میں بہترین لذیذ چیزیں اور طرح طرح کے شربت پیے، لیکن اس کے پڑوسی کو معمولی غذا بھی پیٹ بھر نہ ملے تو کوئی بعید نہیں کہ ایسا شخص جہنم کا شکار ہو جائے۔

ہمارا معاملہ بالکل الگ ہے۔ ہم اپنے برابر والے درجے کے لوگوں کو تحفہ تحائف، افطار وغیرہ بھیجتے، لین دین کرتے ہیں، لیکن ایک غریب محتاج پڑوسی و رشتے دار سے لین دین نہیں کرتے جو سفید پوش ہے، صحیح طرح سے سحری و افطار کا انتظام نہیں کر سکتا ہے۔ ہم بھولے سے بھی کبھی اس کو افطار یا سحری کا تحفہ نہیں بھیجتے۔ یہ ایک ایسا ماحول بن گیا ہے، جسے ہمیں درست کرنا ہے، تاکہ ہماری اولاد بھی اس غلط طریقے سے اجتناب کرے۔

اصلاحِ حال کے معاملے میں عام طور پر ایک اور کوتاہی بھی عام ہے، وہ یہ کہ جب بھی انسان پر نیکی کے جذبات چھانے اور نیکیاں کرنے کا داعیہ اُبھرتا ہے تو ادھر نگاہ نہیں جاتی کہ وہ کن کن بڑے اور چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہے، بلکہ اس کا ذہن کچھ نوافل و اذکار اور صدقات و خیرات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور آدمی یہ سب کر کے اطمینان محسوس کرتا ہے کہ اس نے دین دارانہ زندگی اپنا لی ہے اور فرماں بردار بندوں میں شامل ہو گیا ہے، حالاں کہ اذکار و نوافل اور صدقات و خیرات کا اہتمام کرنے سے پہلے سوچنے اور کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ کن کن گناہوں میں وہ مبتلا ہے؟ کبیرہ گناہوں سے مخلصانہ توبہ کرے اور اللہ سے پختہ عہد کرے کہ آیندہ ان گناہوں کو جانتے بوجھتے کبھی نہیں دُہرائے گا۔ صغیرہ گناہوں سے بھی توبہ کرے۔ اگرچہ صغیرہ گناہ تو اللہ تعالیٰ نیکیوں کی برکت سے معاف کر دیتا ہے، مگر کبیرہ گناہ وہ ہرگز معاف نہیں فرماتا۔ کبیرہ گناہ توبہ ہی کے ذریعے معاف ہوتے ہیں اور یہ توبہ ہی بندے کا وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ انتہائی خوش ہوتا ہے۔

اس مہینے میں گُم کردہ انسانیت کو ابدی زندگی کی سُرخروی کے لیے قرآنِ مجید جیسا نسخہ کیمیا ملا، یہی قرآن اور رمضان ہمیں اسلام کے زرّیں کارناموں کو یاد دلاتا ہے اور یہی خیر و شر میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس مہینے کی آمد کے ساتھ ہی جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے فرزندانِ اسلام کے اندر ایک نئے جوش و ولولہ کا حسین منظر دیکھنے کو ملتا ہے اور رمضان شروع ہوتے ہی چہل پہل نظر آنے لگتی ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مہینا اللہ کی رحمت اور برکت سمیٹنے کا مہینا ہے۔ اس مہینے میں ہم اپنا احتساب کریں۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور اپنے روّیے کی اصلاح کریں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف ضرور راغب ہوں، لیکن حقوق العباد کی طرف بھی خاص توجہ دیں۔ روزے کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ہم بھوکے پیاسے، نمازوں اور دیگر عبادات میں مشغول رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اللہ کے بندوں کی زندگی میں آسانی پیدا کریں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رمضان کے مہینے کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ایک ماہ کے لیے اپنا رویّہ وقتی طور پر تبدیل کر لیا جائے۔ سارا مہینا نمازیں ادا کریں۔ تلاوتِ قرآنِ پاک کا اہتمام کریں، بلکہ ہمیں یہ اچھے اعمال سارا سال جاری رکھنے چاہییں۔

اے طویل عرصہ تک ہم سے جدا رہنے والے! صلح کے دن قریب آ گئے ہیں۔۔۔ اے مستقل خسارے میں پڑے انسان! نفع کمانے کے دن قریب آ گئے ہیں۔۔۔

جو اس مہینے میں بھی نفع نہ کمائے، وہ کب نفع کمائے گا۔۔۔؟

جو اس مہینے میں بھی رب کے قریب نہ ہو تو وہ دُور ہی رہے گا۔۔۔

مقبول عبادت

قرأت گلستان

گھڑی کی سوئی رات کے دو بجا رہی تھی۔ مستجاب نے کمرے میں داخل ہوتے ہی جو گھڑی پر نظر ڈالی تو جیسے اُس میں برقی رو دوڑ گئی۔ جھٹ پٹ آستین چڑھائی کمرے کا اے سی آن کیا اور ایئر فریشنر سے کمرے کو مہکا کر خود بیت الخلا کی طرف بھاگی۔

یہ ٹائم ہونے کو آیا تھا اور اُس نے ابھی تک نمازِ تراویح شروع بھی نہیں کی تھی۔ ہاں عشاء کی اذان کے ساتھ نماز پڑھ لی تھی، جس کے بھی وتر تہجد میں پڑھنے کی نیت سے چھوڑے تھے، ابھی پڑھنے باقی تھے۔

بلب کی مدہم روشنی اور کمرے میں پھیلی خوش بو اور ٹھنڈک اُسے مسرور کر رہی تھی۔ وہ فوراً سے پیشتر ”اللہ اکبر“ کہہ کر اللہ کے حضور حاضر ہو گئی۔

***

”مستجاب بیٹا سحری کا وقت ہونے والا ہے۔“ ساس امی دروازہ آہستہ آہستہ بجا رہی تھیں۔

”جی جی امی، آ رہی ہوں۔“ دو رکعت تراویح باقی تھی، اُس نے دو مختصر سورتیں پڑھ کر تراویح مکمل کی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

”بیٹوں کو کیا حافظِ قرآن بنانا؟ رمضان جیسے مبارک مہینے میں تو وقت اور فرصت نہیں ملتی۔ پکانا، کھلانا، دھلانا، منگانا ذہن میں تو بس یہی فکریں چلتی رہتی ہیں۔ قرآنِ پاک کو کہاں وقت دے پائے ہیں ہم جیسے حافظ قرآن؟“ مستجاب نے یاسیت سے سوچا اور سحری بنانے لگی۔

***

”امی کہاں ہم چار لوگ تھے گھر میں اور یہاں اتنے سارے لوگ؟“ مستجاب نے شکوہ کن انداز میں اپنی امی سے کہا۔

”رمضان میں چوں کہ کام زیادہ ہوتا ہے تو ان کے سارے کزن بھی آ جاتے ہیں۔ ان کا سحر و افطار گھر سے جاتا ہے، کام کرنے والے صرف ہم دو، امی اور میں اور کھانے والے اتنے سارے۔۔۔ ابو نے چار اپنے بھتیجے اور تین بھانجے بلائے ہوئے ہیں، پھر ہم خود اتنے لوگ!!“

”بیٹا، ماشاء اللہ کہو! اللہ کھانے والوں میں اور کھلانے والوں کے مال میں برکت رکھے۔ آمین! کام کا کیا ہے، ہو ہی جاتا ہے، خیر سے ایک ہفتہ گزر گیا۔ اب عشرہ اور پھر رمضان بھی گزر جائے گا۔ بس نیت اچھی رکھی تو اجر بھی دُگنا ملے گا۔ نیت تھوڑی سی بھی خراب ہوئی تو ساری مشقّت ضایع۔۔۔“ امی نے کہا تو مستجاب سوچ میں پڑ گئی۔

”وہ بات نہیں ہے امی! دس کی جگہ سو لوگ کھائیں، وہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے عبادت کے لیے، تلاوت کے لیے وقت نہیں ملتا۔ یہ قیمتی لمحات کاموں میں ضایع ہو رہے ہیں۔ اس بات کا افسوس ہے۔ ابھی تک ایک بھی قرآن پاک مکمل نہیں ہوا۔“ مستجاب نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔

”عبادت صرف بدنی ہی تو نہیں ہوتی۔ کام کرتے ہوئے تلاوت کرتی رہا کرو، ماشاء اللہ حافظہ ہو، پھر ذکر، استغفار، درود پاک کی کثرت اور سب سے بڑھ کر پیاری عبادت ”دُعا“ بھی تو ہے۔ اللہ سے ہر ہر لمحہ مانگو اور خوب مانگو! یہ رمضان مصروفیت والا ہے۔ اگلا رمضان اللہ عافیت والی فرصت والا نصیب فرما دے، اس رب کے لیے کیا مشکل ہے؟ مانگو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کام کرتے دُعا مانگو۔ اسے تو ویسے بھی مانگنے والے بندے پسند ہیں۔“ امی نے کہا تو وہ پُر سوچ انداز میں اثبات میں گردن ہلانے لگی۔

***

پھر واقعی بقیہ پورا رمضان مستجاب نے خوب دعائیں مانگی تھیں اور یہ تو دعا کثرت سے مانگتی تھی کہ اگلا رمضان خیر و عافیت کی فرصت والا نصیب فرمانا کہ میں تسلی سے بیٹھ کر تلاوت کر سکوں۔ ایک کے بعد ایک دن گزر رہا تھا، وہ اپنے شوہر کی مصروفیت دیکھتی تو ان کے لیے بھی اللہ سے خیر و عافیت ہی طلب کرتی کہ مرد کی مشقّت عورت سے زیادہ ہی ہے۔

وہ بڑے بیٹے تھے، پورے کارخانے کا انتظام انہی کو دیکھنا ہوتا تھا، گھر کے اتنے نوجوانوں کے ساتھ کتنے ہی ملازم لڑکے بھی سلائی مشینوں پر لگے ہوئے تھے۔ جتنے آرڈر لے چکے تھے، وہ تو سب مکمل کرنے ہی تھے اور مکمل کروانے کی ذمے داری کامل کی ہی تھی۔ مستجاب خوب دعائیں مانگتی۔ اس رمضان جو عبادت مستجاب نے سب سے زیادہ کی تھی وہ ”دعا“ ہی تھی۔

***

عید کے بعد سُسر ابو نے سب کو بہت زبردست دعوت دی تھی، کیوں کہ اس بار کام پہلے کی نسبت زیادہ ہوا تھا، جس کی وجہ سے نفع بھی زیادہ ہوا تھا۔ سب بھانجے بھتیجے اپنے اپنے لفافے لے کر خوشی خوشی واپس لوٹے تھے۔ اپنے بیٹوں کو کام کی مزدوری دینے کے بعد خرچی بھی دی تھی اور سب سے آخری لفافہ امی اور مستجاب کا تھا، جن کے تعاون کے بغیر باہر کا کام اتنے احسن طریقے سے ہرگز انجام نہیں پا سکتا تھا۔

مستجاب کو لگا آج اُس کی ساری تھکن اتر گئی۔ وہ مسکرا کر ابو کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گئی۔

***

یہ پھر چھ ماہ بعد کی بات ہے۔ ایک رات وہ کچن صاف کر کے ابھی اپنے کمرے میں گئی ہی تھی کہ اُس کا فون بجنے لگا۔

”مستجاب نیچے آؤ، ابو بلا رہے ہیں۔“ کامل نے ایک جملہ کہہ کر فون کاٹ دیا تھا۔

”الٰہی خیر!“ کہتے ہوئے وہ فوراً نیچے گئی۔

کمرے میں امی ابو اور کامل موجود تھے، لیکن تینوں سوچ میں ڈوبے ہوئے خاموش تھے۔ مستجاب نے ایک نظر سب کو دیکھا اور خود بھی خاموشی سے امی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

”بیٹا! ہمارا عمرے پر جانے کا ارادہ بن رہا ہے، میں تمہاری امی اور کامل۔۔۔ گھر میں بچوں کے ساتھ یوں اکیلے چھوڑنا تمہیں کچھ مناسب تو نہیں لگ رہا،

بقیہ صفحہ نمبر 34 پر

مَعرِضُ السّلام

اہلیہ محمد بلال

گزشتہ دنوں ایک معروف تعلیمی ادارے روضۃ السلام میں نمائش کا انعقاد کیا گیا، ادارے کی جانب سے مدعو کیے جانے پر وہاں جانے کا حسین اتفاق ہوا۔

روضۃ السلام ایک دینی تعلیمی ادارہ ہے، عربی میڈیم ہونے کی بنا پر یہ ادارہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ ہے، جہاں طالبات کو عربی انگریزی اور اردو زبان میں دینی و دنیاوی علوم و فنون سے آراستہ کیا جاتا ہے۔

آیئے! آپ کو روضۃ السلام کی اس عظیم تفریحی تقریب کا احوال بتاتے ہیں۔

عربی کی مناسبت سے اس نمائش کو مَعرِضُ السّلام کا نام دیا گیا، مَعرِض کو کام یاب، یادگار اور شاندار بنانے کے لیے نومبر کے وَسط سے ہی معلّمات و طالبات کی مدد سے تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ ہمارا ماننا ہے کہ ”ہم نصابی سرگرمیاں طلبا کی شخصیت کی نشو و نما اور ذہنی تناؤ کو کم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔“

یہ دن روضۃ السّلام کی طالبات کے لیے مسکراہٹوں اور مَسرّتوں کی نوید لایا تھا، جس میں انھوں نے اپنی زبردست کوششوں اور تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ معلّمات اور طالبات نے انتھک محنت سے پروجیکٹ تیار کیے، جو کہ طالبات کی فنکارانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

مَعرِض میں طالبات نے موسمیات و ثقافت (کلچر) سے لے کر سیرت اور سائنس کے شعبوں کے متعلّق دل چسپ اور متنوّع موضوعات پر ماڈل تیار کیے اور تجربات دِکھائے۔ ہر پروجیکٹ کے ساتھ اس کو ترتیب دینے والی طالبات موجود تھیں، جو اپنے فن پارے اور پروجیکٹ کا تعارف اور توضیح عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں پیش کر رہی تھیں، ان زبانوں کو بولنا اور اپنا مدّعا بیان کرنا چھوٹی چھوٹی طالبات کی ذہانت کی دلیل تھی۔

جیسے ہی ہم روضۃ السّلام میں داخل ہوئے تو ایک خوش گوار حیرت ہماری منتظر تھی، چار موسموں کے دل کش اور پیچیدہ تفصیلات دِکھائی اور بتائی جا رہی تھیں، ان مخصوص موسموں میں مختلف ذرائع، رنگ، درجۂ حرارت اور خوراک کے استعمال میں فطرت کی حقیقی معنویت پیدا کی۔

کچھ آگے بڑھے تو سیرت النبی ﷺ کی نمائش نے روحانیت کو خوب صورتی سے بیدار کیا اور آپ ﷺ کی زندگی پر روشنی ڈالی، آپ ﷺ کی جائے پیدائش، واقعہ فیل، غارِ ثور، غارِ حرا ہر چیز کو عمدگی سے دِکھایا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مکّہ کی زندگی، پھر ہجرت اور مدینہ کی زندگی، جہادی زندگی ہر شعبے کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا تھا۔

اسی طرح سائنس میں انتہائی مہارت سے مختلف تجربات کر کے دِکھائے جا رہے تھے، طالبات نے انسانی آنکھ، پٹھے، بازوؤں اور ہڈیوں، کرونا وائرس سے متاثرہ پھیپھڑوں، نظامِ انہضام، ہائیڈرولک کرین، واٹر پمپ آتش فشاں اور ہاتھی ٹوتھ پیسٹ کے کام کرتے ماڈل بنا کر تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

دن اور رات چاند کے مراحل اور گلیکسی کا خوب صورت منظر لوگوں کے لیے خصوصی توجّہ کا مرکز بنے رہے۔ دنیا کے سب سے بڑے پھول لاش کی نمائش بھی توجّہ کا مرکز رہی، ان تمام مظاہروں نے ہمیں سائنس کے بارے میں بہترین علم اور بصیرت سے روشناس کروایا۔

طالبات کی بہترین کاوشوں کو دیکھ کر بے ساختہ یہ شعر زباں پر آیا

نامی کوئی بغیر مشقّت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا، تب نگیں ہوا

مَعرِض میں پاکستانی ثقافت کے مختلف رنگوں کو انتہائی خوب صورتی سے پیش کیا گیا، ثقافتی رنگوں کو مختلف زاویوں سے اُجاگر کر کے ننّھے طلبہ و طالبات نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔

ایک کونے میں آرٹ اور کرافٹ احتیاط اور پیار سے بغیر کسی جھول کے پیش کیا گیا تھا، جس میں ہاتھوں سے

بنائے گئے مختلف نمونوں کو دیکھ کر حیرت ہوئی۔

کھیلوں کے حصّے نے حاضرین کی دل چسپی میں اہم کردار ادا کیا، ان کھیلوں میں بچوں کی ذہانت، تجزیاتی مہارت اور صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کی عمدہ کوشش کی گئی تھی، کھیلوں سے ڈھیروں تحائف جیت کر بچے اور بڑے مزید پُرجوش ہو رہے تھے۔

درسِ نظامی کی طالبات نے بھی تقریب کو کام یاب بنانے کے لیے غیر معمولی کوششیں کی، جو قابلِ قدر ہیں۔ فوڈ فیسٹیول بھی کافی دل چسپ رہا، جہاں کھانے کی انواع واقسام اور ہمارا استقبال کے ساتھ ہم سب کے اندر کھانے کے شوق کو ابھارا جا رہا تھا۔

اتنے خوب صورت اور تربیتی پروگرام پر اکثر حاضر والدات اور خواتین نیک خواہشات کا اظہار کرتی نظر آئیں، بلکہ اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ مستقبل میں ایسے سلسلے گاہے بگاہے ہونے چاہییں۔

سب سے بڑھ کر ادارے کے روحِ رواں مولانا عبدالستار حفظہُ اللہ کے معرض کے متعلّق تہنیتی پیغامات نے طالبات اور اساتذہ کا سیروں خون بڑھا دیا اور وہ ان پیغامات کے پیشِ نظر خود میں آگے کے لیے مزید جوش وخروش محسوس کرتی نظر آئیں۔

بلاشبہ یہ تقریب مَعرَضُ السَّلام ادارے روضۃ السّلام کی بہترین اور یادگار تقریب تھی اور معیاری وقت گزارنے کا بہترین ذریعہ تھی۔ مستقبل میں اس طرح کے مزید بامعنی پروگرام دیکھنے کی خواہش یقیناً جلد بار آور ہو گی۔ ان شاءاللہ!!

بقیہ

مقبول عبادت

لیکن وہ سب تمہارے چھوٹے بھائی ہیں اور تمہاری امی کے گھر بھیج دیں تو یہ بھی اچھا نہیں لگتا۔ اب سمجھ نہیں آرہا کیا کریں؟" ابو نے بات مکمل کر کے اُسے دیکھا۔

"مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔" مستجاب نے بے ساختہ کہا۔ ابو نے حیرت سے اُسے دیکھا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ کامل اور امی اسے غور سے دیکھ رہے تھے اور وہ ابو کو دیکھ رہی تھی، جو ابھی تک ہنس رہے تھے۔

"میں تو سمجھتا تھا تمہاری بیوی بھولی بھالی ہے، یہ تو بہت چالاک ہے۔" ابو نے کامل سے کہا تھا، کامل مسکرانے لگا۔

"پتا ہے اس آدمی نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟" امی نے ہنستے ہنستے کہا۔

مستجاب نے نفی میں گردن ہلادی۔

"کہہ رہے تھے کہ پردے والی بچی ہے، جوان بچوں کے ساتھ تنہا نہیں چھوڑ سکتے اور ہمارا یہ کہنا مناسب نہیں کہ اپنی امی کے گھر رہ لینا۔ مستجاب کے سامنے ساری بات رکھیں گے تو وہ خود ہی کہہ دے گی کہ مجھے میری امی کے گھر بھیج دیں۔ یوں سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی، لیکن تمہارا جواب سن کر تو اندازہ ہوا کہ سیر کو سوا سیر ٹکرایا ہے۔" امی کی بات پر کامل اور مستجاب مسکرانے لگے اور ابو نے کہہ دیا کہ "کامل کل اپنی بیوی کو بھی پاسپورٹ بنوانے کے لیے لے جاؤ۔" مستجاب کی خوشی اور حیرت قابلِ دید تھی۔

◆

بیرونِ ملک کا پہلا سفر تھا۔ بے شک بیٹا ساتھ تھا، پھر بھی ابو فکر مند تھے۔ انھوں نے اپنے دوست حاجی ایوب سے ذکر کیا جو ہر سال ہی عمرے پر جایا کرتے تھے تو انھوں نے جھٹ سے کہہ دیا۔

"ماشاء اللہ! بڑا نیک ارادہ ہے اور فکر کیسی؟ وہاں جا کر تو کسی کو بھی اجنبیت اور نئے پن کا احساس نہیں ہوتا، ہر پہلی بار جانے والے بھی یوں رہتے اور گھومتے ہیں، جیسے وہیں کے ہوں، پھر بھی اگر تمہیں کوئی فکر ہے تو دو ماہ رک جاؤ، ہمارے ساتھ چلنا۔" حاجی ایوب کی بات سن کر ابو سوچ میں پڑ گئے۔

"ہمارا شعبان میں جانے کا ارادہ ہے کہ شروع کا ایک عشرہ رمضان مبارک کا بھی وہاں گزار لیں، رمضان کی رونقیں اور وہاں کی عبادتوں کی لذّت کے تو کیا ہی کہنے، جو ایک بار وہاں رمضان گزار لیں تو پھر دعا یہی کرتے ہیں کہ زندگی کے بقیہ سارے رمضان حرم کے ہی نصیب کر۔"

حاجی ایوب کی باتوں نے ابو کے دل میں خواہش جگادی تھی۔ ایک تو خیال یہی تھا کہ ایوب بڑے واقف ہیں، ساتھ جانے سے سہولت ہو گی، دوسرا یہ کہ چند دن رمضان کے حرم میں مل جائیں گے۔ حاجی ایوب حرم میں گزرے گزشتہ رمضان المبارک کی باتیں کر رہے تھے اور ابو بہت کچھ سوچ رہے تھے۔

◆

رمضان المبارک کے پہلے روزے کی سحری کا وقت تھا۔ قرآنِ پاک مستجاب کے ہاتھ میں تھا اور خانہ کعبہ نظروں کے سامنے! وہ عورتوں کے لیے مختص کی گئی جگہ پر امی کے ساتھ بیٹھی تھی اور دونوں کے سامنے کھانے پینے کی چیزوں کے ڈھیر لگ رہے تھے۔

آنکھوں میں پانی اتنی تیزی سے اُتر رہا تھا کہ قرآنِ پاک کے الفاظ گڈمڈ ہو رہے تھے۔ اُس نے دھیرے سے قرآنِ پاک بند کیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے تھے، الفاظ نے جیسے ساتھ چھوڑ دیا تھا، بس دل اپنی کہانیاں سنا رہا تھا۔

مستجاب کو لگتا کہ اب اتنے کرم اور فضل کے بعد تو کچھ مانگنا رہتا ہی نہیں، بس شکر ہی ادا کرتی رہے۔ آنکھوں سے بھی، دل سے بھی اور لفظوں سے بھی۔۔۔ پھر خیال آتا کہ جس رب نے میری مانگی گئی دعاؤں کو اتنی محبت سے قبول کیا کہ ناممکن کو ممکن بنادیا، اُس سے بھلا کیوں نہ مانگو، سب کے لیے مانگوں، سب کچھ مانگوں اور قبولیت کی صورت میں رب کی محبت کا اعتراف کرتی رہوں۔

اسے اپنے آپ پر رشک آتا تھا، جس نے اُس کی عبادت کو قبول کر کے اُس کی جھولی بھر دی تھی۔ آج فرصت والی رمضان کی عبادتیں وہ بھی حرم شریف میں نصیب تھیں۔ یہ کیسی بخت آوری تھی۔

"اے اللہ! میں نے فرصت والی عبادتیں مانگی تھیں، لیکن دعا جیسی عبادت میں وہ لذّت آئی ہے اور ایسا دامن بھرا ہے کہ اب دل چاہتا ہے کہ یہ منظر اور یہ ماحول ختم نہ ہو کہ میرے اٹھے ہوئے ہاتھ ہوں، نظروں کے سامنے خانہ کعبہ ہو۔ میں مانگتی جاؤں اور ملتا جائے۔" الحمدللہ، ثم الحمدللہ!!

کعبے کی رونق، کعبے کا منظر

اللہ اکبر، اللہ اکبر

جُنید امین

جُنید امین

Your Trusted Friend in Real Estate

Sale - Purchase - Rent

22-C, Khyaban e Jami near Baitussalam Masjid Phase IV, D. H. A. Karachi
02135313254 , 02135313319 , 03009213373 Email: junaidameen@live.com

اصلی کمائی

ام نسیبہ

رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا تھا۔ رحمتوں برکتوں والے ایام کا آغاز ہو چکا تھا، مگر اس کے مزاج میں عجیب سی بے کلی سی چھائی ہوئی تھی، ہر وقت دماغ بوجھل اور دل مضطرب۔۔۔ سوچوں پر طرح طرح کے خیالات و منصوبوں کے تانے بانے کا جال۔۔۔

کل بھی عاطف کے دفتر سے آنے کے بعد ان کے درمیان ہلکی پھلکی سی بحث ہو گئی تھی۔ اب تو کوئی ایسا ہفتہ نہیں گزرتا تھا کہ ان دونوں کے درمیان تکرار نہ ہو اور کبھی کبھی اس کے نتیجے میں دو چار دن آپس میں بات کیے بغیر بھی گزر جاتے تھے، جب کہ یہ وہی جوڑا تھا جو خاندان میں لیلیٰ مجنوں کے نام سے جانا جاتا تھا، شادی کو آٹھ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کے درمیان پہلے دن جیسی ذہنی ہم آہنگی و محبت مثالی تھی اور اب۔۔۔!!!

عاطف اور عنبرین مطمئن اور پُرسکون زندگی گزار رہے تھے، متوسط مگر خوشحال تھے، مگر پچھلے دو سال سے مہنگائی اور ناسازگار حالات کے باعث انھیں کافی پریشانیوں کا سامنا رہا اور اب تو حال یہ تھا کہ اخراجات سانپ کی طرح پھن پھیلائے سامنے تھے اور کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ حالات پر کیسے قابو پایا جائے۔

”عاطف۔۔۔ بس میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ آج ہی جنید بھائی سے رابطہ کریں، انھیں کافی معلومات ہے اس فیلڈ کی۔ اسماء بتا رہی تھی کہ کافی اچھی ارننگ ہو جاتی ہے۔“

عنبرین نے آج پھر عاطف کے گھر آتے ہی وہی موضوع چھیڑ دیا۔

”کر لوں گا بات، اللہ کی بندی سانس تو لینے دو۔“ عاطف نے ٹالنا چاہا۔

”بس میں کچھ نہیں جانتی، آپ کو اب اس معاملے میں بھی سوچنا چاہیے، فقط اس نوکری سے ہمارے اخراجات پورے نہیں ہو سکتے۔“ عنبرین نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

”تمھیں یہ اچانک کیا ہو گیا ہے عنبرین، مانا کہ حالات پہلے جیسے نہیں، مگر اب اتنے بُرے بھی نہیں ہو گئے، جیسے تم پریشان ہو رہی ہو۔ اللہ پاک بہتر کریں گے، ان شاء اللہ!“ عاطف نے تسلی دینا چاہی۔

”مگر سب کچھ تو آپ کے سامنے ہے عاطف۔۔۔ اگر آپ کے کچھ ہاتھ پیر مار لینے سے ہمیں کچھ سہولت ہو جائے گی تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے؟“ عنبرین کی سوئی ایک ہی بات پر اٹک گئی تھی۔

”اچھا بھئی۔۔ میں بات کرتا ہوں۔“ عاطف نے عنبرین کی ضد کے آگے آج ہتھیار ڈال ہی دیے۔

اسماء عنبرین کی اسکول کے زمانے کی سہیلی تھی، اس کا شوہر جنید انٹرنیٹ کی کافی سوجھ بوجھ رکھتا تھا اور اسماء کے ذریعے عنبرین کو پتا چلتا رہتا تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی انٹرنیٹ سے کیسے کما رہے ہیں۔ عنبرین کو اپنے گھریلو حالات میں کچھ تنگی محسوس ہوئی تو اس نے اس بات کا ذکر اسماء سے کیا اور اسماء نے اسے مشورہ دیا کہ عاطف بھی جنید کے ذریعے یہ کام سیکھ لے۔ کئی ماہ سے عنبرین عاطف کو اس بات پر زور دے رہی تھی کہ وہ جنید سے رابطہ کرے، مگر عاطف اپنی دفتری مصروفیات اور انٹرنیٹ میں عدم دل چسپی کے باعث پس و پیش سے کام لے رہا تھا، مگر رمضان المبارک کی آمد اور مہنگائی کے طوفان اور اخراجات کی لمبی فہرست کے باعث عنبرین نے عاطف کو مجبور کر ہی دیا۔

رمضان المبارک کا عشرۂ رحمت سایہ فگن ہو چکا تھا۔ عاطف روزانہ افطار کے بعد جنید کے پاس جا کر کام سیکھتا اور گھر آ کر عنبرین کو سکھاتا اور رات دیر تک لیپ ٹاپ پر کام کرتا۔ عنبرین دن بھر عاطف کی غیر موجودگی میں انٹرنیٹ پر کام کرتی۔ کچھ نہ کچھ آمدنی ہونے لگی تھی، عنبرین مطمئن تھی کہ عید پر اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ ہو گا۔

دن گزرتے گئے اور آخری عشرہ آن پہنچا۔ ربِّ کریم کی رحمت، مغفرت اور گناہگاروں کے لیے جہنم سے خلاصی کے ایام چل رہے تھے۔ نیکیوں کی لوٹ سیل لگی ہوئی۔ لوگ جھولی بھر بھر کما رہے تھے، کہیں ندامت کے اشک کے بدلے جنت کے پروانے مل رہے تھے تو کہیں گناہوں کے انبار نیکیوں میں بدل رہے تھے۔

عنبرین نے عشاء کی نماز جلدی سے مکمل کی، نیند کے جھونکوں کے باعث دعا بھی ٹھیک سے نہ مانگی گئی۔ کمانے کی کچھ ایسی دھن سوار ہوئی تھی کہ سحری کے بعد سے جو لیپ ٹاپ پر کام کرتی تو مستقل دو تین گھنٹے لگی رہتی، اتنے میں بچوں کو اسکول بھیجنے کا وقت ہو جاتا، اسکول بھیج کر پھر وہ اپنے کام میں لگ جاتی تو بچوں کی واپسی پر ہی اٹھتی۔ عجیب سی دوڑ لگی ہوئی تھی، اس سخت روٹین کے باعث اس کی صحت کے ساتھ ساتھ گھر کے معمول بھی متاثر ہو رہے تھے، مگر اسے جیسے کسی بات کی پروا نہ تھی، فکر تھی تو فقط یہ کہ زیادہ سے زیادہ پیسے جمع ہو جائیں۔

اس نے بے دلی سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، تھکاوٹ کے باعث اسے سونے کی جلدی تھی کہ قریبی مسجد سے اس کے کانوں میں کسی کہنے والے کی آواز گونجی۔ ”پہلی طاق رات ہے اور ہمیں محاسبے کی ضرورت ہے کہ پچھلے بیس دنوں میں ہم نے کیا کمایا۔“ دردِ دل سے کہا گیا جملہ تھا جو عنبرین کے دل کے تاروں کو چھیڑ گیا۔ اس نے اپنے خالی ہاتھوں کو تأسف سے دیکھا، دل میں جھانکا تو ویرانی کے ڈیرے نظر آئے۔ اُسے محسوس ہوا جیسے وہ دریا کے کنارے کھڑی ہو کر بھی پیاسی ہے۔ بے سکونی و پریشانی کا سِرا گویا ہاتھ لگ گیا تو دل شرمساری و ندامت کے جذبے سے ڈولنے لگا۔

”یا اللہ! یہ کیا ہو گیا ہے مجھے۔۔۔“

آنسو تواتر سے بہنے لگے۔ اس نے کَن اکھیوں سے لیپ ٹاپ پر جھکے عاطف کو دیکھا تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ وہ بھی تو اُس کی ضد کے آگے مجبور ہو گیا تھا اور ہر سال باجماعت تراویح پڑھنے والا عاطف اس سال تراویح کے ہر سجدے پر ملنے والی ڈیڑھ ہزار نیکیاں سمیٹنے سے قاصر تھا۔

ڈالر و روپے کی چمک نے سب کچھ دھندلا کر دیا تھا، مگر پشیمانی کے اشک سے دُھند چھٹنے کو تھی۔ اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ عاطف نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے پاس آیا۔ استفسار پر جیسے دل مزید پسیج گیا۔

”مجھے معاف کر دیں عاطف۔۔۔ معاش کے لیے کوشش کرنا غلط نہیں، مگر میں تو جیسے اسے ہی سب کچھ سمجھ بیٹھی تھی اور قیمتی ایام یوں گنوا رہی تھی۔۔۔!!!“

وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی۔ آنسوؤں کی صورت دل کا غبار نکل رہا تھا، عاطف نے اسے رونے دیا کہ دل ہلکا ہو جائے۔

”ابھی دیر نہیں ہوئی، آخری عشرہ ہمارا منتظر ہے کہ ہم اپنے لیے اصلی کمائی کر سکیں۔“

اس نے عاطف کا ہاتھ تھاما تو عاطف نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

رمضان بھائی کی آمد۔۔۔

بنت عبدالستار

”خیر تو ہے بیگم! آج اتنی بڑی لسٹ بنادی، کوئی مہمان آرہا ہے کیا؟“ ذوالفقار صاحب لمبی چوڑی لسٹ دیکھ کر بولے۔

لسٹ میں روح افزا، سویاں، چنے، میدہ، کیچپ، مختلف مسالا جات وغیرہ درج تھے۔

”ارے آپ کو نہیں پتا، پورے مہینے کے لیے مہمان آرہے ہیں۔“ صائمہ بیگم سموسے کی پٹیاں بناتے ہوئے بولیں۔

”پورے مہینے کے لیے؟ کون ہیں وہ مہمانِ خاص، ذرا ہمیں بھی تو پتا چلے۔۔۔“ ذوالفقار صاحب کے تجسّس میں اضافہ ہوا۔

”اوہو، رمضان آرہا ہے بھئی۔۔۔“

”کیاااا اپنا کینیڈین رمضان؟ کتنے وقت کے بعد آرہا ہے نا!“ ذوالفقار صاحب خوشی سے اُچھلے اور فوراً لسٹ لے کر دوڑنے لگے۔

”ارے نہیں، رمضان بھائی نہیں۔“

”کیاا؟ بیگم ابھی آپ نے تو کہا۔“

”ارے وہ تو میں۔۔۔“

”کیا وہ تو میں؟ رمضان نے بتانے سے منع کیا ہوگا ناں؟ کہ دس سال بعد آرہا ہے، بتانا نہیں کسی کو“ صائمہ بیگم حیرانی کے عالم میں تکتی رہ گئیں۔ ”ارے میری بات تو سنیں! میں یہ نہیں کہہ رہی۔۔۔“

”بس بیگم! اب صرف ایکسپل بن کر صفائیاں نہ دو، گھر کی صفائیاں کرو۔“ یہ کہہ کر ذوالفقار صاحب گھر سے فوراً ہی نکل گئے۔۔۔ صائمہ بیگم نے ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا۔

”ارے ظفر! السلام علیکم، کیسے ہو یار؟“

”وعلیکم السلام، زلفی! میں ٹھیک، تم سناؤ؟ آج صبح ہی کیسے فون کرلیا؟“ ظفر ذوالفقار صاحب کے چچازاد ہونے کے ساتھ ساتھ بچپن کے گہرے دوست بھی تھے۔

”ارے ظفر! بہت ہی اچھی خبر ہے میرے پاس۔۔۔ تم بھی سنو گے تو خوش ہو جاؤ گے۔“

”اچھا! بتاؤ بھی پھر، اچھی خبر؟ اب تو اچھی خبر سننے کو ہی کہاں ملتی ہے؟ آئے دن ملک کے حالات بگڑتے جارہے ہیں۔ روز کا اخبار ایک بری خبر ہی لاتا ہے۔۔۔“ ظفر صاحب جو کال سے پہلے اخبار پڑھ رہے تھے، اسی متعلق خیالات کا اظہار کرنے لگے۔

”ارے ظفر! تم اپنے اوپر سے اخبار کا نشہ کب اتارو گے؟ میں تمہیں بہت اچھی خبر دینے لگا ہوں۔“

”ہاں تو بتاؤ بھی پھر، کیوں تجسّس میں مبتلا کررہے ہو۔“

”ارے وہ رمضان آرہا ہے کینیڈا سے، اپنا بچپن کا لنگوٹیا یار، پورے ایک مہینے کے لیے۔۔۔“

”کیا واقعی؟ اپنے تایا جی کا رمضان؟“ مجھے تو بتایا نہیں اس نے۔۔۔“

”ارے ظفر! بتایا تو مجھے بھی نہیں، وہ تو بیگم کے منہ سے پھسل گیا، کیا پتا سرپرائز دینا چاہتا ہو۔ ایسا کرو تم بھی اپنی فیملی کے ساتھ آجاؤ۔“

”ہاں ضرور!!“ ذوالفقار صاحب نے اختتامی بات کرکے فون رکھا۔

”دادو آپ کو پتا ہے رمضان چاچو آرہے ہیں کینیڈا سے۔۔۔“

”اچھا؟ تجھے کس نے بتایا بھلا؟“ دادو عینک سے گھور کر دیکھنے لگیں۔

”ارے دادو! کسی کو بتایئے گا نہیں، سرپرائز ہے وہ تو میں نے ابا کو ظفر تایا سے بات کرتے ہوئے سن لیا تھا۔“

”آپ کو پتا ہے، امی اسی کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔“

”زلفی بچے! ذرا کرن کو فون ملا کر دینا۔“

”جی اماں! ملاتا ہوں۔۔۔“

”السلام علیکم، کرن بیٹی!“

”وعلیکم السلام اماں جان! کیسی ہیں؟“

”میں ٹھیک ہوں، ایک ضروری بات کے لیے فون کیا ہے۔“

”جی بولیں اماں! خیر تو ہے نا۔“

”ارے ہاں! سب خیر ہے، بس جلدی تیار ہو کر شام کو بچوں سمیت پہنچ جاؤ۔ اپنے رمضان کی فیملی آرہی ہے کینیڈا سے۔۔۔“

”اچھا اماں! یہ تو اچانک اتنی اچھی خبر دی آپ نے۔۔۔“

”اری! بتانا مت کسی کو، وہ سب کو سرپرائز دے رہا ہے۔“

”اچھا اماں! نہیں بتاتی کسی کو، چلیں ٹھیک میں آنے کی تیاری کرتی ہوں۔“ شام تک صائمہ بیگم کا گھر مہمانوں سے بھرا تھا۔۔۔ ڈرائنگ روم میں ذوالفقار صاحب ظفر اور اپنے بہنوئی کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کمرے میں دادی اماں آسمانی رنگ کا خوب صورت سوٹ زیب تن کیے ہوئے سب کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے میں مشغول تھیں۔۔۔

”بھئی اپنا رمضان تو بہت ہی فرماں بردار اور نیک بچہ ہے۔ میرا زلفی اور ظفر تو بہت خوش ہیں بھئی! کتنے وقت کے بعد دیکھیں گے رمضان کو“ میرے پاس تو گزرا ہے تینوں بچوں کا بچپن، بالکل سگے بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔ اسکول بھی ساتھ ہی آتے جاتے تھے۔ صائمہ بیگم جو کب سے حیران و پریشان تھیں، اب صورت حال سمجھنے لگیں۔ اچانک ہی ان کی مسکراہٹ زوردار قہقہے میں بدلی، کمرے میں سنّاٹا چھا گیا۔ اب کمرے میں صرف صائمہ بیگم کے قہقہے گونج رہے تھے۔

”اری بہو! خیر تو ہے، ہنسے جارہی ہو، میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا۔“

”ارے اماں! برا نہ منائیں، میں آپ کو بھی بتاتی ہوں۔۔۔ دراصل میں نے آپ کے بیٹے سے رمضان المبارک کی آمد کی بات کی تھی اور وہ غلط ہی سمجھے۔ اور تو اور جلد بازی کی عادت سے مجبور پوری بات سنے بغیر ہی گھر سے نکل پڑے، آگے کا معاملہ آپ کے سامنے واضح ہے۔“ اب تو سب کی ہنسی کے فوارے چھوٹ گئے، بلکہ یوں کہیں کہ قہقہوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔۔۔ ذوالفقار صاحب پریشان سی حالت میں باہر آئے اور حالات سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔ اچانک پیچھے سے کسی نے کان پکڑ کر زور سے کھینچا۔۔۔

”ارے کیا ہوا اماں جی!“

”اماں جی کے بچے! ذرا تم مجھے بتاؤ کہ رمضان کب آئے گا؟“

”اماااں! اس کی فلائیٹ لیٹ ہوگئی ہوگی نا، فون کرکے پوچھتا ہوں، آپ کان تو چھوڑیں۔۔۔“

”پوچھنے کی ضرورت نہیں سرتاج صاحب! رمضان المبارک 24 مارچ 2023 کو آرہا ہے۔۔۔“ بیگم نے شوخیانہ انداز سے کہا تو ذوالفقار صاحب کو اندازہ ہونے لگا کہ کچھ غلط ہوگیا ہے، معاملہ سمجھتے ہی قہقہوں کا بھوت ان پر بھی سوار ہوگیا۔

”ارے زلفی! خیر تو ہے، ڈرائنگ روم سے ظفر کی آواز آئی۔“

”ویسے تو سب خیر ہے، بس یہاں زلفی کی

خیر نہیں میرے ہاتھوں۔۔۔" اماں پھر سے کان کھینچتے ہوئے بولیں۔
"ارے اماں جان! آج تو جلد بازی نے مروا دیا۔"
"تبھی تو کہتے ہیں بھائی جلد بازی شیطان کا کام ہے۔" کرن بھی کمرے سے باہر آچکی تھی اور اماں کے ہاتھوں زلفی بھائی کی مرمت کا دیدار کر کے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اماں جان ذوالفقار صاحب کو لے کر ڈرائنگ روم میں چلی گئیں۔ باقی سب مستورات کمرے میں آ گئیں، کچھ دیر تک مزاح کی محفل سجی رہی، پھر زوجہ ظفر گویا ہوئیں: "ویسے صائمہ بھابھی! آپ کا اہتمام قابل تعریف ہے، آنے والے ماہ کی اسی طرح تیاری کر رہی ہیں، جس طرح کسی خاص مہمان کے آنے پر کی جاتی ہے۔۔۔ ذرا ہمیں بھی اس متعلق رہنمائی دیں۔"
"ہاں بھئی! اللہ کی طرف سے نیکیوں کا مہینا آ رہا ہے۔ سال کے گیارہ ماہ تو دنیاوی معاملات میں الجھتے ہوئے گزار دیتے ہیں، کم از کم اس ایک ماہ کو تو صرف عبادت کے لیے مختص کر دیں، عبادت کی مقدار بڑھا دیں، اللہ کا قرب حاصل کریں۔ جسم کے تقاضوں کو کم کر کے روح کے تقاضوں کو پورا کریں۔ اذکار و دعا کی زیادتی کریں۔ قرآن کریم سمجھ کر پڑھیں، اس کے احکامات پر غور و فکر کریں۔"
"ویسے صائمہ بھابھی! آج کل یہ ہوتا ہے کہ روزہ تو رکھ لیتے ہیں، پھر سارا دن سونے میں گزار دیتے ہیں اور راتیں موبائلوں میں گزرتی ہیں۔" کرن نے بھی ملاقات میں حصہ لیا۔
"دیکھو کرن! اس خاص مہینے کی خاص لوگ ہی قدر کر پاتے ہیں۔ رمضان سے قبل ہی موبائل وانٹرنیٹ کو ختم یا محدود کر دیں تو بہت اچھا ہے۔ امام مالک اور دیگر اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کا معمول تھا کہ رمضان آتے ہی علمی مجالس بھی موقوف فرما دیتے اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتے۔ اللہ سے دعا مانگتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں اس ماہ کی ایسی قدر کرنے کی توفیق دے جیسا کہ اس کا حق ہے۔"
"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابی!"
"ساتھ ہی رات جلدی سونے کا معمول بنا لیں تاکہ سحری سے پہلے تہجد پڑھ لیں، بس ہر طرح سے اپنے آپ کو اللہ کے لئے فارغ کر دیں۔"
"جی بھابھی! ہم ضرور اس ماہ کا خوب اہتمام کریں گے، انشاء اللہ! میں آج سے ہی کام کاج نمٹانے شروع کر دیتی ہوں تاکہ۔۔۔"
"تاکہ آپ رمضان بھائی کی فیملی کو خوب وقت دے سکیں۔" کرن بات کاٹتے ہوئے مزاح سے بولی تو ایک بار پھر کمرہ مسکراہٹوں سے گونج اٹھا۔ انشاء اللہ! ہم سب خوب اس ماہ کا اہتمام کریں گے۔ آیئے! پھر آج ہی سے اس ماہ کی تیاری کرتے ہیں۔

بولتا دسترخوان

آمنہ بخاری

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی برکتوں اور نعمتوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ شام ہوتے ہی دسترخوان پر رنگ برنگے کھانے سجتے ہیں اور ہر طرف افطار کی برکتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ بچے جوش و خروش سے مسجد میں افطاری پہنچاتے ہیں، کسی کے ہاتھوں میں روٹیوں کا ہاٹ پاٹ اور خوشبو بکھیرتا سالن ہوتا ہے تو کوئی ٹھنڈے میٹھے شربت کے جگ سے مسجد کا دسترخوان سجاتا نظر آتا ہے۔ اس بار بھی ہر طرف ماہِ صیام کا نور پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا اور رنگ برنگے کھانے بھی خوشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔
"واہ جی واہ! آج مچھلی بہن بھی ہمارے ساتھ موجود ہیں۔"
تمام سبزیاں اپنی اپنی کٹوری میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں تو اچانک گوبھی بیگم کی آواز بلند ہوئی۔ اُس کی بات سُن کر تمام سبزیوں نے مچھلی کی طرف دیکھا جو بڑے سے ڈونگے میں بڑی شان سے بیٹھی تھی۔
"جی الحمد للہ! آج میں بھی افطاری کے دسترخوان پر موجود ہوں۔" مچھلی نے تمام سبزیوں کو اپنی طرف دیکھتا پا کر جواب دیا۔
علاقے کے اکثر گھروں سے روزے داروں کے لیے افطاری آئی تھی اور مسجد کے دسترخوان پر برکتوں کی بارش ہو رہی تھی، کچھ دن سے روز سبزیاں آ رہی تھیں اور آج مچھلی بھی شامل تھی تو اس لیے گوبھی بیگم کو دلی خوشی ہوئی۔
"میں بھی موجود ہوں گوبھی آنٹی!"
اتنے میں ایک چھوٹے ڈونگے سے ننھے منے چوزے کی ٹانگ جھانکتی دکھائی دی تو تمام سبزیاں مسکرانے لگیں، لیکن چوزے کی اِس بات پر گوبھی بیگم کا منہ بگڑ گیا۔
"میں کسی کی آنٹی نہیں ہوں چوزے میاں! ہاں اگر تم چاہو تو مجھے آپا کہہ سکتے ہو۔"
گوبھی بیگم نے پہلے غصے سے اور پھر پچکارتے ہوئے کہا تو چوزے نے جلدی سے اِثبات میں سر ہلایا۔
"مچھلی بہن! ہم سب کو مسجد میں کیوں لایا جاتا ہے؟"
چوزے میاں نے حیرت سے سوال کیا تو اتنے میں ایک چھوٹے سے بچے نے لال شربت کا جگ اُن کے قریب لا کر رکھ دیا، سب نے شربت کی طرف محبت سے دیکھا اور مچھلی نے جواب دیتے ہوئے کہا: "اس لیے کہ روزے داروں کو اپنے گھر کے کھانے سے بھرپور افطاری کرائی جا سکے۔"
یہ بات سُن کر کھجور کے دل میں بھی ایک سوال نے سر اُٹھایا۔
"لیکن کسی کو افطاری کرانے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟"
کھجور نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا تو گوبھی بیگم نے مسکرا کر بتانا شروع کیا۔
"سُننِ ترمذی کی حدیث نمبر 807 کا مفہوم ہے کہ پیارے آقا خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی روزے دار کو افطاری کروائی، اسے بھی اتنا ہی اجر و ثواب حاصل ہوگا اور روزے دار کے اجر و ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں ہوگی۔
"ماشاء اللہ! اس طرح کچھ غریب لوگ جو سارا دن روزہ رکھنے کے بعد اچھی طرح افطاری نہیں کر سکتے اُن کو بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔"
مسٹر مٹر جو اب تک خاموش تھے، انھوں نے بھی باتوں میں حصہ لیا اور بولے: "ماشاء اللہ! آپ سب بہت پیاری باتیں کر رہے ہیں، خاص طور پر گوبھی آنٹی نے بہترین حدیث مبارکہ سنائی تھی۔"
شربت میاں کی بات سُن کر جہاں تمام سبزیوں، چوزے اور مچھلی نے قہقہہ لگایا، وہیں گوبھی بیگم کا موڈ خراب ہو گیا۔ شربت میاں پریشانی اور نا سمجھی سے سب کی طرف دیکھنے لگے۔
"شربت میاں! گوبھی آپا کو آنٹی کہنا منع ہے، ہاں! آپ بھی میری طرح انھیں آپا کہہ دیجیے۔"
چوزے نے شوخی سے کہا تو بولتے دسترخوان کی ہر چیز مسکرا اُٹھی۔ اتنے میں افطاری شروع ہونے لگی اور تمام چیزیں روزہ داروں کی بھوک پیاس مٹانے کے لیے تیار ہو گئیں۔

REEHAISH

جائیداد کی خریداری شریعت کی پاسداری

الحمد للہ رب العلمین

Affordability Redefined

REEHAISH RESIDENCIA

1 & 2 BED

APARTMENTS

2 YEARS PAYMENT PLAN

BOOKING STARTS FROM

15 LAC

COMMERCIAL SHOWROOMS
ALSO AVAILABLE ON BOOKING

CONSTRUCTION IS IN FULL SWING

For Booking & Details Contact :

0321-9268333 | 0332-3423553 | 0321-2628455

REEHAISH BUILDERS PRIVATE LIMITED

HEAD OFFICE: Office M-06 & 07, Mezzanine Floor, AQ Business Center, Plot# B-41 Jinnah Avenue, Bahria Town Karachi.

LAHORE OFFICE: 2nd Floor, Plot 22-B, Sector C Commercial, Bahria Town Lahore. +92-42-37861173

reehaish | www.reehaish.com

BAHRIA TOWN

ماہِ مُبارک

ملائکہ سلیمان

"بہت مبارک ہو آپی ! رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے۔"

فاطمہ دوڑتے ہوئے آئی اور رمضان کے چاند کی خوش خبری دیتی ہوئی وضو کرنے چلی گئی، جب کہ نور نے فوراً صحن کی جانب دوڑ لگائی اور رمضان کا چاند نکلنے کی دعا پڑھنے لگی۔

"آپی ! آپ رو کیوں رہی ہیں اور چاند دیکھ کر دعا کیوں مانگ رہی ہیں؟" احسن معصومانہ انداز میں نور سے پوچھنے لگا۔

"بیٹا ! میں رمضان المبارک کا چاند نکلنے کی دعا پڑھ کر اللہ سے دعا مانگ رہی ہوں۔ آپ بھی اللہ سے سب کے لیے اور اپنے لیے دعا مانگو۔" نور نے مزید کہا تھا۔

احسن نے اسی آن ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا مانگنے لگا، جسے دیکھ کر دادا جی مسکرا اٹھے، جو نماز پڑھ کر مسجد سے ابھی ابھی گھر تشریف لائے تھے۔

روزے داروں اللہ نبی کے پیاروں، سحری کا وقت ہو چکا ہے، اُٹھ جائیے ! اُٹھ جائیے !

"ماما ! اٹھیں، ماما، ماما ! سحری کا وقت ہو چکا ہے۔" وہ اپنی والدہ کو سحری کے لیے جگا کر دادی ماں کے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور وہاں سب کو جگانے لگی۔ سارے گھر والے جاگ چکے تھے۔

فضاؤں میں خوشی کا سماں پھیلا ہوا تھا۔ پھول کھل رہے تھے، جہاں بھی مسکرا رہا تھا۔ ہر کوئی سحری کی مبارک باد دینے اور تیاری کرنے میں مستغرق نظر آ رہا تھا۔ نور خوش کُن منظر دیکھ کر بے حد خوش ہو رہی تھی اور سوچ کر سرور محسوس کر رہی تھی کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہر طرف رحمت کی روشنی چھا جاتی ہے۔ اللہ اس ماہ کی برکات سبھی کو عطا فرمائے۔ (آمین) اس نے دل سے دعا کی۔

"بیٹا ! اُٹھ گئے ؟" احسن کو اٹھا دیکھ کر اُس نے دریافت کیا۔

"میں روزہ رکھوں گا نا ! اس لیے میں بھی اُٹھ گیا۔" احسن نے پُر جوش لہجے میں کہا اور درود شریف پڑھنے لگا۔

"تم کیوں اٹھ کر بیٹھ گئے بھئی، جاؤ جا کر سو جاؤ۔" فوزیہ بیگم جو ابھی ابھی کمرے میں آئی تھیں، اُسے اٹھا دیکھ کر بولیں۔

"ماما ! میں سحری کرنے کے لیے اُٹھا ہوں۔" انبساط سے جواب دیا گیا تھا۔

"اگلے سال سے روزے رکھنا، جا کر ابھی سو۔" اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ جانے کے لیے مڑیں۔

"میں نو سال کا ہو چکا ہوں، اب میں بھی روزے رکھا کروں گا۔"

"بیٹا ! میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، جب آپ دس سال کے ہو جاؤ گے، پھر رکھ لینا روزے۔"

فوزیہ بیگم رسانیت سے سمجھا رہی تھیں، مگر وہ بات سننے، سمجھنے کے لیے تیار نہ تھا۔

"نہیں، میں اسی سال سے روزے رکھوں گا۔" اُس نے بھیگی صدا سے کہا۔

نور فوراً احسن کی جانب لپکی اور اُس کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگی:

"چاچی ! آپ احسن کو روزہ رکھنے سے منع کیوں کر رہی ہیں۔۔۔؟ اس میں حرج ہی کیا ہے کہ وہ روزے رکھے ؟"

"جب دس، گیارہ سال کا ہو جائے گا تو رکھے گا روزے، مگر ابھی۔۔۔" اُن کی آواز میں حد درجہ تشویش تھی۔

"میں آپ کی بات بخوبی سمجھ رہی ہوں۔ آپ اس لیے متردّد ہو رہی ہیں کہ احسن چھوٹا ہے اور روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر اثر پڑے گا، مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ چاچی ! سال بھر میں مسلمانوں پر رمضان المبارک کے ایک مہینے کا روزہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان صحت یاب ہوتا ہے، شفا حاصل ہوتی ہے۔ روزہ رکھنے سے دل اور دماغ سکون میں مبتلا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہمیں دلی خوشی بھی بہت محسوس ہوتی ہے۔ روزہ رکھنے سے دین و دنیا دونوں جہاں میں اجر بھی حاصل ہے۔ اُس نے فوزیہ بیگم کو روزے کے فوائد کے بارے میں بتایا۔

"بالکل دُرست کہہ رہی ہو، ہم ہی احمق انسان ہیں جو اللہ کی عنایت کو نہیں سمجھتے۔ میں احسن کو کل سے خود سحری کے لیے اٹھاؤں گی۔ تم نے نیکی کا کام کیا ہے۔ بیٹا ! اللہ تمہیں ہمیشہ خوش باش آباد رکھے۔ آمین" فوزیہ بیگم نے شفقت بھرے لہجے میں کہا اور نور کو دعائیں دیں۔

"جزاک اللہ ! آپ بھی سدا خوش رہیں۔ آمین !" وہ بشاشت سے کہتے ہوئے فوزیہ بیگم کے گلے لگ گئی۔

"اوہ۔۔۔۔ چولہے پر سویاں چڑھائی تھیں، میں تو بھول ہی گئی۔" وہ کہتے ہوئے جلدی سے کچن کی طرف بڑھیں۔

"کیا ہوا احسن۔۔۔؟ اس طرح خاموش کیوں بیٹھے ہو؟" نور نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

"آپی ! میں سوچ رہا تھا کہ ہم رمضان کے مہینے میں عبادت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں معلوم بھی ہے کہ عام دنوں میں بھی اللہ کی عبادت کرنی چاہیے اور اللہ کا ہر پل شکر ادا کرتے رہنا چاہیے، مگر ہم ایسا نہیں کرتے۔ روزہ نہیں رکھتے اور نماز بھی قائم نہیں کرتے۔ دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں، اپنوں کے ساتھ بُرا رویہ اختیار کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، غریبوں کی مدد نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے ان کے سامنے خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور انھی کے پیٹھ پیچھے برائیاں کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ کوئی ایسی بات کہہ دیتے ہیں، جو سامنے والے کی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ بن جاتی ہے۔ ہمیں معلوم بھی ہوتا ہے کہ یہ سب غلط ہے، مگر اِس کے باوجود ہم گناہ کر رہے ہوتے ہیں۔" انتشار اور اضطراب اس کے پورے وجود پر سوار تھا۔

"بجا کہہ رہے ہو۔ بیٹا ! ہم سیدھے راستے پر گامزن ہونے کے بجائے برائی کے راستے اختیار کر لیتے ہیں۔ آپ اُداس نہ ہو اور اللہ سے دعا مانگو۔"

اُس نے پُر اُمید لہجے میں احسن سے کہا۔

ماہِ نجات

بنتِ احمد

ماہِ رمضان ہے عہدِ وفا کی تجدید
ناصران کو رو رو کے منا لینے دو

بہار کا موسم قریب ہے۔ نیکیوں کا موسمِ بہار ماہِ مبارک، ماہِ نجات، ماہِ برکت، ماہِ رازونیاز پروردگار کے ساتھ۔ مشکل کچھ نہیں، اگر انسان ٹھان لے تو۔۔۔ سب سے پہلے تو ہم یہ نیت کرلیں کہ یہ مہینا اللہ کو دیں، ویسے تو ہم ہیں اللہ کے ! ہماری ہر سانس اللہ کی امانت ہے، لیکن صرف اس مہینے اللہ کو ناراض نہ کریں۔ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ (ایک مہینا تقویٰ اختیار کرلو، اپنے نفس کو بہلا لو، بس یہ مہینا گزار لو اور فرماتے ہیں کہ جس کا رمضان المبارک عافیت سے گزر گیا، اس کا پورا سال عافیت سے گزرے گا۔ ان شاءاللہ ! جو چاہے تجربہ کرلے) اور عافیت کون نہیں چاہتا؟ ہمیں تو ہمارے نبی کریم ﷺ نے عافیت کی دعا سکھائی ہے۔

ایک اسکول میں ٹیچر نے بچوں کو رمضان المبارک کے حوالے سے کچھ نصیحتیں کیں، بڑے پیار سے ترغیب دی اور وعدہ لیا کہ رمضان میں ٹی وی کارٹون وغیرہ بلکل نہیں دیکھیں گے۔ کچھ دن بعد ایک خاتون اسکول آئیں، اس ٹیچر سے ملنے کے لیے کہ آپ کی وجہ سے ہمارے بچے نے رمضان میں ٹی وی بند کروادیا (بچہ پانچ سال کا)، اگر سب لوگ اس طرح تربیّت کرنے کی کوشش کریں تو معاشرے میں کچھ تبدیلی ضرور آسکتی ہے۔

ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

کرنے کے کام: اپنے کاموں کی ترتیب بنا لینی چاہیے، بہت زیادہ کچن پر فوکس نہ رہے، بے شک روزہ داروں کے لیے اہتمام ہونا چاہیے، اس میں بھی ثواب کی نیت ہونی چاہیے کہ روزہ داروں کے لیے افطاری اور سحری بناؤں گی تو ثواب ملے گا، جتنے کام رمضان المبارک سے پہلے کرسکتے ہمیں پہلے کرلینے چاہییں، کیوں کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

عید کی خریداری: اس قیمتی مہینے کو بازاروں میں دھکے کھا کر برباد نہیں کرنا چاہیے۔

روزہ کشائی اور افطار پارٹی: ان پارٹیوں میں اللہ کو ناراض کرنے والے کام زیادہ ہوتے ہیں، نیکی برباد گناہ لازم۔۔۔ افطاری کی تیاری میں نمازیں قضا یا بے توجہی سے پڑھی جاتی ہیں، فضول گوئی، غیبت اور تھکن کے بعد عشاء اور تراویح بھی گئیں۔ افطار کا ثواب لینے کے لیے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہیے، غریبوں کو یاد رکھنا چاہیے، آس پڑوس کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ تو ویسے بھی غم گساری کا مہینا ہے۔

تراویح: حضرت ڈاکٹر عبدالحہ عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تراویح کا ہر سجدہ اللہ کے لیے۔۔۔

ایک اہم بات: اگر گھر میں گنجائش ہو تو ایک کمرے میں جائے نمازیں بچھا کر رکھیں، قرآن رکھیں، تسبیح رکھیں، خوش بو لگائیں، اپنی قضا نمازیں ادا کریں، جاگنے کی راتوں میں تلاوت قرآن کا اہتمام ہو، قرآن کریم کو رمضان مبارک کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ ہمارے اکابر کا تو رمضان میں تیس تیس قرآن ختم کرنے کا معمول رہا ہے۔ حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر کی خواتین گھر کے کام کاج کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ تلاوت کرتی ہیں۔ اللہُ اکبر کبیرا ! جب کہ آج کل تو اتنی آسانیاں ہیں۔ باوضو رہنے کا اہتمام کرنا ہے، یہ سمجھ لیں۔ سیزن ہے، نیکیاں کمانے کی سیل لگی ہوئی ہے، جتنا کما سکتے ہیں، ہمیں کمانا چاہیے، اگلا سال کس نے دیکھا ہے؟

نگاہوں کی حفاظت اور فضول گفتگو سے بچنا چاہیے۔ حکیم الامّت حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نیت سے سونا بھی عبادت ہے کہ فضول گفتگو اور غیبت سے بچ جائے۔ ایک شخص نے رات بھر جاگ کر عبادت کی اور دن بھر غیبت، جھوٹ، غصہ، بدنظری کرتا رہا اور دوسرا وہ فرائض پورے کرتا رہا، نیکی کی جو توفیق مل رہی ہے، کررہا ہے، مگر گناہ سے بچ رہا ہے، یہ بہتر ہے۔۔۔

یادرہنا چاہیے: جس طرح صدقہ جاریہ ہے، اسی طرح گناہ جاریہ بھی ہے، اگر رمضان المبارک میں نیکی کا اجر بڑھتا ہے تو گناہ کا عذاب بھی بڑھ جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ربِّ کریم مہلت دیتے ہیں اور توبہ کی توفیق بھی دے دیتے ہیں۔ ہم جیسے کم زوروں کی رعایت کرتے ہیں، اس کریم رب کو ناراض کریں؟ غیرت کے خلاف ہے اور روزانہ شکر ادا کریں کہ زندگی کا ایک اور رمضان نصیب ہوا۔ ہر روزے کے بعد شکرانے کے نفل پڑھیں کہ صحت اور تندرستی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ روزہ رکھنے کی توفیق ملی۔ کتنے ہیں جو بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے۔ دل تڑپ رہا ہوتا ہے، نہیں رکھ سکتے اور کتنے ہیں جو پچھلے سال ہمارے ساتھ تھے، اب دنیا میں نہیں۔۔۔ تو پتا نہیں اگلے سال ہم بھی ہوں یا نہ ہوں !! تو رمضان ملنے پر شکر کرنا چاہیے، توبہ واستغفار کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

سب سے اہم بات: خوب دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، ہر لمحہ قیمتی ہے، یہ وہ کام ہے جو چلتے پھرتے کیا جا سکتا ہے۔ ان پڑھ بھی کرسکتا ہے۔ عربی نہ جاننے والا بھی خاص طور افطار سے پہلے بچوں سے بھی دعائیں کروانی چاہییں، سحری میں بہت اچھا موقع ہوتا ہے، تہجد کی نیت سے نوافل پڑھنے چاہییں کہ نفل اور دعا اپنے لیے، اپنے گھر والوں کے لیے، عزیزو اقارب کے لیے، مرحومین کے لیے، دوست احباب کے لیے، مسجد مدارس کے لیے، سرحد کے لیے، پاک فوج کے لیے، اپنی اور سب کی ہدایت کے لیے، سب کے نمازی بن جانے کے لیے، بے غیرتی بے حیائی کے خاتمے کے لیے، نیک حکمران کے لیے، ایمان کی سلامتی اور ایمان پر خاتمے کے لیے۔۔۔

اور اس ملکِ پاکستان وطنِ عزیز کے لیے خوب گڑگڑا کر رو رو کر دعا کرنی چاہیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، اس کو اسلام کا قلعہ بنادے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے، ملک سے قادیانی فتنہ کو جڑ سے ختم کردے۔ کالی بھیڑوں کا خاتمہ کردے اور دعا کی کثرت کرنی چاہیے۔

استغفار: اس میں چار چیزوں کی کثرت کرنی چاہیے، کلمہ طیبہ، استغفار، جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ مانگنی ہے۔ آخری عشرے میں تمام عبادات کا زیادہ اہتمام اور کثرت کرنی چاہیے۔

شیطان آزاد ہم پابند: چاندرات کو شیطان آزاد ہوجاتا ہے، مگر ہم آزاد نہیں۔۔۔ ہم پابند ہیں اپنے مالک کے ! یہ بڑی قیمتی رات ہے، عبادت کی رات ہے، مزدور کی مزدوری ملنے کی رات ہے تو پوری رات نہ صحیح کچھ عبادت ہوجائے۔ فجر کے اہتمام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ مجھ سمیت سب کو توفیق عطاء فرمائے اور عافیت اور خیر کے ساتھ رمضان المبارک گزروا کر ہم سے راضی ہو جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔۔۔

دیسی گھی کا سبق

قلم: رابعہ

صفیہ نے کبھی اصلی گھی نہیں بنایا تھا، لیکن اسے اصلی گھی اور اس کی خوشبو بہت پسند تھی۔ میکے میں پھر رزق کی فراوانی تھی۔

امی دودھ سے بالائی کی تہ احتیاط سے اتار کر جمع کرتیں اور دو تین ہفتوں کے بعد ضرور اصلی گھی بنا لیتیں۔ سب بچے روٹی کھاتے تو سب کی روٹیوں پر چمچ سے گھی مل دیتیں یا سبزی، دال بھاجی ترکاری جو بھی سالن بنا ہوتا، اس کو گرم کرتے وقت ایک چمچ گھی شامل کرتیں، بالخصوص جب دال کا بگھار اصلی گھی سے لگاتیں، اس میں لہسن ادرک زیرہ کڑکڑاتیں تو اصلی گھی کی خوش بو بھوک بڑھاتیں۔

شادی کے بعد صفیہ چچا کے گھر میں بہو بن کر گئی، لیکن چچا کے مالی حالات میکے جیسے نہ تھے، ہر چیز ناپ تول کر آتی، بہت حساب کتاب سے پھل مہینے میں دو مرتبہ منگوائے جاتے، میکے میں آم، کیلے سیب گِن کر ملتے تھے، سسرال میں انگور کے دانے تک گِن کر ملتے۔

شروع میں تو میاں کے چاؤلاڈ میں اسے محسوس نہ ہوا، پھر آہستہ آہستہ اس کا دل تنگ پڑنے لگا۔ رزق کی تنگی اپنی جگہ چچی کا دل بہت تنگ تھا، کہیں سے شادی بیاہ کے چاول آتے سدا کی چٹخوری صفیہ کا دل چاہتا ساس سے چھین کر سب قبضہ میں لے کر پیٹ کی آگ بجھائے، پر نہیں ایسا نہیں ہوتا تھا، سب کو چھوٹے چمچہ سے ناپ کر آدھی پونی پلیٹ ملتی جو چاول بچ جاتے، وہ اگلے وقت کے لیے رکھ لیے جاتے۔

صفیہ کلستی، ناگواری کا اظہار کرتی، لیکن بہو تو پھر بہو تھی۔ بھتیجی تو تب تک تھی جب تک اس گھر میں نہ آئی تھی۔

جب بھی صفیہ میکے میں جاتی خوب پیٹ بھر کے کھاتی، وہ بھوکی ہرگز نہیں تھی، بس حالات نے اسے بھوکے ندیدوں میں شامل کر دیا تھا، وہ روتی اور داستانِ الم سناتی، امی کے دل پر چھریاں چلتیں۔۔۔ دادی جان سمجھاتیں سدا حالات ایک جیسے نہیں رہتے صبر کرو، اللہ سے دعا کے ذریعے مدد مانگو، توبہ استغفار کی کثرت کرو اور سولہ سال تک جو علم حاصل کیا ہے اسے کام میں لاؤ، اللہ ضرور برکت والا رزق نصیب میں لکھ دے گا، یوں رونا دھونا ماں کو پریشان کرنا، میرے تیرے سے غیبت چغلی کرنا مسئلے کا حل نہیں، بلکہ مسئلہ کو بگاڑنے کا باعث بن سکتا ہے۔

دُلار سے دادی اسے سمجھاتیں، اِدھر اُدھر کے ایمان افروز قصے سناتیں، وقتی طور پر اثر ہوتا، پھر چچی کی طرف سے کوئی ناگوار چیز سامنے آجاتی اور سب پند و نصائح بھول کر وہ نئے سرے سے گوشہ غیبت میں داخل ہو جاتی!

ابھی ہلکی ہلکی سردی رات میں محسوس ہوتی تھی، لیکن دن خاصے کھلے اور گرمی کی جانب اڑان بھر رہے تھے، دادی جان نے فون پر بتایا کہ وہ اس مرتبہ روزے صفیہ کے پاس ہی رکھیں گی، یعنی منجھلے بیٹے اور بہو کے ہاں!

چچی فرد بڑھنے سے خرچہ کتنا بڑھے گا، کا سوچ کر پریشان ہو گئی تھیں، جب کہ صفیہ اور چچا بہت خوش تھے۔ رمضان سے ہفتہ بھر پہلے دادی جان پہنچ چکی تھیں، آتے ہوئے خوب سوغات لے کر آئیں۔ مالٹے کینو، ساگ مکئی کا آٹا اور ڈھیر سی بالائی، چپکے سے دادی نے اسے بالائی دی اور کہا: ”اسے شیکر میں ڈال کر مکھن نکالو، یہ تمہاری امی نے بطورِ خاص تمہارے لیے بھیجی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے میں دماغ کی خشکی دور کرنے کے لیے اصلی گھی کھانا بہت ضروری ہے۔

صفیہ کو میکے میں رکھے بچپن سے شادی تک کے سارے روزے یاد آگئے۔ دودھ کی کھیر اور اصلی گھی کے پراٹھوں کی گرما گرم چوری ہر رمضان المبارک کا لازمی مینو تھا۔ شادی کے بعد سسرال میں یہ پہلا رمضان تھا، ساری چیزوں کو چچی کے حوالے کر کے وہ سکون سے باورچی خانے میں گئی۔ شیکر میں بالائی ڈال کر آدھا گلاس پانی کا ڈالا بسم اللہ پڑھ کر کام شروع کرنے کی بچپن سے عادت تھی، منٹوں میں شیکر کی اوپری تہ پر مکھن جھانک رہا تھا۔ تین چار مرتبہ میں ساری بالائی مکھن میں تبدیل ہو گئی، اس نے بسم اللہ پڑھی اور مکھن چولھے پر چڑھا دیا، گھنٹے بھر میں اصلی گھی کی خوش بو اسے پھر سے میکے میں لے گئی۔ اِدھر گھی تیار ہوا فوراً اس نے ایک خالی ڈبا دیکھ کر گھی اس میں ڈالا اور مَسرّت بھرے جذبات کے ساتھ باورچی خانے میں فالتو برتن دھو دھلا کر باہر آ گئی۔

چچی اتفاق سے بازار میں تھیں، صفیہ دادی جان کے پاس بیٹھ کر دنیا جہاں کے موضوع لے کر گفتگو میں مصروف ہو گئی۔ ہر بات کی تان چچی کی زیادتی، چچا کی بے جا خاموشی اور گھریلو مسائل پر ٹوٹتی، کچھ دیر تو دادی جان نے خاموش ہو کر باتیں سنیں، پھر سمجھانے لگیں: ”دیکھو صفیہ چندا! اللہ روزے اسی لیے تو گیارہ ماہ کے بعد بھیجتا ہے کہ اپنے دُکھ سُکھ مجھ سے کر لو، جو سال بھر میں نہیں مانگ سکے مانگ لو، جو۔۔۔“ ان کی بات اَدھوری ہی تھی کہ چچی کی تیرہ چودہ سالہ بیٹی ماہم پھولے سانسوں کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوئی۔

”صفیہ بھابھی، صفیہ بھابھی! جلدی سے اِدھر باورچی خانے میں جا کر دیکھیں کیا ہوا؟“

”اللہ خیر، الٰہی خیر!“ کہتے ہوئے صفیہ تیزی سے باورچی خانے کی جانب دوڑی۔ دادی جان بھی اس کے پیچھے۔۔۔ ”اُف یہ کیا!“ صفیہ صدمے سے چیخی۔

گھی والا برتن شاید کہیں سے ٹوٹا ہوا تھا اور سوراخ میں سے گرم گرم گھی قطرہ قطرہ کر کے قریب ہی نکل کر پھیلا ہوا تھا۔

گو گھی زیادہ نہیں نکلا تھا، لیکن نقصان تو ہو چکا تھا۔ بہنے والے گھی کو صاف کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں سے آنسو بہ نکلے۔

لوہا گرم تھا، جس پر کاری ضرب دادی جان نے لگائی۔

”صفیہ شہزادی! روزہ بھی ایک برتن میں نیکیاں جمع کرنے کا نام ہے، ہم جب کوئی برائی کرتے ہیں تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے اور نیکی اسی طرح سوراخ میں سے باہر نکل کر بھاگتی ہے، جیسے اس سوراخ میں سے گھی۔۔۔ خواہ بسم اللہ پڑھ لو یا دم درود کر کے پھونکیں مار لو، نیکی اس سوراخ میں سے ہر صورت میں سے نکل کر رہے گی۔“

آنسو پونچھتے ہوئے صفیہ نے اپنے عزم کو توانا کیا۔ مثال سولہ آنے درست دی تھی دادی جان نے۔ گھی کا نقصان تو قسمت کا لکھا سمجھ کر برداشت ہو جائے گا، لیکن نیکیوں سے محرومی؟ اس نے خوف سے جھرجھری لی توبہ استغفار کے الفاظ خود بخود زباں پر آ گئے، باقی کا کام اوپر والے کی مدد سے یقینی طور پر آسان ہی ہونا تھا، اس کے بہترین روزوں کی منصوبہ بندی اوپر والے نے ہی کر دی تھی۔

ZJ
Zaiby Jewellry
Saddaer
Celebrate
The blessed month
Ramadan
with Zaiby Jewellry
021-35215455, 35677786
zaiby_jewellery
Zaiby_jewellery
zaiby.jeweller@gmail.com
Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi

اس مضمون کا بہترین عنوان رکھنے پر تین سو روپے انعام دیا جائے گا۔ عنوان بھیجنے کی آخری تاریخ 31مارچ ہے۔

بلا عنوان

بنت مسعود احمد

"مبارک ہو رمضان کا چاند نظر آگیا۔" وہ جیسے ہی وضو کر کے نماز پڑھنے کمرے میں آئی اس کی ساس نے پُرجوش لہجے میں اطلاع دی۔

"خیر مبارک امی۔۔۔" وہ جلدی سے مغرب کی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ وہ فروا کو بڑی مشکل سے سلا کر آئی تھی، اسی چکر میں اسے مغرب کی نماز میں دیر ہو گئی۔ اس کی ساس چاہتیں تو پوتی کو بہلا سکتی تھیں، مگر مغرب کے بعد کئی تسبیحات ان کا معمول تھیں، دنیا تو اِدھر کی اُدھر ہو سکتی تھی، مگر ان کے معمولات اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے تھے۔

اب تو رمضان شروع ہو چکا تھا تو اس ماہ میں ان کی عبادات میں مزید شدّت آجانی تھی۔ اسے اچھی طرح یاد ہے، پچھلے سال جب وہ بیاہ کر اس گھر میں آئی تو شادی کے ٹھیک ایک ماہ بعد رمضان کا مہینا تھا اور چند دن پہلے ہی اس نے گھر کے کاموں کی ذمے داری سنبھالی تھی، اس کی ساس اپنا وقت تسبیح پڑھتی یا پھر تلاوت کرتے گزارا کرتی اور وہ نئی نئی جو اس گھر میں بیاہ کر آئی تھی، پورا دن کاموں میں مشغول رہتی۔ دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتی، پھر افطاری اور رات کے کھانے کی تیاری۔ پھر افطار کھانے کے برتن۔ کب رمضان آیا اور کب گیا، اسے پتا ہی نہ چل سکا۔ اس کی ساس یہ کہہ کر ہر کام سے بری الذّمّہ ہو چکیں تھیں کہ گھر میں افراد ہی کتنے ہیں؟؟ ایک ہم میاں بیوی اور تم دونوں۔ ساری زندگی ہو گئی ہمیں چولہا چوکی سنبھالتے، اب بیٹے کو بیاہ کر کچھ تو سکون ہمیں بھی ملنا چاہیے۔

اس روز وہ سونے لیٹی تو اسے شادی سے پہلے کے شب و روز بڑی شدّت سے یاد آنے لگے۔ امی نے دونوں بہنوں کی باریاں لگا رکھیں تھیں تو ہر کام بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے ہو جاتے۔۔۔ رمضان کے مہینے میں گو کام تھوڑے بڑھ جاتے، مگر وہ ثواب کی نیت سے ہر کام خوش دلی اور وقت پر انجام دینے کی بھرپور کوشش کرتیں اور ایک حساب سے کاموں کو دو حصوں میں بانٹ لیتیں، یوں ان کے وقت کی بچت۔ بہن بھائیوں کے درمیان ثواب میں سبقت لے جانے کے لیے مقابلے ہوتے، ہر کوئی یہی چاہتا کہ روز کا ایک سپارہ پڑھے اور رمضان میں پورا قرآن پاک مکمل کرے۔ ہر جمعے کو اہتمام سے صلوۃ التسبیح پڑھی جاتی۔

افطاری کی تیاری دونوں بہنیں مل کر کرتیں۔ ندا چاٹ اور پکوڑے بنا لیتی تو رِدا شربت اور دہی بڑے۔۔۔ ایک افطار کے برتن دھوتی اور دوسری چا بنا لیتی۔۔۔ افطار کے بعد کچھ دیر آرام کر کے امی کھانے کی تیاری کرتیں تو دونوں ان کا ہاتھ بٹاتیں، پھر وضو کر کے تراویح کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ یوں ایک دوسرے کا احساس کر کے عبادت کے ساتھ ساتھ گھر کے کام بھی خوش اسلوبی سے انجام پزیر ہوتے رہتے۔

مگر اب سب کچھ ہی تو بدل چکا تھا۔۔۔ اس نے ایک ٹھنڈی آہ لی، رمضان کے آتے ہی وہ خوشی جو ہمیشہ سے محسوس ہوتی تھی، وہ مفقود تھی۔ اب تو ننھی فروا کی ذمے داری بھی اس پر تھی۔۔۔ دو ماہ کی فروا ہر بچے کی طرح ماں کی پوری توجہ کی طلب گار تھی، ایسے میں وہ بڑی مشکل سے گھر کے کام نمٹاتی تھی۔۔۔ اب کیا ہو گا؟؟؟ کس طرح وہ یہ سب سنبھال پائے گی۔۔۔؟ یہی سوچتے سوچتے جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

کسی نے کمرے کا دروازہ بڑے زور سے پیٹا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ اس نے ایک نظر سوئی ہوئی فروا پر ڈالی اور تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"سحری ہو چکی ہے۔۔۔ آدھے گھنٹے سے اٹھی ہوئی ہوں کہ اب اٹھو تم کہ تب۔۔۔ الارم لگایا تھا؟" اس کی ساس اسے دیکھتے ہی شروع ہو چکی تھیں۔

"جی لگایا تو تھا، مگر پندرہ منٹ بعد کا۔۔۔"

"لو ابھی سے پراٹھے بنانا شروع کرو گی، پھر سالن گرم کرنے انڈے تلنے چائے بنانے میں آدھ پون گھنٹا یوں گزرے گا کہ پتا بھی نہیں چلے گا۔" وہ اسے ہدایتیں دیتی خود مصلّٰی بچھا کر تہجد پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔

اس سے منہ ہاتھ دھو کر سب سے پہلے چائے کا پانی رکھا، پھر پراٹھے پکانے شروع کیے۔ اتنے میں اس کے سسر بھی آگئے۔

"ندا بیٹی میرے لیے پراٹھا مت بنانا، بس تھوڑی سی سویاں اُبال دو۔"

"جی ابو۔" وہ سعادت مندی سے کہتی جلدی سے حکم کی تعمیل میں جُت گئی۔

اس نے دستر خوان بچھایا اور ساس سسر کو بلا کر کمرے میں مجازی خدا کو جگانے چلی آئی۔ آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا کہ کہیں فروا نہ اٹھ جائے۔

مگر یہ کیا؟؟؟ وہ تو بابا کی گود میں پوری آنکھیں پَٹ کھولے مزے سے لیٹی تھیں۔

"افففف۔۔۔ یہ کب اٹھی۔۔۔؟"

تمھارے اٹھتے ہی یہ بھی اٹھ بیٹھی تھیں۔۔۔ اس کا گال نرمی سے چھو کر بولا۔

"تم اس کو لو تو میں منہ ہاتھ دھو لوں۔"

"بس جلدی سے آجائیں، سحری تیار ہے۔" وہ اسے گود میں لے کر یہ کہتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

سحری سے فارغ ہوئے تو اس نے فروا کو ساس کو دیا اور خود جلدی سے سارا دستر خوان سمیٹ کر برتن دھونے کھڑی ہو گئی۔

"ارے دلہن! کیا کرنے لگیں؟ اس کو سلا کر پھر سمیٹ لینا۔۔۔ اسے بھوک لگی ہے۔" ساس اپنی جان چھڑانے کو اس کے سر پر کچن میں جا کھڑی ہوئیں۔۔۔

بس امی سمٹ گیا، بس چند برتن باقی ہیں۔۔۔ وہ پھرتی سے کام نمٹا چکی تھی، سونہ چاہتے ہوئے بھی انھیں تھوڑی دیر پوتی کو گود میں جھلاتے رہنا پڑا۔

کمرے میں آکر وہ سُلانے کی کوشش کرنے لگی کہ اتنے میں اذان ہونے لگی۔۔۔ ہاشم تو نماز کے لیے نکل چکے تھے اور وہ اس کو سُلاتے سُلاتے خود جمائیاں لینے لگی۔

"سو جا گڑیا رانی۔" اس سے پہلے کہ اسے نیند آ لیتی اور نماز قضا ہوتی، وہ ننھی کو بیڈ پر کھیلتا چھوڑ وضو کرنے چل دی۔

جیسے ہی اماں آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوئیں، ویسے ہی فروا کا باجا بجنے لگا۔۔۔ خوب چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔۔ برابر والے کمرے میں دادی تسبیح کے دانے گراتی رہیں۔

عصر کی نماز پڑھتے ہی وہ کچن میں چلی آئی۔۔۔ سب سے پہلے شربت بنا کر ٹھنڈا کرنے رکھا، پھر فروٹ چاٹ بنائے، کڑاہی میں تیل ڈال کر گرم کرنے رکھا اور ساتھ ساتھ ایک پیالے میں دہی پھینٹ لی۔

دادا پوتی کو سنبھالے بیٹھے تھے اور دادی تلاوت میں مشغول تھیں۔

اب کی بار اس کا دل کتنا بلبلا رہا تھا، وہ چاہتے ہوئے بھی پورا سپارہ پڑھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔ پچھلے سال تک اس نے رمضان شریف میں پورا قرآن پاک مکمل کیا تھا، مگر اب کی بار۔۔۔ اس نے حسرت سے دل جمعی سے قرآن پاک پڑھتی ساس کو دیکھا۔

افطاری کی تیاری کے بعد روزہ کھولتے ہی برتن کا انبار اس کا منتظر تھا۔۔۔ پھر چائے بھی اسے ہی بنانی تھی۔۔۔

اسے اس وقت رِدا کی یاد آنے لگی، آہ۔۔۔ وہ بیتے دن۔۔۔!!

رات کے کھانے کے لیے وہ سالن دوپہر کو تیار کر چکی تھی، اب صرف روٹی ڈالنی تھی۔۔۔ ہاشم اور سسر ابا چائے پی کر اذان ہوتے ہی تراویح کے لیے چلے گئے، اب وہ ننھی فروا کو سلانے کی کوشش میں لگی تھی کہ اسے سلا کر روٹی بنائے اور پھر سکون سے تراویح پڑھ سکے۔۔۔ اس کی ساس ابھی آرام ہی کر رہی تھیں، اس نے سوچا تھوڑی دیر ان کو فروا کو دے کر جلدی سے روٹی بنا لیتی ہوں۔۔۔

یہ سوچ کر وہ جیسے ہی کمرے میں آئی ساس امی کے خراٹے پورے کمرے میں گونج رہے تھے۔

وہ ننھی کو کاٹ میں لیٹا کر کچن میں لے آئی اور روٹی پکانے لگی۔

مگر روٹی پکاتے اس کی آنکھیں بار بار نمکین پانی سے دھندلا رہی تھیں۔

پہلا عشرہ گزر چکا تھا اور دوسرا شروع تھا۔۔۔ کاموں کے بوجھ تلے وہ ایسی دبی تھی کہ عبادت کے لیے کچھ لمحات میسّر بھی ہوتے تو تھکن اس کو اپنے حصار میں لینے لگتی۔ اس کا دل ہر وقت کچھ کھونے کے غم سے بے چین رہنے لگا تھا۔

اس رات فروا نے اسے بہت تنگ کیا، نہ خود سوئی نہ اسے سونے دیا۔ نتیجہ اس کی آنکھ سحری میں ذرا دیر سے کھلی۔ وہ ڈر کر جلدی سے کچن میں آئی اور حیرت سے گنگ رہ گئی۔

اس کی ساس کھڑی پراٹھے بنا رہی تھیں۔

”امی! میں کرلوں گی، آپ بیٹھیں۔“ وہ شرمندہ سی ہو کر آگے بڑھی۔

”تم جلدی سے دستر خوان لگا کر ان کو اور ہاشم کو بلا لو، میں بنا رہی ہوں پراٹھے۔“

ان کے چہرے پر ایک نرم سا تاثّر تھا، وہ دل ہی دل میں شکر ادا کرتی دستر خوان بچھانے کمرے میں چلی آئی، پھر شام کو افطاری کی تیاری میں بھی انھوں نے برابر مدد کی، بلکہ رات کی سبزی بھی خود کاٹ کر پکائی۔

خود تراویح سے فارغ ہو کر فروا کو لے کر بیٹھ گئیں اور اس نے جلدی سے اپنی تراویح مکمل کر لی۔

یہ کایا پلٹ دیکھ کر وہ حیران بھی تھی اور مطمئن بھی۔۔۔ اب پہلے کی طرح اسے بھی تلاوت کا وقت ملنے لگا تھا، وہ بھی رمضان کی بابرکت ساعتوں میں قرآن پاک کی چاشنی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

وہ روزانہ کے تین پارے پڑھ رہی تھیں۔ اس لیے پہلا عشرہ مکمل ہونے کے ساتھ ان کا قرآن پاک بھی مکمل ہو گیا تھا۔

دوسرا عشرہ شروع ہوتے ہی وہ تندہی سے دوبارہ قرآن پاک شروع کر چکی تھیں، مگر جانے کیا بات تھی کہ کوشش کے باوجود تلاوت میں وہ سکون اور مزہ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ وہ کوشش کے باوجود ایک سپارے سے زیادہ نہیں پڑھ پا رہی تھیں۔

اس دن تہجد میں آنکھ کھلی بھی، مگر اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ وضو کر کے کچھ پڑھ ہی لیتیں۔

دو چار دن اسی کشمکش میں گزر گئے۔

”میری تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟ جانے کیوں، نہ تلاوت ٹھیک سے ہو پا رہی ہے اور نہ ہی کوئی عبادت۔۔۔“ طاہرہ بیگم حد درجے پریشان تھیں۔

منیر صاحب کافی دن سے ان کی کیفیت نوٹ کر رہے تھے، پھر گھر میں جو کچھ چل رہا تھا اس سے بھی وہ خوب واقف تھے۔

ندا جس طرح سحری اور افطاری رات کے کھانے کی تیاری میں گھن چکر بنی تھی، ساتھ فروا کو بھی سنبھال رہی تھی، انھیں بیگم پر افسوس تھا کہ وہ سب کچھ بہو پر ڈال کر سکون سے بیٹھ گئی تھیں۔

”آپ کی پریشانی کا حل ہے میرے پاس۔۔۔“ وہ یہ کہتے ہوئے اُٹھ کر الماری سے ایک کتاب نکال لائے۔

”اچھا۔۔۔ کوئی وظیفہ ہے کیا عبادت میں دل لگانے کا؟“ طاہرہ بیگم کو تجسّس نے گھیرا۔

”یہ سنیں۔“

یہ واقعہ ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کا کہ ایک بار بڑی پیرانی صاحبہ نے حضرت سے کہا کہ میں ذرا رشتے داری میں جا رہی ہوں، آٹھ بجے مرغیوں کو ڈربے سے نکال دیجیے گا اور دانہ پانی دے دیجیے گا۔ حضرت بھول گئے، مرغیاں ڈربے میں بند رہیں۔ تفسیر بیان القرآن کے لیے قلم اُٹھایا، سارے علوم ختم! کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، دل میں اندھیرا آ گیا، سارے علوم و معارف غائب ہو گئے۔ حضرت سجدے میں گر کر رونے لگے کہ یا اللہ! مجھ سے کیا خطا ہو گئی، کیا گناہ ہے کہ جس سے آج آپ کی نگاہِ کرم میرے دل پر سے ہٹ گئی اور میرے دل سے سارے علوم غائب ہو گئے، میں تو آج دل کو بالکل خالی پا رہا ہوں۔ اچانک آواز دل میں آئی کہ اشرف علی! میری مخلوق مرغیاں ڈربے میں بند ہیں، آج وہ اندر اندر کُڑھ رہی ہیں، میری مخلوق کو ستا کر علوم و معرفت کا انتظار کرتے ہو، جاؤ! جلدی مرغیوں کو کھولو۔ حضرت کانپ گئے، بھاگے ہوئے گئے، مرغیوں کو کھولا اور دانہ پانی رکھ دیا۔ جب واپس آئے تو دل میں فوراً سارے علوم کا دریا بہنے لگا۔ ایک جانور پر ظلم کا تو یہ عذاب ہے اور ہمارا کیا حال ہے۔

افففف اللہ رحم۔۔۔ اور جو لوگ جان بوجھ کر بے زبان جانوروں کو تنگ کرتے ہیں تو ان لوگوں کا کیا ہو گا؟

مگر اس میں میری پریشانی کا کیا حل ہوا بھلا؟

”ذرا غور کریں، کہیں آپ کے قریب میں کسی شخص کو آپ کی وجہ سے کوئی اذیت تو نہیں ہو رہی؟“

”میں کیوں کسی کو تکلیف دوں گی؟ کیا میں جانتی نہیں کہ کسی کو تنگ کرنا کتنا گناہ ہے۔“

”بیگم! میرا اشارہ بیٹی ندا کی طرف ہے۔۔۔ وہ بچی جس طرح حرفِ شکایت لائے بغیر کاموں میں مشغول رہتی ہے، وہ قابلِ ستائش ہے۔ اس کا خیال کریں کہ آپ اپنی عبادت کم کر کے اس کا کام تھوڑا ہلکا کر دیں، تاکہ وہ بھی اس ماہ کی برکتیں اور رحمتیں سمیٹ سکے۔“

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”اے ایمان والو! نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون و مدد کرو اور گناہ اور برائی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔“ (المائدۃ:2)

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ

ترجمہ: ”لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع اور فائدہ پہنچائے۔“ (جامع ترمذی)

طاہرہ بیگم کو اس وقت بڑی شدّت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا، وہ منیر صاحب کی شکر گزار تھیں کہ انھوں نے ان کی سوچ کا زاویہ بدل ڈالا تھا۔۔۔

رمضان کی لذت

کائنات غزل

"واو۔۔۔رمضان کی لذت"

"ارے رمضان کے مہینے میں بھی تم لذتوں کو لے کر بیٹھی ہو" ارما کی آواز پر روما نے چونک کر سر اٹھایا۔

"یعنی خاص نمبر آگیا ہے اور تم نے چپکے چپکے اُڑا بھی لیا اور رمضان کی لذتوں سے مستفید بھی ہو رہی ہو۔"

ارما کہتے ہوئے دھپ سے روما کے برابر بیڈ پر ٹک گئی اور اس کے ہاتھ سے فہم دین لے لیا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔

واہ بھئی! تم نے بتایا نہیں ایسا کیا ہے "رمضان کی لذت" میں جو تم گم صم بیٹھی ہو۔۔۔ تم جیسی مطالعے سے دور بھاگنے والی حسینہ نے میگ اٹھالیا۔

"ہاں، ہاں، ارما اس میں رمضان المبارک کی حقیقی لذتوں کا ذکر ہے۔" روما نے نم آنکھوں سے بہن کو دیکھا۔

"اچھا۔۔۔ کیا مطلب؟" اس نے اچنبھے سے دیکھا۔

"مطلب یہ ارما! کہ ہم رمضان المبارک آنے سے پہلے کتنا خوش ہوتے ہیں۔۔۔ عید کے انتظار میں عید کی تیاریوں کے لیے رمضان کا استقبال کرتے ہیں۔"

سحری میں مزے مزے کی چیزیں اور افطار پارٹیوں کے مزے کے لیے ہم رمضان کا انتظار کرتے ہیں۔ لیکن اس میں، اس میں تو کچھ اور ہی لکھا ہے۔ اس میں تو ایک الگ ہی جہاں کی باتیں ہیں، اس میں تو بتایا گیا ہے کہ آسمان سے اوپر کے کیا نظارے ہوتے ہیں؟ رمضان میں کیا گہما گہمی ہوتی ہے، روزہ داروں کے لیے انعامات مقرر کیے جا رہے ہوتے ہیں، فرشتے، حوریں، آسمان والے روزے داروں کی فکر میں ہوتے ہیں، کب کوئی روزے دار معافی طلب کرے، اس کی معافی اللہ کے حضور پیش کی جائے، کب کوئی عبادات میں زیادتی کرے، کب اس پر رحمتوں کی بارش ہو۔ اتنا خوب صورت، حسین ماحول، چشمِ تصوّر سے دیکھو تو ارما، رمضان سے قبل آسمان کو سجایا جا رہا ہوتا ہے، سو جو آسمانی نور سے بنے قمقمے، اللہ اکبر! سجانے والے فرشتے اور حوریں، کتنی گہما گہمی اور لذّتیں، کتنا پُر نور منظر، کیسا سرور ہوتا ہو گا، اور وہ اللہ، ہائے اللہ کی محبتیں، وہ پہلے عشرے میں رحمتوں کی برسات، وہ ہر گھڑی مقبولیت کی، ہر روز منادی کا اعلان لگانا، مانگو جو مانگنا ہے، کیا نظارے ہوتے ہوں گے، اصل میں تو لذتیں اور مزے آسمان والوں کو ملتے ہیں۔ روما نم آنکھوں سے کھوئے کھوئے انداز میں کہے جا رہی تھی۔ ٹھیک کہہ رہی ہو روما تم، واقعی آسمان والوں کے ہاں جشن کا سماں ہوتا ہو گا۔

"وہاں رمضان کی لذّتیں ہی جدا ہوتی ہیں، لیکن روما ایک بات تو سوچو" ارما خاموش ہوئی تو روما نے اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ یہ کہ فرشتے اور حوریں، انھیں کب روزے رکھنے ہوتے ہیں۔ آسمان والوں کے لیے تو جنت اور جہنم سے کیا لینا دینا، سزا، جزا، حساب کتاب یہ سب ان کے لیے تو نہیں، یہ رونقیں، یہ سجاوٹیں، یہ پکاریں، یہ سب تو دنیا والوں کے اعزاز میں ہوتی ہیں۔

جو دنیا والے رمضان کے مہینے کو حقیقتاً رمضان سمجھیں گے، انھیں ہی یہ برکات حاصل ہو سکیں گی۔ عید کی تیاریاں تو رجب اور شعبان میں بھی ہو سکتی ہیں۔ اور رہی بات سحر و افطار کی، تو کیوں نہ ہم سادگی اپنائیں اور آسان سی سحری بنالیں، جس میں وقت کم خرچ ہو اور قوت بھی حاصل ہو۔ اسی طرح افطار پارٹیوں کا رواج ہی ختم کر دیں، کیا ہم اپنے پیارے رب کے لیے کچھ دن لوگوں سے ملنا کم نہ کر دیں؟

صرف ایک اکیلے اللہ رب العزت کو اپنا ایک ماہ پورا دے دیں، وہ رب جو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ سارا سال گناہوں میں مبتلا رہنے والوں کے لیے رحمت و مغفرت کے لیے دروازے کھول دیتا ہے، وہ رب، اس کی عنایتوں پر قربان ہو جانے کا جی چاہتا ہے، اس ایک ماہ میں صرف اللہ سے ہی راز و نیاز نہ کریں۔ ملنے ملانے، پارٹیوں اور گیدرنگ کے لیے تو پورا سال ہوتا ہی ہے نا! اس ماہ میں ہم زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھ کر اس رب کا قرب حاصل کر لیں۔

پہلے عشرے میں رحمتوں کی لذّتوں کو لوٹ لیں۔

دوسرے عشرے میں مغفرت کے پروانے کو تھام لیں۔

تیسرے عشرے میں رب سے معافی اور رب کی رضا مل جائے۔

"قیام اللیل کریں، جب نوافل سے تھک جائیں تو قرآن اٹھالیں اور جب قرآن کی لذّت لے چکیں تو تسبیح تھام لیں، نہ بلاوجہ کا لوگوں سے ملنا ہو گا تو نہ کسی کی غیبت ہو گی نہ کسی کا دل دکھے گا۔"

"لیکن روزے دار کو افطار کرانے کا بھی بہت ثواب ہے" روما نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"بالکل ہے، لیکن اس کے لیے افطار پارٹیاں شرط نہیں ہیں یا ساری دوپہر کچن میں کھڑے ہو کر پڑوس میں افطاریاں بجھوانا شرط نہیں ہے۔ اس کی فضیلت میں تو ایک کھجور دے کر یا ایک گلاس پانی دے کر بھی شامل ہوا جا سکتا ہے۔ کھانا لوگوں میں تقسیم کروا دو، لیکن اس کے طریقے بھی علما سے معلوم کیے جا سکتے ہیں، کیوں کہ رمضان میں خرچ کرنے کا ثواب بھی ہر عمل کی طرح ستر گنا بڑھ جاتا ہے، لیکن خرچ کرنے کا بھی سنت طریقہ ہو۔"

"واقعی ارما۔۔۔ تم نے بہت قیمتی باتیں بتائی ہیں۔ میں انھیں ٹائپ کر کے گروپ میں ڈالوں گی، تاکہ اور لوگوں کو بھی تو فائدہ ہو اور وہ بھی رمضان کی بھرپور لذّتیں حاصل کر سکیں۔ ارما نے بیڈ پر اِدھر اُدھر ہاتھ مار کر موبائل تلاش کیا۔"

"یہی، یہی تو آج رشتوں کو، اعمال کو، ضایع کرنے اور نور کو ختم کرنے والی چیز غیر نے ہمارے ہاتھ میں تھما دی ہے، جسے بہت اچھا سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں۔"

نہیں میری بہنا نہیں، سب سے پہلے اس گناہ کے ڈبے کو بند کر کے اندر رکھ دو اور یہ لو، یہ کتابیں ہیں جن سے دین آگے پھیلا ہے، انھیں پڑھو بھی اور اپنی سہیلیوں کو بھی پڑھنے کے لیے دو اور دین کو صحیح راستے سے پھیلانے کا ذریعہ بنو اور رمضان کی لذّتیں حاصل کرو۔ ارما نے فہمِ دین واپس روما کے ہاتھ میں تھمایا اور اُٹھ کھڑی ہوئی کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا اور اسے نماز پڑھ کر اپنی بہن اور ساری امت کے لیے دعا مانگنی تھی۔

CLIFTON MEDICO
Pharmacy

Ramadan
KAREEM

OUR SERVICES
Fast and friendly service | Personal care | One stop shop for all your prescription needs

GENUINE 100% GUARANTEED MEDICINE

Prescribed Medicine Compounding

TEMPERATURE CONTROLLED ENVIRONMENT

Clifton Store: Shop no B11 beach blessing Homes Block 2 Clifton | 021-35865686 | 0331 5865666

DHA Store: Shop No. 1 Plot #85-C, Khayaban-e-Jami, Phase VII, DHA, Karachi | 021-35310786 | 0337 9730786

رحمان کے بندے

نشا وقار

انعم کے ابّا کہاں رہ گئے تھے آپ؟ کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں، تراویح ختم ہوئے بھی دو گھنٹے ہوگئے ہیں، پتا ہے آپ کو؟؟ کیسے کیسے وہم آرہے تھے مجھے؟ جیسے ہی شاداب نے داخلی دروازہ کھول کر گھر کے اندر قدم رکھا، جائے نماز پر بیٹھی آخری عشرے کی دعا اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ کا ورد کرتی شاہانہ بے قراری سے شوہر کی طرف بڑھیں۔ صبر کرو بیگم پہلے ایک گلاس پانی پلاؤ مجھے، روزے کی حالت میں تو اللہ ایسا صبر دیتا ہے کہ پانی کو دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا، لیکن افطار کے بعد تو بار بار گلا خشک ہوتا ہے، مانو کانٹے اُگ آئے ہوں جیسے گلے میں شاداب نے بات سے بات نکالی، جانتے تھے اپنی شریک حیات کو اگر وہ کچھ دیر اور پریشان رہتیں تو یقینی طور پر ان کا بلڈ پریشر بڑھ جانا تھا، ایسے میں ڈاکٹر اور دوا دونوں ہی ان کی پہنچ سے دور تھے۔ وہ تو بھلا ہو روزے داروں کا جو نیکیوں کی جستجو میں اپنے آس پاس بسنے والے غریب غربا کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، جن کے طفیل سفید پوش خاندانوں کی عزّتوں کے بھرم رہ جاتے ہیں، یوں ماہِ صیام غریبوں کے گھروں میں رحمت بن کر اترتا ہے، اس طرح غریب و امیر دونوں رب تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔

یہ ماہِ رحمت کی ہی برکتیں تھیں جن کی بدولت ڈاکٹر کی لاکھ ہدایت کے باوجود سارا سال پھلوں کو دور دور سے دیکھنے والے خریدنے کی استطاعت نہ رکھنے والے افطاری کی صورت میں اللہ کی نعمتوں سے سیراب ہو جاتے تھے۔ شاداب کے ہمسایوں کا تعلّق بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا، جو صرف حقوقُ اللہ پر ہی نہیں، بلکہ حقوقُ العباد پر بھی خاص توجہ دیتے ہیں۔ یہ ہی وجہ تھی کہ ماہِ صیام میں اپنی عبادت کی قبولیت کو عرشِ معلّیٰ پر جگمگاتا دیکھنے کی خواہش میں بغیر کچھ جتائے، وہ روز ٹرے بھر کر افطاری بڈھا بڈھی کے لیے بھیج دیتے تھے۔ سحری کے لیے دال روٹی کا بندوبست کرنا بھی مہنگائی کے اس دور میں شاداب کو ہلکان کر دیا کرتا تھا، اکثر تو سحری میں سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر روزہ رکھ لیا جاتا تھا۔۔۔ باتیں کرتے کرتے شاداب تھکے ماندے قدموں سے صحن میں بچھی چارپائی پر جا کر نیم دراز ہوگئے اور کیاریوں میں لگے پودوں کو بغور دیکھنے لگے۔ رات کی رانی کی بھینی بھینی خوشبوؤں نے پل بھر کے لیے انھیں سب غم بھلا دیے تھے، وہ آنکھیں موندے جانے کب تک ایسے ہی بیٹھے رہتے کہ شاہانہ کی آواز پر چونک اٹھے۔ انعم کے ابّا! کیا ہوا سب خیریت ہے، اتنے کھوئے کھوئے کیوں ہیں آپ؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟ طبعیت ٹھیک ہے ناں آپ کی؟؟ شاہانہ پانی کا گلاس شاداب کو دے کر خود بھی چارپائی پر ہی ٹک گئیں اور فکر مندی سے شوہر کو دیکھنے لگی۔

شاداب کا اترا چہرہ شاہانہ کو ہولائے دے رہا تھا، جب سے انعم کی شادی ہوئی تھی شاہانہ اور بھی زیادہ حساس ہو گئی تھی شوہر کو لے کر وہ دونوں ہی تو تھے ایک دوسرے کے بڑھاپے کا سہارا، ایک لڑکھڑاتا تھا تو دوسرا تھام لیتا تھا۔ ارے ٹھیک ہوں میں کچھ نہیں ہوا مجھے، بس تھوڑا تھک گیا ہوں۔ شاداب نے مصنوعی بشاشت سے شاہانہ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔۔۔ اور دیر اس لیے ہو گئی، ایک ضروری کام سے شاہ صاحب کی طرف نکل گیا تھا۔۔۔ اللہ خیر ایسا کون سا ضروری کام پڑ گیا کہ آپ کو شاہ صاحب کے پاس دوبارہ جانا پڑ گیا، اللہ اللہ کر کے اتنی مشکل سے تو ان کا قرضہ اترا تھا۔ آپ پھر ان کے پاس پہنچ گئے۔۔۔ شاہ صاحب کے نام پر شاہانہ نے خوف سے جُھرجُھری لی، شاہانہ کو بے ساختہ انعم کی شادی کے لیے لیا گیا شاہ جی کا قرضہ اتارنا یاد آگیا جو دونوں میاں بیوی کے لیے عذاب بن گیا تھا، ساری ساری رات دونوں کارچوک پر بیٹھ کر آری زردوزی کا کام کرتے تھے۔ دن میں شاہانہ گھر سنبھالتی اور شاداب محلے میں پرچون کی دوکان پر روزانہ کی اُجرت پر صبح سے شام تک بیٹھا کرتے تھے، جب کہیں جا کر قرضہ اترا تھا۔ بڑھاپے میں بیماریوں کے ساتھ اتنی کڑی محنت نے دونوں کو نڈھال کر دیا تھا۔ یہ ہی وجہ تھی کہ شاہانہ کو شاہ جی کے نام سے خوف آنے لگا تھا۔ بے فکر رہو، اس بار ادھار نہیں لیا ہے۔۔۔ شاداب نے جیب سے پیسے نکال کر شاہانہ کو پکڑائے۔

”پھر یہ پیسے کہاں سے آئے؟“ شاہانہ نے سوالیہ نظروں سے شوہر کو دیکھا جن کا تھکن سے چور بدن کوئی اور ہی کہانی سنا رہا تھا۔

”تم چھوڑو اس بات کو کہ پیسے کہاں سے آئے، یہ بتاؤ کہ انعم کی کوئی خیر خبر ہے؟ کیسی ہے وہ سسرال میں؟ اس کا پہلا رمضان ہے، خوش تو ہے ناں میری بچی؟؟“ شاداب نے شاہانہ کا دھیان شاہ جی کی طرف سے ہٹانے کے لیے جان بوجھ کر انعم کا ذکر چھیڑا۔۔۔

”جب سے رمضان آئے ہیں، تب سے کوئی بات ہی نہیں ہو سکی اس سے، جب بھی کال کرتی ہوں کہتی ہے مصروف ہوں، تھوڑی دیر میں بات کرتی ہوں، کہہ کر کال کاٹ دیتی ہے۔ بڑی یاد آرہی ہے اس کی، پہلا رمضان ہے ناں! اس کے بغیر زندگی گزارنے کی عادت آہستہ آہستہ ہی ہو گی۔“ شاہانہ کے لہجے میں ماں کی ممتا تڑپ اٹھی تھی۔ ”انعم کی شادی کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ بیٹیوں کو پرایا کیوں کہا جاتا ہے۔

”بیٹیاں تو ماں، باپ کے گھر کی چڑیا ہوتی ہیں، جو کچھ عرصے کے لیے اپنی چہچہاہٹ سے ہمارے آنگن کو رونق بخش کر ہمیشہ کے لیے اپنے اصلی گھر میں چہچہانے چلی جاتی ہیں۔ اسے سجانے سنوارنے بنانے میں اس قدر مصروف ہو جاتی ہیں کہ اپنا آپ بھول جاتی ہیں، شاید یہ ہی وجہ ہے کہ انعم چاہ کر بھی تمھیں کال بیک نہیں کر پاتی۔ تم اپنا دل چھوٹا مت کرو، وہ بھی ہمیں بہت یاد کرتی ہو گی، لیکن نئی زندگی کی مصروفیات میں اسے وقت نہیں ملتا ہو گا۔ ہم بہت جلد انعم سے ملنے جائیں گے اور اس کو افطار پر بھی بلائیں گے، تم خوب دل کھول کر بیٹی کی خاطر مدارت کرنا۔ اللہ کا شکر ہے کہ پیسوں کا بندوبست ہو گیا ہے، کیا خیال ہے آنے والے اتوار کو انعم کے سسرال چلیں؟ تم مل بھی لینا بیٹی سے اور جو جو تمہارے دل میں ارمان ہیں عیدی تہواری کے وہ سارے پورے کر لینا۔“

جب سے رمضان آئے تھے، شاہانہ تقریباً روز ہی شاداب سے بیٹی داماد کو افطار پر بلانے کا کہہ رہی تھیں، لیکن کم آمدنی کی وجہ سے بچت ہی نہیں ہو پا رہی تھی کہ افطاری کا بندوبست کیا جا سکے، حالاں کہ انعم کے سسرال والے بہت اچھے اور سُلجھے ہوئے لوگ تھے، لیکن شاہانہ کو یہ ڈر تھا کہ پہلے ہی ان لوگوں نے شادی پر ان کا کم سے کم خرچہ کروایا تھا، انعم کا

شادی کے بعد پہلا رمضان ہے، اگر بیٹی داماد کو افطار پر بھی نہیں بلایا تو اس کے سسرال والے کیا سوچیں گے؟ کہیں انعم کے لیے اس کے والدین کی غربت طعنہ نہ بن جائے۔

”آپ نے پھر ادھار لے لیا ناں؟ آپ کی پینشن سے تو گھر ہی اتنی مشکل سے چلتا ہے، قرضہ کیسے اتاریں گے ہم۔۔۔“ شاہانہ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

”ارے یار! کتنی بار بولوں کہ ادھار نہیں لیا، اپنی موٹر سائیکل بیچی ہے جب سے ریٹائر ہوا ہوں، باہر آنا جانا کم ہی ہوتا ہے، سو چا بیچ ہی دوں، گھر میں کھڑے کھڑے زنگ ہی کھا رہی تھی، اب ہو گئی تمہاری تسلّی۔۔۔ جاؤ! جا کر سو جاؤ، خود بھی پریشان رہتی ہو اور مجھے بھی پریشان کرتی ہو، میں چھت پر جا رہا ہوں سونے کے لیے، اللہ جانے لائٹ کب آئے گی؟ اللہ ہدایت دیں ان بجلی والوں کو جو اتنی گرمی میں روزے داروں کو پنکھے کی ہوا سے بھی محروم کر دیتے ہیں، تم بھی اوپر ہی آ جاؤ، بہت حبس ہے نیچے۔۔۔ شاہانہ کے بار بار پوچھنے پر شاداب جھنجھلاتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شاداب کے پاؤں کی لڑکھڑاہٹ شاہانہ کو مزید اُداس کر گئی۔ موٹر سائیکل کے بغیر شاہ جی کی بیٹھک سے اپنے گھر تک شاداب پیدل آئے تھے، جس کی وجہ سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور چلتے چلتے لڑکھڑا رہے تھے آپ سو جائیں اوپر جا کر، میں ابھی تہجد پڑھوں گی، مجھے ویسے بھی سحری تک جاگنا ہے، جب تک لائٹ نہیں ہے پانی کی موٹر میں سے لائن کا پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا رہے گا، جس سے ایک گیلن تو پانی کا بھر ہی جائے گا۔ فجر تک لائٹ آ جائے گی تو اس ایک قطرے سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ شاہانہ نے سیڑھیاں چڑھتے شوہر کو جواب دیتے ہوئے کمال مہارت سے آنکھوں میں آئے آنسوؤں کے سیلاب کو پلکوں کی باڑ کے پیچھے دھکیلا جو شوہر کے لرزتے قدم دیکھ کر بے اختیار ان کی آنکھوں میں اُمنڈ آئے تھے، تہجد تو صرف بہانہ تھا، در حقیقت انھیں تو اپنا دل ہلکا کرنا تھا اللہ کے حضور سجدوں میں، جانتی تھی شوہر کا موٹر سائیکل کے بغیر گزارا نہیں ہے، دو قدم چلتے ہیں تو سانس پھولنے لگتی ہے، ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں بی پی بڑھ جاتا ہے، اتنی مہنگائی میں رکشہ ٹیکسی افورڈ کرنا ان کے لیے آسان نہیں تھا، بس اور چنگچی کا اسٹاپ گھر سے کافی دور تھا، سمجھ گئی تھیں بیٹی کی سسرال میں عزّت بنانے کے لیے میاں نے موٹر سائیکل کی قربانی دی ہے۔ بوجھل دل سے شاہانہ کمرے میں آ کر تہجد پڑھنے لگیں۔

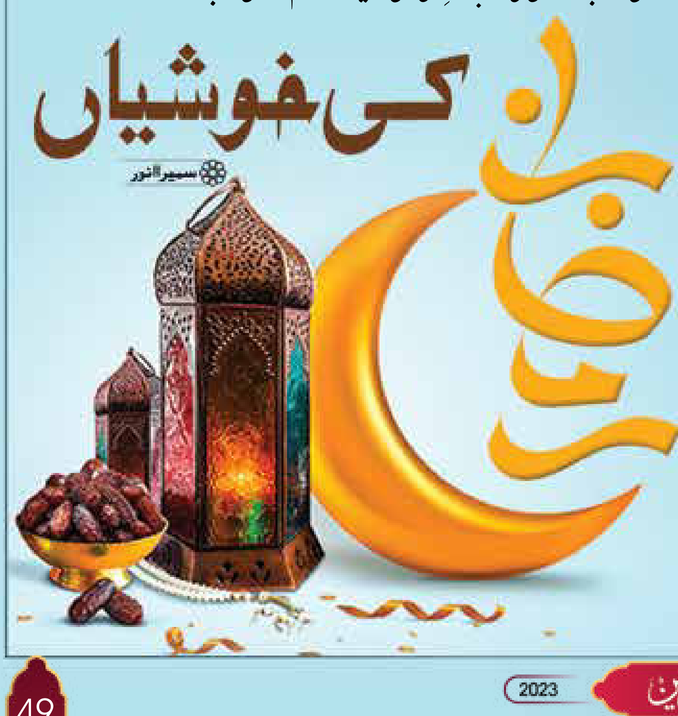

”حوریہ بیٹی! جلدی کرو۔ افطاری میں کچھ منٹ ہی باقی ہیں۔“ دادی جان نے باورچی خانے میں جھانک کر دیکھا۔ حوریہ نے چنا چاٹ بنانے میں مصروف تھی۔ دادی جان کی آواز سن کر بولی: ”جی دادی جان! بس کام مکمل ہو گیا ہے۔“

”حوریہ بیٹی! افطار میں پلاؤ بنانا تھا“ دادی جان کی بات سن کر اپنے کمرے سے نکلتی ارفع کہنے لگی۔

”دادی جان! اس کام چور کو میں نے صبح اپنا سوٹ استری کے لیے دیا تھا، لیکن اس نے جان بوجھ کر بھول جانے کا ناٹک کیا ہے اور اب یہ پلاؤ بنانا بھی بھول گئی ہو گی۔“

”دادی جان! سحری کے بعد مجھے یاد نہیں رہا اور میں دوسرے کاموں میں لگ گئی۔“ حوریہ کی بات سن کر دادی جان نے ارفع کو گھورا اور بولیں: وہ سحری سے افطاری تک کاموں میں لگی رہتی ہے اور تم صرف روزہ رکھ کر سوتی ہو۔ نہ نماز پڑھتی ہو اور نہ ہی قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرتی ہو۔“

”دادی جان! آپ اس ملازمہ کی حمایت ہی کرتی ہیں اور میرا بالکل بھی ساتھ نہیں دیتیں۔“ ارفع نے غصے سے کہا اور واپس کمرے میں چلی گئی۔ اس کی بات سن کر حوریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دادی جان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل ہی دل میں اپنی پوتی کی سوچ پر افسوس کرتے ہوئے باورچی خانے سے نکل آئیں۔

حوریہ کی والدہ دادی جان کے گاؤں سے تھیں۔ غربت کی وجہ سے انھوں نے گھروں میں کام شروع کر دیا۔ حوریہ ان کی اکلوتی اولاد تھی۔ شوہر کی وفات کے بعد وہ دادی جان کے ساتھ شہر آ گئیں۔ حوریہ پانچ سال کی تھی تو اس کی والدہ اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئیں۔ دادی جان نے ہی حوریہ کی پرورش کی تھی۔ وہ معصوم سی بچی سہمی سہمی رہتی تھی۔ ارفع دادی جان کے اکلوتے بیٹے کی لاڈلی بیٹی تھی۔ وہ حوریہ کو بہت تنگ کرتی اور بات بات پر اس کی بے عزتی کرتی۔ وقت گزرتا گیا۔ اب دونوں ایک ہی کالج میں پڑھ رہی تھیں۔ حوریہ بہت ذہین اور اساتذہ کی قابل شاگرد تھی۔ ارفع اسے سب سے اپنے گھر کی ملازمہ کی حیثیت سے متعارف کرواتی۔ ارفع کی امی، ابو اور دادی جان اسے بہت سمجھاتے، لیکن وہ حوریہ کو پریشان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی۔ رمضان المبارک کا مہینا تھا۔ سحری، افطاری کی تیاری میں وہ ارفع کی امی جان کی مدد کراتی تھی۔ دادی کے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ اس وجہ سے دادی جان اس سے بہت محبت سے پیش آتی تھیں۔ انھیں حوریہ کے ساتھ ارفع کا ہتک آمیز لہجہ بہت ناپسند تھا۔ حوریہ رمضان المبارک کی عبادات سے لطف اٹھاتی اور اللہ تعالی سے دعا کرتی کہ وہ کسی طرح ارفع کے دل میں اس کے لیے جگہ بنا دے۔

افطاری کا وقت تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی، وہاں ایک فقیر تھا۔

”بابا! میرے حق میں دعا کرنا۔“ حوریہ نے اسے افطاری کا سامان پکڑاتے ہوئے کہا۔

”بیٹا! میرا اللہ تمھیں بہت سی خوشیوں سے نوازے گا۔“ فقیر اسے دعا دے کر چلا گیا۔ بابرکت مہینے کی خوب صورت ساعتوں میں حوریہ کا ایک اچھے خاندان میں رشتہ ہو گیا۔ عید کے بعد اس کا نکاح تھا۔ دادی جان اس کا جہیز بنانے میں مصروف ہو گئیں۔ ارفع بہت چپ رہنے لگی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح حوریہ کا رشتہ وہاں نہ ہو، لیکن اللہ تعالی نے حوریہ کا بہت اچھا نصیب کیا تھا، جسے کوئی زبردستی چھین نہیں سکتا تھا۔

”حوریہ! مجھے معاف کر دو۔ میں نے ہر معاملے میں تمھیں نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے، لیکن مجھے ہمیشہ ناکامی ہی ملی ہے۔“ ارفع نے اس سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

”میرے دل میں تمہارے لیے کوئی ناراضی نہیں ہے۔“ حوریہ نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

”رمضان المبارک مجھے بہت سی خوشیاں دے گیا۔ فقیر کی دعا قبول ہو گئی۔“ حوریہ یہ سوچ کر مسکرائی اور ارفع کے ساتھ چل دی، کیوں کہ اسے ابھی بہت سی تیاریاں کرنی تھیں۔

رمضان المبارک میں دعا ضرور مانگیں اور دوسروں سے بھی کہیں وہ آپ کو اپنی دعا میں یاد رکھیں۔ نہ جانے کس کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا مقام حاصل کر جائے۔

Puffin

A wide range of feminine hygiene products and a complete incontinence solution for men and women

PANTY LINER

- Super soft surface.
- Ultra thin for comfort.
- Helps to prevent leakage.

TAMPONS

- Made with a soft, absorbent core.
- Easy and comfortable insertion.

ADULT PULL UPS

- Soft, breathable material.
- Snug and secure fit.
- Wetness Indicator.
- Barriers to prevent leakage.

IMPORTED

ADULT DIAPER

- Maximum comfort and absorbency.
- Multi-layer absorbent core.
- Suitable for moderate to
- heavy incontinence.

UNDER PADS

- Soft surface.
- Highly absorbent.
- Waterproof backing.
- Anti Bacterial.

marvelCore Tree
QUALITY SOLUTIONS FOR LIFE

/marvelcoretree

pandamart

SHOP ONLINE www.keeps.pk

For more info: 03000330235

شعبان کا چاند نظر آگیا تھا۔ ساتھ خالہ کبریٰ کے محمد عثمان سات سال کے ہوگئے تھے۔ ایسے میں سارا خاندان ہی خوش تھا، آخر خالہ کے گھرانے کے اکلوتے چشم وچراغ جو تھے۔ گھر بھر کی آنکھ کا تارا محمد عثمان ذہین اور فرماں بردار تھے، مگر محمد عثمان کی خوشی دیدنی تھی کیوں کہ ماہِ رمضان کی آمد بس چند دنوں کی دوری پر ہی تھی۔

پچھلی سردیوں کی چھٹیوں میں جب محمد عثمان نے قرآن شریف مکمل کیا تو دادا جان، دادی جان اور خالو جان سمیت تمام ہی گھر والوں نے خوبصورت تحائف دیے۔ خالہ کبریٰ نے جب محمد عثمان سے پوچھا کہ تحفے میں اُنھیں کیا چاہیے تو محمد عثمان نے بہت محبت سے خالہ جان کا دستِ شفقت چومتے ہوئے اگلے سال رمضان کے روزے رکھنے کی اجازت تحفے میں طلب کی۔ خالہ کبریٰ نے محمد عثمان کا جوش وجذبہ دیکھتے ہوئے اجازت دے دی۔ آخر کو محمد عثمان دادا جان اور دادی جان سمیت سب کو ہی جان ودل سے پیارے تھے۔

اجازت کیا ملی محمد عثمان کے شب وروز کاٹنا مشکل ہوگئے۔ پہلے تو دن پر لگا کر اڑتے محسوس ہوتے تھے، پر اب دن تو جیسے اپنی جگہ ساکت ہوگئے تھے۔ مدرسے سے واپسی پر جب کلینڈر پر نگاہ پڑتی تو محمد عثمان پھر دن گنتے اور خالہ کبریٰ یوں آتے جاتے عثمان کو مضطرب وبے چین دیکھتی تو پیار سے ماتھا چوم لیتیں۔ عصر کی نماز کے بعد اب اکثر تعلیم کا موضوع بھی اہتمامِ رمضان ہی ہوا کرتا۔ ایسے میں ننھا سا دل حُبِّ رسول ﷺ میں سرشار اتّباعِ رسول ﷺ کرتے ہوئے ہر نماز میں دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ خاص طور پر بتائی گئی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَب، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ کا وِرد بھی کرتا۔

نماز کی ادائیگی باجماعت ادا کرنے پر امام مسجد جو دادا جان کے دوست بھی تھے، محمد عثمان سے بہت خوش تھے اور جب دادا جان نے بتایا کہ ان شاء اللہ! اس رمضان محمد عثمان روزہ رکھنے جارہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے اور ڈھیر ساری دعائیں بھی دیں۔

اللہ کا کرم ہوا اور رب العزت نے رمضان کا چاند بھی دکھایا۔ صبح پہلی سحری تھی۔ محمد عثمان دادا جان اور خالو جان کے ساتھ عشاء کی نماز اور نمازِ تراویح سے فراغت کے بعد جلد ہی بستر پر دراز ہوگئے۔ صبح جلدی جو جاگنا تھا۔ خوشی کے مارے نیند آنکھوں سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ خالہ جان بھی فرائض کی ادائیگی کے بعد جب کمرے لائٹ آف کرنے آئیں تو غیر معمولی طور پر محمد عثمان کو جاگتے ہوئے پایا تو پریشان ہو کر ماتھا چھوا "امی جان! میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ پریشان نہ ہوں، بس خوشی کی وجہ سے نیند نہیں آرہی ہے۔ آلارم لگالیں، کہیں صبح آنکھ نہیں کھلی تو۔۔۔" محمد عثمان کی بات سن کر خالہ جان مسکرادیں اور کہا۔

"بیٹا! آپ بے فکر ہو کر سوجائیں۔ میں نے آلارم لگادیا ہے، ان شاء اللہ سحری میں ملاقات ہوگی۔"

"سحری کا انتظام تو بہت خاص ہونا چاہیے آج!" دادا جان نے دادی جان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جی آپ بے فکر رہیں، ان شاء اللہ! آپ کو انتظام پسند آئے گا۔" تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر تسبیحات میں مشغول دادی جان نے جواب دیا۔

دادا جان نے بھی "ان شاء اللہ!" کہا۔

سحری کا وقت قریب آرہا تھا، البتہ آلارم بجنے میں ابھی کافی وقت تھا۔ اتنے میں محمد عثمان کی آواز آئی۔

"السلام علیکم!" محمد عثمان نے تمام گھر والوں کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" سب نے محبت سے جواب دیا۔

"آئیں بیٹا، ماشاء اللہ! آج آپ کی پہلی سحری ہوگی انشاء اللہ!" دادا جان نے پیار سے محمد عثمان کو اپنے پاس بٹھالیا اور بتایا۔

قرآنِ حکیم میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

"اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

بیٹا ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

"جس نے بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔"

محمد عثمان بہت توجہ سے دادا جان کی باتیں سن رہے تھے کہ دادی جان گویا ہوئیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ

"روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے، جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔"

محمد عثمان نے دادا جان اور دادی کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے میں کبریٰ خالہ نے دستر خوان لگادیا۔ سب نے سحری کی اور سائرن کی آواز کے ساتھ ہی مسواک کرتے اور وضو سے فارغ ہو کر سب مردوں نے فجر کی نماز کے لیے مسجد کا رُخ کیا، جب کہ تمام عورتوں نے مصلّے گھر میں ہی بچھا لیے۔ ایک پُر نور فضا تھی، ہر طرف اہتمام عبادت عروج پر تھا۔ مسجد میں آج الگ ہی رونق دیکھنے کو ملی۔

محمد عثمان نے نماز کے بعد مدرسے کی راہ لی۔ مدرسے میں وقت اچھا گزرا۔ آج سب الگ اور خوب صورت محسوس ہورہا تھا۔ چھٹی کے بعد محمد عثمان نے گھر کی راہ لی۔ آج اُسے تھکن کا احساس نہیں تھا، بلکہ اپنا آپ ہلکا محسوس ہورہا تھا۔ ظہر کی نماز بعد کبریٰ خالہ نے قیلولہ کی غرض سے محمد عثمان کو لیٹنے کی تاکید کی اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد محمد عثمان نے دادا جان اور دادی جان کے ساتھ وقت گذارا اور کبریٰ خالہ نے کچن سنبھالا، افطاری بھی تو سپیشل بنی تھی آج! سو کبریٰ خالہ مصروف ہوگئیں۔ اتنے میں دوازے پر دستک ہوئی۔ خالو جان دروازے سے اندر داخل ہوئے ساتھ محمد عثمان کے لیے کبریٰ خالہ اور خالو کی جانب سے اسپیشل گفٹ بھی ساتھ لائے۔ ایک خوب صورت سائیکل!! مغرب کی اذان کے ساتھ ہی سب نے کھجور اور طرح طرح کے افطار کے لیے دستر خوان پر موجود نعمتوں کے لیے رب کی شکر گزاری میں سرشار روزہ افطار کیا۔ یوں محمد عثمان کا پہلا روزہ ہمیشہ کے لیے یادگار ہوگیا۔

برادران قاسم

ام محمد عبداللہ

"**افففف** اتنی دور، وہ بھی اکیلے اور اتنا سامان اٹھا کر۔ ناں جی ناں! میں نہیں جانے والا۔" سعد بھائی نے یہ دہائیاں اس وقت دینی شروع کیں جب امی جان نے عصر کے بعد افطار اور کھانا بنا کر سعد بھائی کو کچی آبادی کی جھگیوں تک پہنچانے کا کہا۔ "سعد تنگ نہ کریں۔ غریب روزے دار ہیں، ان تک یہ سب پہنچا آئیں۔"

"اتنی دور سامان اٹھا کر کیسے جاؤں؟" سعد بھائی بدستور اپنی بات پر قائم تھے۔

"سعد!" امی جان نے سعد بھائی کو غصے سے گھورا۔

"اچھا، صہیب کو کہیں میرے ساتھ آئے۔"

"کیوں جی؟ میں نے کل سارے محلے میں اکیلے افطاری بانٹی ہے۔ میں نہیں جانے والا۔"

"سعد! تم پندرہ، جب کہ صہیب تم گیارہ سال کے ہو چکے ہو۔ اتنے بڑے ہو گئے ہیں اور ذرا ذرا سا کام کرتے جان نکلتی ہے۔ محمد بن قاسمؒ کے بھائی تو کہیں سے نہیں لگتے تم دونوں!!" امی جان غم و غصے سے کہتے ہوئے واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔ سعد بھائی گہری سانس لیتے ہوئے اٹھے اور افطار اور کھانے کے لفافے اٹھانے لگے۔ پیچھے پیچھے ان کی مدد کو صہیب بھی اُٹھ کھڑا ہوا، کیوں کہ وہ جانتے تھے اب امی جان ناراض ہو چکی ہیں اور عافیت بات مان لینے ہی میں ہے۔ "یہ محمد بن قاسم آپ سے بڑا کوئی بھائی تھا ہمارا؟ ہم اس کے بھائی کیوں نہیں لگتے۔" صہیب نے رستے میں سعد سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" سعد نے بے زاری سے جواب دیا۔

"یہ میرا سونے کا سیٹ ہے۔ اسے بیچ کر رقم اپنے پراجیکٹ میں لگائیے۔" امی جان نے اپنا پسندیدہ اور اکلوتا سونے کا سیٹ ابا جان کی طرف بڑھایا تو صہیب کو بہت حیرت ہوئی۔

"ابھی کچھ دن پہلے ہی تو امی خالہ جانی کو بتا رہی تھیں کہ یہ سیٹ انھیں بہت پسند ہے اور خالہ کے بیٹے کی شادی میں وہ یہ ضرور پہنیں گی۔" صہیب نے کہا۔

"ارے نہیں۔" ابا جان کو سیٹ لینا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"نہیں کیوں؟ آپ دین کی خدمت کے لیے ایک ادارے کی بنیاد رکھ چکے ہیں۔ یتیم بچوں کے لیے ایک ہی چھت کے نیچے مسجد، اسکول، لائبریری کی تعمیر ہو رہی ہے۔ آپ کو رقم درکار ہے۔ میری طرف سے یہ ہدیہ قبول کر لیں۔ مجھے خوشی ہو گی اور میں خود پر ثابت کر سکوں گی کہ میں امی خدیجہؓ کی بیٹی ہوں۔" امی جان کی بات سن کر ابا جانی نے مسکراتے ہوئے ڈبہ امی جان سے پکڑ لیا، جبکہ صہیب کو حیرت ہو رہی تھی کہ نانی امی کا نام تو صالحہ ہے۔

"امی جان! آج آپ نے مجھے حیران کر دیا۔ جلدی سے بتائیے یہ محمد بن قاسم بھائی کون ہیں؟ اور نانی امی کا نام تو صالحہ ہے۔ آپ خدیجہ کیوں کہہ رہی ہیں؟ امی جان صہیب کی بات سن کر ہنس پڑیں اور اپنی ڈائری اس کی جانب بڑھا دی۔

"آج دس رمضان المبارک ہے۔ اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ کا یوم وفات!! اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ ایک بے مثال اور قابلِ تقلید شخصیت کی مالک تھیں۔ بیوہ ہونے کے باوجود انتہائی غیر محفوظ معاشرے میں بھی آپ ایک کامیاب بزنس ویمن تھیں۔ ملیکہ العرب کے نام سے پہچانی جاتی تھیں۔ عرب کے جاہل اور غیر محفوظ معاشرے میں اپنے کردار کی مضبوطی اور پختگی کے باعث طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

آپ ﷺ سے نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا تمام زندگی نبی مہربان ﷺ کا سہارا بن کر کھڑی رہیں۔ ذہانت کے ساتھ نرم زبان اور کشادہ ہاتھ سے دعوتِ دین کا کام کیا۔ اپنا تن، من، دھن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں لگا دیا۔ ہمیشہ دنیا کے عیش و عشرت کو نگاہ سے ہٹا کر آخرت کی کامیابی پر نگاہ رکھی۔ مشکل حالات میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی۔ مجھے آج بہت اچھا لگا کہ آپ رضی اللہ عنہا کی پیروی کرتے ہوئے میں نے اپنا سونے کا سیٹ صہیب کے ابو کو نیکی کے ایک کام کے لیے دیا۔ میں یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ امی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح میں اپنے بچوں کی بھی بہترین تربیت کر پاؤں۔

دس رمضان المبارک ہو اور ہمیں محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد نہ آئے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ آخر آپ ہی کی وجہ سے تاریخ میں یہ دن "یومِ بابُ الاسلام" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

دس رمضان المبارک 92 ہجری، بمطابق 28 اکتوبر 711 کا دن تھا کہ اروڑ نزد روہڑی ضلع سکھر کے مقام پر راجہ داہر کو ذلّت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا اور یہاں اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ فتح سندھ اسلامی تاریخ کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ دیکھ کر دنیا حیرت زدہ ہو جاتی ہے کہ ایک 17 سالہ نوجوان چند ہزار جاں بازوں کو ساتھ لے کر دور دراز کے فاصلے سے سرزمینِ ہند کی اجنبی حدود میں داخل ہوتا ہے اور اس کے سامنے یہاں کے بڑے بڑے راجاؤں، مہاراجوں کی بے پناہ مادی قوّت بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محدود وسائل تھے۔ مختصر سی جماعت تھی اور راستہ نہایت دشوار گزار، مگر اس باکمال سپہ سالار اور عظیم فاتح نے اسلام دشمنوں کو نہ صرف اقتصادی اور مادی لحاظ سے فتح کیا، بلکہ ان کے دل و دماغ بھی اسلام کے لیے مسخر کر لیے۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ امتِ مسلمہ کے قابلِ فخر فرزند تھے۔ آپ کی جراتِ ایمانی ہی کی بدولت دس رمضان المبارک 92 ہجری کو سندھ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی اور سندھ کو بابُ الاسلام ہونے کا فخر حاصل ہوا۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آئے تو مجھے ان سے ایسی ہی محبت و اپنائیت محسوس ہوتی ہے، جیسے صہیب اور سعد سے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور امت کی تمام بیٹیوں کو اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے وہ حقیقی نسبت عطا کرے جو ہمارے اخلاق و کردار سے جھلکتی ہو۔ ربّ کریم سے یہ بھی التجا ہے کہ ہمارے بیٹوں میں محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ جیسی دینی حمیت و غیرت اور جاں بازی و سرفروشی در آئے۔ امتِ مسلمہ اپنی زبوں حالی سے نکل کر ایک بار پھر دنیائے عالم کی امام بن جائے۔"

"امی جان! میں نے سوچ لیا ہے کہ میں بھی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بہادر بنوں گا۔"

"اچھا، شاباش! آج آپ افطاری اور کھانا بنا لیں، میں اکیلے جتنا بھی دور جانے پڑے، جا کر دے آؤں گا۔" صہیب نے معصومیت سے کہا تو امی جان اور ابو جان دونوں ہی ہنس پڑے۔

عالمی ادارہ بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ

بحال پاکستان

آؤ کریں پھر سے آباد پیارے وطن کو۔!

BAITUSSALAM

مکانات، اسکولوں کی تعمیر اور روزگار کی فراہمی

Overseas donors

MONTHLY $ 10

YEARLY $ 120

ممبرشپ

ماہانہ 1000 روپے

سالانہ 12,000 روپے

ادائیگی کے 2 طریقے

1.

بیت السلام کے دفاتر میں ادائیگی

2.

تمام نئے ممبران کو 99911 سے ہر ماہ ایک پیمنٹ لنک کے ساتھ ایک SMS بھی موصول ہوگا، اگر پہلے ہی ادائیگی کردی گئی ہو تو اسے نظرانداز کر دیا جائے۔ پے فاسٹ کے ذریعہ ادائیگی کے درج ذیل طریقے دستیاب ہیں۔

کارڈز: VISA PayPak

موبائل والیٹ: easypaisa, upaisa, Zindigi

بینک میں ڈائریکٹ ڈپازٹ کی سہولت دستیاب ہے

کسی بھی اے ٹی ایم جس میں 1LINK دستیاب ہو یا بینک / موبائل اور انٹرنیٹ بینکنگ / TCS سے ادائیگی کی جاسکتی ہے۔

اے ٹی ایم کے لیے

ATM مشین میں کارڈ اور پن نمبر ڈالنے کے بعد اس تسلسل سے آپشن کلک کریں
bill payment >1bill Voucher / Invoice Payments>
99911 سے موصول شدہ واؤچر نمبر کا اندراج کرکے ادائیگی مکمل کریں

کسی بھی 1LINK سے منسلک بینک یا TCS پر جائیں، نمائندے کو بتائیں کہ آپ بیت السلام کو 1LINK واؤچر کے ذریعے ادائیگی کرنا چاہتے ہیں، 99911 کے ذریعے موصول ہونے والا واؤچر فراہم کریں، کیش فراہم کریں اور رسید لیں

موبائل اور انٹرنیٹ بینکنگ صارفین

اپنے اکاؤنٹ میں لاگ ان کریں، بل کی ادائیگی پر جائیں، 1LINK کا انتخاب کریں، 99911 کے ذریعے موصول ہونے والے واؤچر کا اندراج کریں۔

ایک بڑا منصوبہ

Baitussalam USA بیت السلام

PayPal

PayPal.me/BaitussalamUSA

Zelle

donation@baitussalamusa.org

رجسٹریشن کے 4 طریقے

111 اور اپنا نام لکھ کر 83833 پر بھیجیں مثلاً 111 TALHA

بیت السلام ویب سائٹ

بیت السلام موبائل ایپ

بیت السلام کے دفاتر

حصہ پنجم

بہارِ نبی ﷺ

ڈاکٹر الماس روحی

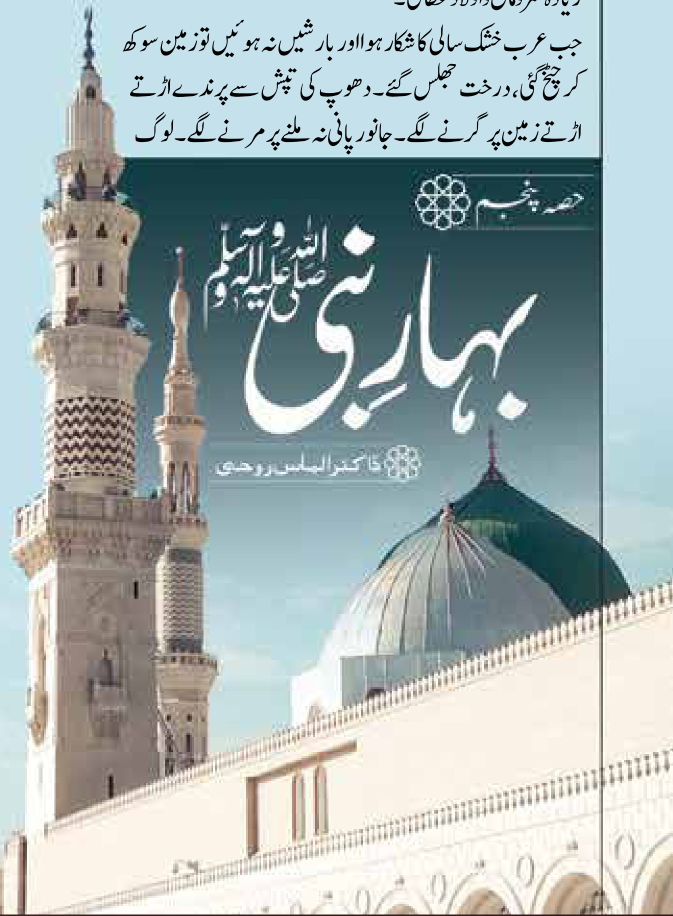

ہمارے پیارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا اور شاندار معجزہ قرآن مجید تھا، جس میں گزشتہ اور آیندہ زمانے کی سچی خبروں کا ذکر ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے معجزات عقلِ انسانی کو حیران کر دیتے ہیں۔ آں حضرت ﷺ کی دعائیں قبول ہوتے سب دیکھتے تھے۔

حضرت انسؓ حضور ﷺ کے خادمِ خاص تھے۔ آپ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان کا خلوص اور خدمت دیکھتے اور دُعا فرماتے: درازئ عمر اور کثرتِ مال و اولاد کی۔۔۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا اللہ پاک نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی دُعا قبول کی اور انھیں بہت زیادہ عمر و مال و اولاد عطا کی۔

جب عرب خشک سالی کا شکار ہوا اور بارشیں نہ ہوئیں تو زمین سوکھ کر چٹخ گئی، درخت جھلس گئے۔ دھوپ کی تپش سے پرندے اڑتے اڑتے زمین پر گرنے لگے۔ جانور پانی نہ ملنے پر مرنے لگے۔ لوگ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر پھیر کر تھک گئے۔ اناج کا ذخیرہ ختم ہوتا گیا۔ پھل سبزی کہیں دکھائی نہیں دیتی تھی، باغ اجڑ گئے۔ ہر طرف ویرانی تھی۔ دعائیں سب کر رہے تھے، لیکن قبول نہیں ہو رہی تھیں۔ آخر سب مل کر حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے اور دُعا کی درخواست کی تو بوقتِ خطبۂ جمعہ ہمارے نبی ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بارش کی دعا کی۔ اس وقت آسمان دھوپ سے تپ رہا تھا۔ سورج کی طرف نظر نہیں اٹھ پا رہی تھی۔ ابر دور دور تک نہیں تھا، مگر دعا کے ہوتے ہی سورج کہیں چھپ گیا۔ گھٹا ایسی چھائی دن میں رات کا گمان ہونے لگا۔ چند لمحوں بعد تیز بارش ہونے لگی۔ لوگ خوش خوش ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ مسلسل یہ بارش ہفتہ بھر رہی، اب کثرتِ باراں سے زمین پر چلنا مشکل ہو گیا۔ دوسرے جمعہ کو لوگوں نے بارش بند ہونے کی دعا چاہی۔ ہمارے نبی ﷺ نے بارش کے رُک جانے کی دعا کی۔ اس وقت آسمان نظر نہیں آ رہا تھا۔ سورج اچانک نکل آیا اور بادل پھٹ گیا۔ دھوپ چہار طرف پھیل گئی۔ کفار ہمارے پیارے نبی ﷺ کو شہید کرنے کے کئی بار منصوبے بنا چکے تھے۔ ہر دفعہ ناکام ہو جاتے۔ ایک مرتبہ انھوں نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر حضرت محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بکری کا گوشت بہت پسند ہے۔ وہ فوراً تناول فرمائیں گے، مگر اس گوشت نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ "میرے اندر زہر ہے" کفار ایک بار پھر ناکام ہو گئے۔

ایک سفر کے دوران ہمارے پیارے نبی ﷺ سو رہے تھے۔ صحابہؓ آس پاس بیٹھے سفر کی تھکان اُتار رہے تھے کہ اچانک ایک درخت زمین کاٹتا ہوا آپ ﷺ کے قریب آ کھڑا ہوا اور کچھ دیر کھڑا رہا، پھر واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ جب ہمارے پیارے نبی ﷺ بیدار ہوئے تو صحابہ نے حیرت انگیز یہ قصہ عرض کیا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اس درخت نے حق تعالیٰ سے مجھ کو سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی، چناں چہ اسے اجازت ملی اور یوں اس نے اپنا شوق پورا کیا۔

مشکل الفاظ		مشکل الفاظ	
معجزہ	کرشمہ	تپ	گرم
گزشتہ	گزر چکا	گمان	خیال
حیات	زندگی	ابر	بادل
خادم	نوکر	بیدار	جاگنا
تپش	حرارت	باراں	بارش

ستر گنا

حفصہ محمد فیصل

طاہر ایک معصوم اور پیارا بچہ تھا۔ اسے رمضان میں روزے رکھنے کا بڑا شوق تھا، اسی لیے اس سال رمضان المبارک میں طاہر نے پکا ارادہ کیا تھا کہ وہ پورے رمضان المبارک کے روزے رکھے گا اور اس نے اس بات کا ذکر امی جان سے بھی کیا تھا۔

لیکن اس بار بھی رمضان المبارک گرمی کے موسم میں آنا تھا، اس لیے امی جان نے طاہر کو مشورہ دیا کہ وہ ابھی چھوٹا ہے، اس لیے اسے روزانہ کے بجائے جمعہ اور اتوار کا روزہ رکھنا چاہیے، تاکہ آہستہ آہستہ عادت بھی بنے اور جسم بھی اس کو قبول کر لے، لیکن طاہر کے سر پر تو پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا بھوت سوار تھا۔ امی جان نے اس کے شوق اور جذبے کو دیکھ کر اسے پیار کیا اور کہا کہ انسان کو اپنی طاقت سے زیادہ خود پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ جتنی طاقت ہو اتنے رکھنا۔۔۔ ان شاء اللہ!

طاہر اس رمضان المبارک میں ڈھیر ساری نیکیاں بھی کرنا چاہتا تھا، اسی لیے اس نے کئی دنوں سے اپنی جمع پونجی بھی خرچ نہیں کی تھی، تاکہ وہ رمضان المبارک میں غریبوں کو خوب صدقہ و خیرات کر کے ڈھیر ساری نیکیاں کما سکیں۔ دراصل طاہر نے اپنے قاری صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ "رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب سات سے ستر گنا ہو جاتا ہے اور اللہ پاک رمضان میں ہر نیکی پر ڈھیر سارا اجر عطا کرتے ہیں۔"

یہی سوچ کر وہ اس بار رمضان المبارک کی خوب تیاریوں میں لگا ہوا تھا۔

آج طاہر امی جان کے ساتھ رمضان المبارک کے سلسلے میں کھانے پینے کی اشیا کی خریداری کے لیے بازار گیا۔ امی جان نے دوکان دار سے کہہ کر چار لفافے علیحدہ علیحدہ بنوائے اور سب میں ایک جیسی اشیا ڈلوائیں۔ طاہر ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ "امی جان نے ایسا کیوں کیا؟" کہ اتنے میں امی جان نے اسے آواز دی۔

"طاہر بیٹا! یہ سامان گاڑی میں رکھوانے میں مدد کیجیے" اور پھر طاہر نے ڈرائیور چچا کے ساتھ مل تمام لفافے گاڑی میں رکھوائے۔

قاسم نے ڈبڈباتی آنکھوں سے وہ الفاظ پڑھے اور پھر ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ وہ احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کر رہا تھا اور ان احادیث کو پڑھتے ہوئے اس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا، آنکھیں بھر آئی تھیں اور خشیتِ الٰہی اسے ڈھانپ چکی تھی۔ یہ احادیث ایمان کے متعلّق تھیں۔ پہلی حدیثِ مبارکہ کے الفاظ تھے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو باتیں بتائیں، ایک تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں، آپ نے ہمیں بتایا: امانت لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری، پھر قرآن اترا، انھوں نے قرآن سے سیکھا اور سنت سے جانا۔" پھر آپ ﷺ نے ہمیں امانت اٹھا لیے جانے کے بارے میں بتایا، آپ نے فرمایا: آدمی ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت سمیٹ لی جائے گی اور اس کا نشان پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا، پھر وہ ایک نیند اور لے گا تو بقیہ امانت اس کے دل سے اٹھا لی جائے گی اور اس کا نشان ایک آبلے کی طرح رہ جائے گا، جیسے تم انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو جسم کا وہ حصہ پھول جاتا ہے اور تم اسے اُبھرا ہوا دیکھتے ہو، حالاں کہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے ایک کنکری لی اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکا کر دکھایا۔" پھر لوگ خرید و فروخت کریں گے، لیکن کوئی بھی پوری طرح امانت کی ادائیگی نہ کرے گا، یہاں تک کہ کہا جائے گا: "فلاں خاندان میں ایک آدمی امانت دار ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے گا، وہ کس قدر مضبوط ہے، کتنا لائق ہے، کیسا عقل مند ہے! جبکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔

قاسم پہ لرزہ طاری ہو چکا تھا۔ امانت دار وہی ہوتا ہے جو سچا مومن ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتے تو گویا ہم خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ امانت جو ہم نے قبول کی، وہ ایمان ہی ہے۔ اب وہ امانت کہاں ہے؟؟ قاسم اپنے آپ کو ٹٹولنے لگا۔ اسے اپنے دل کے اندر ایک کونے میں کم زور سا ایمان دکھائی دے رہا تھا، روٹھا ہوا ایمان!! اس نے آنکھیں پونچھیں اور اگلی حدیث مبارکہ پڑھی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ بندہ جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور بندہ جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور جب وہ قتل ناحق کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ عکرمہ نے کہا کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان اُس سے کس طرح نکال لیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس طرح اور اس وقت آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر پھر الگ کر لیا، پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ایمان اس کے پاس لوٹ آتا ہے، اس طرح اور آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا۔

قاسم کے دل سے آہ نکلی۔ وہ سوچنے لگا کہ ہم اپنے ایمان کے ساتھ کتنا ظلم کرتے ہیں۔ ہم جب گناہِ کبیرہ کر رہے ہوتے ہیں تو گویا ایمان کو دھکے دے کر نکال رہے ہوتے ہیں اور ایمان کتنا وفادار ہے کہ ہمارے سروں کے اوپر معلّق ہو جاتا ہے اور انتظار کرتا ہے کہ یہ مومن اس گناہ کو ختم کرے تو میں دوبارہ اس کے دل میں آ جاؤں۔

جی ہاں! قاسم کو اگلی حدیثِ مبارکہ میں یہی بات معلوم ہو رہی تھی کہ ایمان سر کے اوپر سائبان کی طرح معلّق رہتا ہے۔

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس کے اندر سے نکل کر اس کے سر کے اوپر چھتری کی طرح معلّق ہو جاتا ہے اور جب وہ اس برے فعل سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان اس کے پاس لوٹ آتا ہے۔

قاسم کے آنسو رواں ہو گئے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتا تھا۔ اسے چہار سو ایمان دربدر بھٹکتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اپنی دونوں مٹھیاں بھینچے خود کلامی کر رہا تھا۔ وہ مضطربانہ انداز میں کہہ رہا تھا: اے ایمان! اے ہماری قیمتی دولت! تو بہت وفادار ہے، بہت پیارا ہے تو ہی ہمارا سرمایہ ہے۔ تیرے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ اب رمضان المبارک کا مقدّس مہینا آ چکا ہے۔ میں اس مہینے میں تجھے اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دوں گا اور پھر تیری جڑیں میرے دل میں مضبوط ہو جائیں گی۔ اس کے بعد کوئی شیطانی مکر تجھے میرے دل سے نہیں نکال پائے گا۔

اس کی آنکھوں سے جو آنسو نکل رہے تھے، وہ زمین پر نہیں بلکہ اس کے دل پہ گر رہے تھے اور اس کے دل کا آئینہ صاف شفاف ہوتا جا رہا تھا۔

طاہر نے دل میں سوچا کہ "امی جان عام دنوں میں تو اس طرح الگ الگ لفافے نہیں بنواتیں، مگر رمضان المبارک کی اشیا کے لیے ایسا کیوں کیا؟"

پھر اس نے سوچا کہ گاڑی میں یہ بات پوچھنا مناسب نہیں، میں یہ بات گھر جا کر امی جان سے ضرور پوچھوں گا۔

مگر گھر جا کر طاہر کی یہ گتھی خود ہی سُلجھ گئی۔ بھلا کیسے؟ وہ ایسے کہ امی جان نے گھر پہنچ کر طاہر کے ہاتھوں سے ہی ایک لفافہ ڈرائیور چچا کو، ایک سکینہ ماسی کو اور ایک مالی بابا کو رمضان المبارک کا تحفہ کہہ کر بھجوایا۔ طاہر کو اس عمل سے بے انتہا خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

"امی جان تین لفافے تو تحفے میں دے دیے، یہ چوتھا کس کا ہے؟" طاہر نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"چوتھا ہمارا ہے۔" امی جان نے مسکرا کر کہا۔

پیارے بیٹے! انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے کرتا ہے۔"

اور رمضان المبارک میں تو ہمیں سب مسلمانوں کا خصوصاً اپنے خادموں کا خیال زیادہ اہتمام سے رکھنا چاہیے۔" امی جان مسکرا کر بولیں۔

"جی امی جان! آپ نے بالکل ٹھیک کہا اور ہمارے قاری صاحب نے بتایا تھا کہ رمضان المبارک میں کی گئی نیکی کا اجر بھی ستر گُنا ہو جاتا ہے نا!" طاہر جذبے سے بولا۔

"بالکل! اللہ تعالیٰ ہمارے عمل کو قبول فرمالیں۔" آمین! کہتے ہوئے امی جان نے طاہر کو گلے لگا لیا۔

"امی جان! کیا میں عید کے کپڑے ایک جیسے تین خرید سکتا ہوں؟"

"وہ کیوں؟" امی جان نے پوچھا۔

"ایک مالی بابا کے شاہد کے لیے، ایک ہمارے پڑوسی دانش کے لیے (اس کے ابو نہیں ہیں نا) اور ایک میرا۔۔۔"

"بالکل! ہم اس بار ایک جیسے تین جوڑے خریدیں گے۔"

"آپ کو تو درج بالا حدیث بالکل ٹھیک سے سمجھ آ گئی۔" امی جان نے طاہر کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"بچو! طاہر نے رمضان المبارک میں ایسی کئی نیکیاں کرنے کا پکا عزم کیا ہے۔ پھر آپ سب کا کیا خیال ہے؟"

بچوں کے فن پارے

ابراہیم عبد الستار ہفتم گورنمنٹ بوائز اسکول کراچی

ام ہانی پنجم عزت خان گورنمنٹ پرائمری اسکول کراچیکراچی،

حارث مظہر مدرسہ عثمانیہ کراچی

حسین نوید گورنمنٹ بوائز اسکول کراچی

سجاد بن نوید گورنمنٹ اسکول رنچھوڑ لائن نمبر 1

ماریہ مظہر کراچی

ہر ماہ ایک فن پارے پر300 روپے انعام دیا جاتا ہے گزشتہ ماہ **ذیشان** کا فن پارہ انعامی قرار پایا ہے، انہیں 300 روپے مبارک ہوں (ادارہ)

ماہنامہ فہم دین
مارچ 2023ء کے سوالات

سوال 1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کن صحابیہ کو شہیدہ کہہ کر پکارتے تھے۔۔۔؟

سوال 2: مسیلمہ کذاب کو کن صحابی نے جہنم رسید کیا؟

سوال 3: زینب حمزہ کو امی جان نے کمرے سے کیوں بلایا۔۔۔؟

سوال 4: ڈولی کہاں کی شہزادی تھی۔۔۔؟

سوال 5: بندر کے منہ میں کتنے دانت ہوتے ہیں۔۔۔؟

پیارے بچوں کو رمضان المبارک کی ڈھیر ساری خوشیاں مبارک ہوں۔۔۔

رمضان تو واقعی خوشیوں کا مہینہ ہے۔۔۔اس میں ہمارے پیارے اللہ جی خاص رحمت اور خاص مغفرت والا معاملہ فرماتے ہیں۔۔۔رمضان کا مہینہ اللہ سے قریب ہونے کا مہینہ ہے۔۔۔اس میں نیکیوں کی سیل لگتی ہے۔۔۔کم وقت میں زیادہ اجر۔

رمضان المبارک کی خاص فضیلت ہے کہ انسان کا سب سے بڑے دشمن شیطان کو اس ماہ میں جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کو بہکا نہ سکے اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تاکہ انسان اس ماہ میں اپنے ربّ کی خوب عبادت کر کے اور جنت کا وارث بن جائے۔۔۔

پیارے بچوں! ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں اور ہر لمحہ اللہ کا ذکر کر کے اسے قیمتی بنائیں۔۔۔اور خوب عبادات سے اپنے پیارے اللہ کو راضی کر لیں۔۔۔

تو۔۔۔کرتے ہیں نا پیارے بچے وعدہ۔۔۔!

دسمبر 2022ء کے سوالات کے جوابات

جواب 1: عفرا نوید

جواب 2: ربیع الاول جمادی الاولی

جواب 3: اپریل

جواب 4: خارپشت بچے دیتا ہے۔۔۔

جواب 5: حامد

دسمبر 2022ء کے سوالات کا درست جواب دینے پر کراچی سے
ابوبکر کامران
کو شاباش انہیں 300 روپے مبارک ہوں

دسمبر 2022ء میں صبا مسعود کی بلا عنوان کہانی شائع ہوئی تھی۔ کراچی سے ام ایشاع کا عنوان انعامی قرار پایا ہے، انہیں 300 مبارک ہوں ام ایشاع نے عنوان دیا ہے

دل جو پاش پاش ہوا

سنیے!!!!

انعامی سوالات کے جوابات بھیجیں یا فن پارہ اپنا نام، عمر کلاس اسکول/مدرسے کا نام اور رابطے کے لیے موبائل نمبر ضرور لکھیں۔ جوابات اور فن پارہ وٹس ایپ کرنے کے لیے نمبر نوٹ کر لیں

03351135011

قُرآنِ کریم

سُنو مومنو! کہ ہے قرآن کیا
یہ ہے میرے سرکار ﷺ کا مُعجزہ

ہماری ہدایت کے ہی واسطے
اُتارا گیا لوحِ محفوظ سے

صحائف میں تھی جس کی سب آگہی
وہی تو یہ مصحف ہے لاریب فیہ

یہ ہے مقصدِ بعثتِ مُصطفیٰ ﷺ
کہ قرآں کے ذریعے کریں تزکیہ

الف، لام اور میم جس نے پڑھا
اُسے مل گئیں تیس پھر نیکیاں

پڑھا جس نے اس کو تو پایا ثواب
عمل کر لیا تو ہوا کامیاب

خُدا نے کہا خود یہ قرآن میں
اُتارا اسے ہم نے رمضان میں

زمر میں ہے تعریف قُرآن کی
کرو مومنو! اس کی تُم پیروی

بہت خوب قُرآن کی شان ہے
خُدا خود ہی اس کا نگہبان ہے

بتاتی ہے یہ سورۂ شُعَرَاء
صحائف میں بھی اس کا ہے تذکرہ

عقیدہ و احکام، قصّہ، مثال
مضامینِ قُرآن ہیں باکمال

ہے قُرآں سمجھنے کا واضح اُصول
کہ ہم دیکھیں آیت کا شانِ نُزول

ہے اعراف میں یہ لکھا مومنو!
کتابِ الٰہی کے پیچھے چلو

کریں گے نقد اس پہ مُستشرقین
مگر ہوں گے ناکام وہ بالیقین

جو قُرآن ہم سب کا دستور ہو
تو پھر کامیابی نہ کچھ دور ہو

ہے تریاق بے شک یہ ہر مرض کا
کہا ہے اسے میرے رب نے شفاء

ہے قُرآن بے شک خُدا کا پیام
کلام الملوکِ ملوک الکلام

نہیں جس میں تھوڑا بھی قُرآن ہے
وہ دل ایک کھنڈر ہے، ویران ہے

”بصائر“ بھی ہے اور ”فُرقان“ بھی
کہا اس کو رب نے ”کتابُ المُبیں“

چلو ہم بھی قُرآن کو تھام لی
شفاعت کرے گا قیامت میں یہ

عجائب کا اس کے نہیں ہے شُمار
مُحافظ ہے خود اِس کا پروردگار

نہیں ہے یہ ہر گز بَشَر کا کلام
قیامت تلک اس کا ہے فیض عام

جو تعلیم دیتا ہے قُرآن کی
ہے ہم سب میں بہتر وہی آدمی

مُنوّر کرو دل کو قُرآن سے
بہت لُطف آئے گا ایمان سے

ذرا دیکھیے شان حفّاظ کی
کریں گے شفاعت وہ ماں باپ کی

یہی ارسلاںؔ کی ہے رب سے دُعا
تو قُرآں کے رستے پہ ہم کو چلا

اللہ سے دل جوڑ کے دیکھو

خرم فاروق ضیاء

دنیائے دغا باز سے رخ موڑ کے دیکھو!
مخلوق سے خالق کی طرف دوڑ کے دیکھو!
انسان کی نظروں کا احاطہ ہو جہاں تک
اللہ کی قدرت ہی نظر آئے وہاں تک
ہے اس کی خدائی کا جہاں کون و مکاں تک
بچ کے بھلا اس ذات سے جاؤ گے کہاں تک
آ جاؤ! اب اللہ سے دل جوڑ کے دیکھو!
مخلوق سے خالق کی طرف دوڑ کے دیکھو!
دنیا کی جو لذات ہیں دھوکا ہیں سراسر
طالب ہو جو اِن کا وہ سدا رہتا ہے مضطر
اللہ کو بسا لو گے اگر قلب کے اندر
بن جائے گا دل راحت و تسکین کا محور
خواہش کے جو پالے ہیں صنم توڑ کے دیکھو!
مخلوق سے خالق کی طرف دوڑ کے دیکھو!
کب تک یوں ہی رہ پاؤ گے غیروں کے سہارے
آ جاؤ اب اللہ کے دربار میں سارے
ایمان ابھی باقی ہے سینوں میں تمہارے
تم پھر سے بدل سکتے ہو حالات کے دھارے
اٹھو! دلِ ناداں کو جھنجھوڑ کے دیکھو!
مخلوق سے خالق کی طرف دوڑ کے دیکھو!
خود کو اے ضیا! سانچہء اسلام میں ڈھالو
اور قلب کو ظلمات کی دلدل سے نکالو
خواہش کو اگر تابعِ رحمٰن بنا لو
پھر چاہو تو دنیا کو بھی قدموں میں جھکا لو
اک بار گناہوں کو ذرا چھوڑ کے دیکھو!
مخلوق سے خالق کی طرف دوڑ کے دیکھو!

گلدستہ

ترتیب و پیشکش: شیخ ابو بکر، عبدالرحمن چترالی

عبادت میں خشوع و خضوع

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے فارغ ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ بندہ دن رات حصولِ رزق کے لیے کوشش نہ کرے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کا دل اور جسم دونوں حاضر ہوں۔۔۔ عبادت میں خشوع و خضوع ہو۔۔۔ رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اس کے دل میں ہو۔۔۔ اس کو اس بات کا احساس ہو کہ وہ کائنات کے مالک اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہے۔۔۔ اور حضور ﷺ کا یہ ارشادِ مبارک بھی سامنے ہو، جس میں اس طرح عبادت کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم انھیں دیکھ رہے ہو۔"

اگر یہ کیفیت نہ ہو تو کم از کم یہ تو ہو: "اگر تم انھیں نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔"

مایوسی اور اس کا علاج، مولانا ابو الحسنین، ص: 79

حمد باری تعالیٰ

تیرا بندہ تری توصیف و ثنا کرتا ہے
میرا ہر سانس ترا شکر ادا کرتا ہے
تیرے آگے مری جھکتی ہوئی پیشانی سے
میری ہر صبح کا آغاز ہوا کرتا ہے
رحمتیں دیتی ہیں آواز گنہ گاروں کو
یہ کرشمہ بھی ترا عفو کیا کرتا ہے
رزق پہنچاتا ہے پتھر میں چھپے کیڑے کو
تو ہی سوکھی ہوئی شاخوں کو ہرا کرتا ہے
زندگی پر کبھی اتراؤں نہ مرنے سے ڈروں
تو ہی پیدا بھی کرے تو ہی فنا کرتا ہے
تیرے الطاف کسی کے لیے مخصوص نہیں
تو ہر اک چاہنے والے کی سنا کرتا ہے
خیر مقدم کیا کرتی ہیں اسی کی راہیں
تیرے کہنے کے مطابق جو چلا کرتا ہے

مظفر وارثی

دعا کی دوسری اساس

دعا کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جائے، وہ ضرور ملتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حکمت الٰہی کے مطابق جس چیز کی جہاں ضرورت ہوتی ہے، وہاں وہ ضرور پیدا کردی جاتی ہے، لیکن اس امر کا اظہار کہ کس چیز کی ضرورت ہے؟ ہم اپنے فیصلے (دعا) سے خود کرتے ہیں۔

کبھی کبھی ہمارے فیصلے میں غلطی ہوجاتی ہے۔ اس لیے ہماری طلب کردہ چیز پیدا نہیں کی جاتی، لیکن ہماری ذمہ شناسی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے فیصلے سے اچھی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ چیز پیدا کرنا مناسب نہیں ہوتا تو آگے چل کر ہمیں بتادیا جاتا ہے کہ اس چیز کا پیدا کرنا مناسب نہیں تھا، لیکن یہ اصول بہرکیف اپنی جگہ قائم رہے گا کہ ہم کوئی چیز اپنے ارادے اور فیصلے کے اظہار (دعا) کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے مانگیں تو وہ ہماری طلب اور ضرورت کے مطابق عطا فرمادیتا ہے۔

قرآنی شعور انقلاب، مولانا عبیداللہ سندھی، ص: 142

نعتِ رسول ﷺ

آج سراپا نعتِ رسول ذرا ہو جانے دو
رحمتوں کا نزول ذرا ہو جانے دو
لے کر اثر نکلے گی ہر دُعا دل سے
لگن دل کی مقبول ذرا ہو جانے دو
چمکیں گے جبیں پر میری یہ مہر و قمر
اُنؐ کی راہوں کی دھول ذرا ہو جانے دو
کُھل جائیں گی اک دن وصل کی کلیاں بھی
ختم دُوریوں کے ببول ذرا ہو جانے دو
اُن کی یاد میں اُن کی طلب میں شانیؔ
آنکھ پُرنم دل ملول ذرا ہو جانے دو

شانی خان مان

صفتِ شکر پر ایک عجیب واقعہ

حضرت احمد حربؒ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہوگئی، آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد حربؒ نے بتایا کہ ہم تمہاری چوری ہوجانے کا افسوس کرنے آئے ہیں، پڑوسی بولا کہ "میں تو اللہ کا شکر ادا کررہا ہوں" اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہوگئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایا ہے، میں نے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ابھی آدھا مال میرے پاس موجود ہے، تیسرے یہ کہ میری دنیا کو ضرر پہنچا ہے اور دین میرے پاس ہے، یعنی اللہ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔

سکون قلب، مجموعہ افادات، ص: 195

رمضان شریف میں اُمت پر پانچ خصوصی انعام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان شریف کے متعلّق میری اُمت کو خاص طور پر پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو پہلی اُمتوں کو نہیں ملیں۔

1 روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو بھوک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

2 ان کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعائے مغفرت کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

3 جنت ہر روز ان کے لیے سجائی جاتی ہے، پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے (دنیا کی) مشقّتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔

4 اس ماہِ مبارک میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے، جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں (یعنی رمضان میں شیاطین قید ہونے کی بنا پر روزہ داروں کو گناہوں پر نہیں ابھار سکتے، لیکن انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیاطین سے کم نہیں ہے اور گناہوں کا چسکا بھی گناہوں کی پٹڑی پر چلاتا رہتا ہے، تاہم پھر بھی گناہوں کی کمی اور عبادت کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ کرتا ہے)

5 رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ شبِ مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

تحفۂ رمضان، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ص:30

ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہارِ غم

ماں تیرے جانے سے دل کو اور کچھ بھاتا نہیں
لاکھ بہلاتی ہوں، لیکن بہل پاتا نہیں
تیری خوشبو اب بھی آکر گھیر لیتی ہے
چار سو ڈھونڈتی ہوں، کچھ نظر آتا نہیں
جس طرح سے تو مجھ سے بچھڑ کر چلی گئی ماں!
اس طرح سے تو کوئی پیاروں کو چھوڑ کر جاتا نہیں
کیسے بھولوں گی تیرا وقتِ رخصت میری ماں!
بِن تیرے کیسے جیوں گی، کچھ مری سمجھ میں آتا نہیں
روح کا ناسور رستا ہی رہے گا عمر بھر، اے ماں!
تجھ سے ملنے کا بلاوا جب تک آتا نہیں

والدین واولاد ایک عظیم نعمت، مولانا روح اللہ، ص:67

رمضان کا انتظار کیوں؟

اب سوال یہ ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کو یہ اشتیاق اور انتظار کیوں ہوتا تھا کہ رمضان المبارک کا مہینا آجائے اور ہمیں مل جائے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو اپنا مہینا بنایا ہے، ہم لوگ چوں کہ ظاہر بین قسم کے لوگ ہیں، اس لیے ظاہری طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان المبارک کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روزوں کا مہینا ہے، اس میں روزے رکھے جائیں گے اور تراویح پڑھی جائے گی اور بس! لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی، بلکہ روزے ہوں یا تراویح ہوں یا رمضان المبارک کی کوئی اور عبادت ہو، یہ سب عبادات ایک اور بڑی چیز کی علامت ہیں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو اپنا مہینا بنایا ہے، تاکہ وہ لوگ جو گیارہ مہینے تک مال کی دوڑ دھوپ میں لگے رہے اور ہم سے دور رہے اور اپنے دنیوی کاروبار میں الجھے رہے اور خوابِ غفلت میں مبتلا رہے، ہم ان لوگوں کو ایک مہینا اپنے قرب کا عطا فرماتے ہیں، ان سے کہتے ہیں کہ تم ہم سے بہت دور چلے گئے تھے اور دنیا کے کام دھندوں میں اُلجھ گئے تھے، تمہاری سوچ، تمہاری فکر، تمہارا خیال، تمہارے اعمال، تمہارے افعال یہ سب دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے تھے، اب ہم تمہیں ایک مہینا عطا کرتے ہیں، اس مہینے میں تم ہمارے پاس آجاؤ اور اس کو ٹھیک ٹھیک گزار لو تو تمہیں ہمارا قرب حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ یہ ہمارے قرب کا مہینا ہے۔

اصلاحی خطبات، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، ج:۱، ص:64

پیغام شب قدر

شبِ قدر کا پیغام ہے امن وامان، پیار محبت، عام معافی، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو سمجھنے کی توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کا سوال کرتے ہوئے خود اپنے اندر بھی اپنے ہم جنسوں کی غلطیوں کو معاف کرنے کی عادت پیدا کریں۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ متّقی بندے غصے کو پی جانے والے، لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔

دعائیں التجائیں، محمد داؤد راز، ص:163

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ تلاوت کرنا

جب رمضان کا مہینا شروع ہوتا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ قرآن تو عام تراویح کی جماعت میں ہر رکعت میں بیس بیس آیات پڑھ کر ختم کیا کرتے تھے، پھر خود تنہا اخیر شب میں نصف یا ثلث قرآن پڑھتے، اس طرح ہر تیسرے دن ایک قرآن ختم فرماتے تھے، پھر دن بھر تلاوت کرتے رہتے تھے اور روزانہ افطار کے وقت قرآنِ کریم ختم فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر ختم پر دعا قبول ہوتی ہے۔

علمائے سلف کا شوقِ علم، مولانا محمد نعمان، ص:566

بیت السلام ایجوکیشنل سسٹم کے زیر اہتمام
ایک اور گراں قدر منصوبہ

بیت السلام مسجد اسکول

حفظِ قرآن کے ساتھ میٹرک

متعدد برانچوں کے ساتھ آغاز ہو گیا ہے
ملک بھر میں یہ سلسلہ جاری ہے

رپورٹ: خالد معین

بیت السلام ویلفئیر ٹرسٹ کے زیر اہتمام ملک وملت کے حوالے سے کارآمد افراد کی تیاری کے لیے متعدد تعلیمی پروگرام اور منصوبے جاری ہیں، الحمد للہ ہر منصوبہ ایک مکمل تعلیمی سلسلہ اور پروگرام ہے۔ ابتدائی عصری اور بنیادی دینی تعلیم کے سینکڑوں مراکز، متعدد برانچوں کے ساتھ مرکز فہم دین طالبات کے لیے تعلیمی سلسلہ، ننھے منے بچوں کے لیے عربی میڈیم اسکول روضۃ السلام، انٹیلکٹ کیڈٹ کالج، انٹیلکٹ اسکول، دینی اور عصری تعلیم کے لیے عظیم الشان جامعہ بیت السلام کراچی/تلہ گنگ، مقدرتی آفات، حوادث اور سیلاب زدہ علاقوں میں بچوں کے لیے سینکڑوں کنٹینر اسکول کے بعد حال ہی میں بیت السلام مسجد اسکول پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے، سندھ اور پنجاب میں متعدد برانچوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے کو عنقریب بلوچستان سمیت ملک کے طول وعرض میں بڑھایا اور پھیلایا جائے گا۔

بیت السلام مسجد اسکول میں نونہالانِ قوم کو حفظ قرآن کے ساتھ میٹرک تک معیاری عصری تعلیم دی جائے گی، اس وقت سندھڑی، شکارپور، گمبٹ، ٹھٹھہ، راولپنڈی میں برانچیں کام کر رہی ہیں۔ دریں اثنا گزشتہ ایک سال میں بیت السلام ایجوکیشنل سسٹم کے تحت 442 طلبہ وطالبات نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس وقت تقریباً 50 ہزار طلبہ وطالبات بیت السلام ایجوکیشنل سسٹم کے تحت تعلیم حصل کر رہے ہیں۔

www.junaidjamshed.com J.Fragrances.Cosmetics J. Fragrances & Cosmetics J_Frag_Cos J.JunaidJamshed

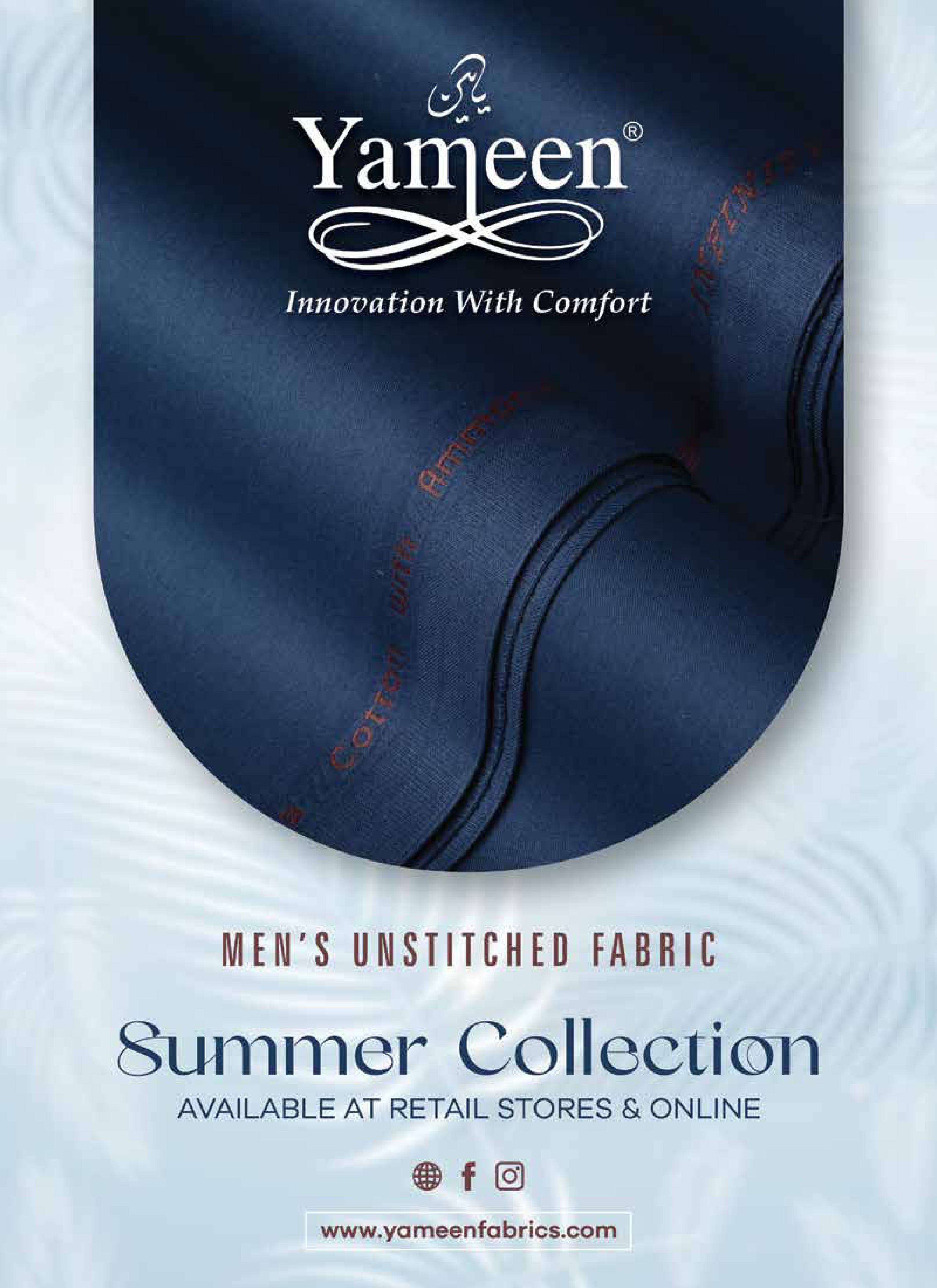
Yameen®
Innovation With Comfort
MEN'S UNSTITCHED FABRIC
Summer Collection
AVAILABLE AT RETAIL STORES & ONLINE
www.yameenfabrics.com